

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ء بہ طابق ۲۶ شعبان ۱۴۲۵ھ بروز منگل بوقت صبح گیارہ بجے زیر صدارت
جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولوی عبدالستین آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

آلمٌ تِلْكَ آيَتِ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۝ هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُحْسِنِينَ ۝ الَّذِينَ يُقْيِمُونَ
الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الرِّزْكَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمُ الْمُوْفَقُونَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ط

(سورہ القمان آیت نمبر ۱ تا ۴)

ترجمہ: یہ اسی کتاب یعنی قرآن پاک کی آیتیں ہیں جس میں حکمت و دانش کی باتیں ہیں نیکو کار جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں ان کیلئے یہ آیتیں ہموجب ہدایت اور رحمت ہیں۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹی بجائی جائے۔ (گھنٹی بجائی کی)۔

کوہم پورا ہوا۔ جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سوال نمبر ۶۳۲۔

جناب اسپیکر: جی مولانا فیض اللہ صاحب۔ زیارتوال صاحب پھر کوئی اور ساتھی جواب دیدے یا مؤخر کر دیں؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: مؤخر کر دیں۔ اسی اجلاس میں رکھ دیں جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: سوال نمبر ۶۳۲ اور ۱۶۳۲ گلے اجلاس کے لئے مؤخر کئے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی) :: امان اللہ نو تیزی صاحب وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، سید مطیع اللہ آغا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، سید شیر جان بلوچ وزیر گوارڈ و پلمنٹ اتحاری نے خی ذاتی اور سرکاری امور کی وجہ سے رخصت کی درخواستیں دی ہیں۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی) شاہ زمان رند صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر ۶۲ پیش کریں۔ محکم کی عدم حاضری کی بناء پر تحریک پیش نہیں ہو سکی۔
جناب چکوں علی ایڈوکیٹ، جناب عبدالرحیم زیارت وال، جناب جان محمد بلیدی، سردار محمد عظم موسیٰ خیل، جناب محمد نسیم تریائی، جناب شیر احمد بادینی، سید ممتاز حسین شاہ، جناب شفیق احمد خان، جناب شاہ زمان رند، جناب محمد اکبر مینگل، جناب اختر حسین لانگو، میر من سپوز مسی، جناب عبدالجید خان اچکزی، ڈاکٹر شمع اسحاق، جناب رحمت علی بلوچ، میر جان محمد جمالی، جناب امروز جان فرانس اور بنت لعل گشن میں سے کوئی ایک اپنی مشترک تحریک اتو نمبر ۱۵۶ پیش کریں۔

مشترک تحریک اتو نمبر ۱۵۶

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: ہم اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۷ کے تحت تحریک اتو کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں بلوچستان کے آفسران اور وزراء صاحبان بالترتیب سنگل بیڈروم سروپے جبکہ ڈبل بیڈروم کے آٹھ سو چھتر روپے کے حساب سے کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ جبکہ بلوچستان کے ایم پی ایز، ایم این ایز اور سینٹر ز سے سنگل بیڈروم ہزار روپے اور ڈبل بیڈروم کے بارہ سوروپے کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ٹرانسپورٹ چار جز بھی زیادہ وصول کیتے جا رہے ہیں۔ دوسری جانب بلوچستان ہاؤس کے برکس دیگر صوبوں کے اسلام آباد میں موجود ہاؤسنگ کے کرائے بہت کم ہیں۔ جن میں قابل ذکر فرنٹنگر ہاؤس ہے جہاں ایم پی ایز منسٹر ز کے لئے بالکل کوئی کرانی نہیں ہے جبکہ دیگر کے لئے بھی بہت کم کرایہ رکھا گیا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں بلوچستان کے آفیسران اور وزراء صاحبان بالترتیب سنگل بیڈ رومز سات سور و پے جبکہ ڈبل بیڈ روم کے آٹھ سو چھتر روپے کے حساب سے کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ جبکہ بلوچستان کے ایم پی ایز، ایم این ایز اور منیز سے سنگل بیڈ روم ہزار روپے اور ڈبل بیڈ روم کے بارہ سور و پے کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ٹرانسپورٹ چار جن بھی زیادہ وصول کیتے جا رہے ہیں۔ دوسری جانب بلوچستان ہاؤس کے برعکس دیگر صوبوں کے اسلام آباد میں موجود ہاؤسز کے کرائے بہت کم ہیں۔ جن میں قابل ذکر فرنٹنیز ہاؤس ہے جہاں ایم پی ایز منیز کے لئے بالکل کوئی کرایہ نہیں ہے جبکہ دیگر کے لئے بھی بہت کم کرایہ رکھا گیا ہے۔ لہذا اسکی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ محکمین میں سے کوئی اسکی admissibility پر کچھ بولنا چاہے؟

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور): جناب اپیکر! اگر مجھے اجازت دی جائے؟

جناب اپیکر: admissibility پر یہ تھوڑا بولیں پھر آپ بولیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور): میں تھوڑا اس اس پروضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ resolution actually bed room پر تحریک التوا تو نہیں بنتی۔ اسیں اگر ایک مشترکہ لے آئیں تو ہم سب اسکو support کریں گے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: جناب اپیکر! اسی تحریک التوا کو قرارداد کی شکل میں تبدیل کر کے دوستوں اور ساتھیوں کی ان کی طرف سے اگر حمایت ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اپیکر: تو آپ قرارداد پھر جمع کر دیں ابھی اس کو change کر دیں۔

سردار محمد عظیم موی خیل: جناب اپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے ایک اضافہ کرنا چاہوں گا۔

جناب اپیکر: جی۔

سردار محمد عظیم موی خیل: یہاں پہ جو ہمارے ایم پی ایز ہاٹل کے کرائے بھی شماں پشتونخواہ کے ہاٹل سے زیادہ ہیں۔ ان میں بھی تخفیف کی جائے۔ (مدخلت)۔ نہیں اسی میں adjust کرتے ہیں۔

جناب اپیکر: زیارتوال صاحب! اس کو ایک دفعہ منظور کرتے ہیں اُس کے بعد یہ قرارداد کی شکل میں

change کیلئے rule یہ ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جی ہاں تحریک التوا کو منظور کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے آپ کی بات درست ہے جناب! بحث کیلئے آپ منظور کر دیں جناب اسپیکر! اُس کے بعد اسکو قرارداد میں convert کر دیں گے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ تحریک التوانہ ۱۵۶ کے حق میں جو ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں۔ اکثریت کی بناء پر اس تحریک التوا کو بحث کے لئے منظور کی جاتی ہے۔ پندرہ تاریخ کے اجلاس کے لئے تو اس پر پندرہ تاریخ کو بحث ہوگی۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور): ویسے اصولی طور پر تو یہ تحریک التوانہ نہیں ہے۔ آپ نے منظور کر دی۔ اگر اسی لحاظ سے وہ قرارداد پیش کر دیں تو پھر اس لحاظ سے سارا ایوان ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: تو پندرہ تاریخ کو یہ قرارداد کی شکل میں change ہوگا۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور): چلیں ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: آب اسمبلی کا اجلاس ایک گھنٹے کیلئے ماتوی کرتا ہوں۔ اس غرض سے کہ میں جام صاحب سے، حافظ محمد اللہ صاحب سے، کچلواں صاحب سے، زیارت وال صاحب سے اور عبدالرحمٰن جمالی صاحب سے request کروں گا کہ وہ ہمارے چیمبر میں آ کے کمیٹیاں فائل کر دیں۔ اُس پر جو بھی پریشانیاں ہیں وہ ہم مل بیٹھ کے ایک گھنٹے کیلئے وقفہ ہے اُسکے بعد باقی کارروائی کے لئے انشاء اللہ اجلاس جاری کر دیں گے۔

(آسمبلی کی کارروائی گیارہ بجکر انہیں منت پر ایک گھنٹے کے لئے ماتوی ہوا)

اجلاس کی کارروائی بارہ بجکر بیس منت پر دوبارہ زیر صدارت جناب اسپیکر منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: معزز زار کیم سے درخواست ہے کہ وہ ایوان میں تشریف لا دیں۔

جمالی صاحب کو مرپورا ہے۔ وزیر مکملہ الیں اینڈ جی اے ڈی صوبائی افسران قانون کا ترمیمی مسودہ قانون مصادرہ ۲۰۰۷ء پیش کر دیں۔

شاہ زمان رند: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اپیکر: جی۔

شاہ زمان رند: جناب اپیکر! میری ایک تحریک استحقاق تھی۔ جو کہ میں کچھ دیر سے اسمبلی پہنچا۔ میں روزانہ کی طرح سمجھ رہا تھا کہ کارروائی دیر سے شروع ہوگی اس وجہ سے میں دیر سے آیا۔ کیونکہ ہمیشہ اسمبلی کی کارروائی مقرر وقت پر شروع نہیں ہوتی۔

جناب اپیکر: آپ کی اطلاع کے عرض ہے کہ آج بھی اجلاس گیارہ بجے شروع ہوا۔ یعنی کہ ایک گھنٹہ دیر سے۔

شاہ زمان رند: جناب اپیکر! میری درخواست ہے کہ مجھے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب اپیکر: رند صاحب! آپ سے مغذرت چاہتے ہیں کیونکہ وہ کارروائی ختم ہوئی ہے اور اب سر کاری کارروائی شروع ہوئی ہے۔

شاہ زمان رند: جناب اپیکر! اگر ابھی اجازت دے تو بہتر ہے بصورت دیگر کسی اور دن کے اجلاس کے لئے اسکو موخر کیا جائے۔

جناب اپیکر: اجلاس کے بعد آپ میرے چیمبر میں آ کر مجھ سے ملیں۔ کیونکہ اس وقت میں فیصلہ نہیں کر سکتا ہوں۔ میں روز کو دیکھ کر اس کے بعد فیصلہ کروں گا۔

شاہ زمان رند: جناب اپیکر کونسے روز ہیں؟ روز کی بعض اوقات آپ بھی پابندی نہیں کرتے ہیں۔
کبھی کبھار آپ یہاں رولنگ دیتے ہیں اسکے بعد فیصلے کچھ اور ہوتے ہیں۔

جناب اپیکر: جناب! آپ خود لیٹ تشریف لائے ہم کیا کر سکتے ہیں۔

شاہ زمان رند: جناب اپیکر! میں کہتا ہوں کہ اگر روز ہیں تو سب کے لئے ہونا چاہئیں۔ اگر اس اسمبلی کے تو انیں صرف میرے لئے بنے ہوئے ہیں وہ الگ بات ہے۔

جناب اپیکر: رند صاحب! آپ سیشن کے بعد میرے چیمبر میں تشریف لائیں آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔

وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی صوبائی افسران کا قانون کا ترجمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۷ء پیش کریں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر مکملہ ایں اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! مل پیش کرنے سے پہلے اگر میں تھوڑی سی وضاحت کر لوں جو رند صاحب فرمار ہے تھے۔ جب تحریک استحقاق یا تحریک التوا ہوتی ہے۔ ایک تو یا متعلقہ منسٹر ز ہوتے ہیں۔ اب privilege motion کا تعلق جو ہوتا ہے وہ پارلیمانی امور کے وزیر سے ہوتا ہے۔ خود بھر صاحب غیر حاضر تھے۔ بہر حال آپ اس کو نہ لیں گے۔ میں بھی یہی بحث کر رہا تھا کہ ٹائم سے آیا کرو کیونکہ آپ کے privilege motion ہوتے ہیں اور اسمبلی کی کارروائی ہوتی ہے۔ ایک چیز اگر آپ لوگ لانا چاہتے ہیں اور اس کو discuss کرنا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ ٹائم کی پابندی کی جائے۔

قانون سازی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی اور قانون و پارلیمانی امور صوبائی افسران کے قانون کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۷ء پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: صوبائی افسران کے قانون کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۷ء پیش ہوا۔

وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی مسودہ قانون نمبر ۱۳ مصدرہ ۲۰۰۷ء کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): میں وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی اور قانون و پارلیمانی امور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی افسران کے قانون کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۷ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹر ۱۹۷۴ء کے قاعدہ ۸۲ کے مقتضیات سے مستثنی قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ صوبائی افسران کے قانون کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ ۲۰۰۷ء کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹر ۱۹۷۴ء کے قاعدہ ۸۲ کے مقتضیات سے مستثنی قرار دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

حافظ محمد اللہ، میر شعیب نوشیروانی، محترمہ پروین مگسی، میر اصغر علی رند، محترمہ نسرین کھیتران، جناب محمد اسلم بھوتانی، جناب جان محمد بلیدی، میر شاہ زمان رند، نواب محمد اسلم ریسانی، جناب رحمت علی بلوچ، جناب امبروز جان فرانس، میر جان محمد جمالی، جناب بنت لعل گلشن، جناب اختر حسین لانگو، محترمہ فرج عظیم شاہ، محترمہ شمینہ سعید، محترمہ روینہ عرفان، محترمہ رقیہ ہاشمی، محترمہ آمنہ خانم،

محترمہ راحیلہ درانی اور میر من سپوزمی میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر ۲۲ پیش کریں۔

امبروز جان فرانس: جناب اسپیکر! میر انام کہیں پر امبروز جان لکھا ہوتا ہے کہیں امبروز فرانس اور ابھی آپ فرانس کہہ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: sorry

سردار محمد اعظم موی خیل: جناب اسپیکر! ایک سال گیارہ مہینے اس ایوان کو ہوتے ہیں۔ یہاں پر ایڈوکیٹ جزل کی نشست ہے۔ لیکن ایڈوکیٹ جزل ایک سال گیارہ مہینے سے غیر حاضر ہے۔ اس کی نشست کے ہوتے ہوئے ہم نے آج تک ایڈوکیٹ جزل کو نہیں دیکھا ہے۔

جناب اسپیکر: جی جمالی صاحب اس بارے میں میں نے رونگ بھی دے دی۔ اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! آپ کی رونگ کی قدر ہونی چاہئے۔

جناب اسپیکر: میری رونگ پر تو عملدرآمد حکومت کرائے گی۔ میرے پاس تو نہ فوج ہے اور نہ ہی ایف سی ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! اس پر میں ایک گزارش کروں گا کیونکہ یہ ایک آئینی پوسٹ ہوتی ہے اور گورنر صاحب ایڈوکیٹ جزل کو nominate کرتے ہیں اگر اس لحاظ سے آپ گورنر سے رابطہ کر لیں کہ جی اس اسمبلی کی عزت و قارکے لحاظ سے جب یہاں پر کوئی چیز پاس ہوتی ہے تو متعلقہ آفیسر یہاں پر آ کر اپنی نشست پر بیٹھا کریں میں آپ سے یہی گزارش کروں گا۔

جناب اسپیکر: آپ لوگ بھی حکومتی سٹھپر اس کا نوٹس لے لیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میرے خیال میں سردار صاحب کی بات میں کافی وزن ہے اس لحاظ سے میری تو یہی رائے ہے کہ اگلے کابینہ کی میٹنگ میں بھی یہ پوائنٹ اٹھائیں گے۔ اور گورنر صاحب سے request کریں گے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ محکمین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر ۲۲ پیش کریں۔

محترمہ راحیلہ درانی: میں قرارداد پیش کرتی ہوں کہ یہ سرکاری ملازمین میں حالیہ ہوشرباء مہنگائی میں قلیل

تختواہوں سے اپنے مذہبی تھوار صحیح انداز سے منانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ عید یہ اور اقلیتی تھواروں کے موقع پر صوبے کے سرکاری ملازمین کو ریلیف کی سخت ضرورت ہوتی ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بلوچستان کے تمام سرکاری ملازمین کے لئے ان کے ہر مذہبی تھوار کے موقع پر ایک اضافی تختواہ بمعہ الاؤنسرز خصوصی بوس کے طور پر دیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ سرکاری ملازمین حالیہ ہو شرباء مہنگائی میں قلیل تختواہوں سے اپنے مذہبی تھوار صحیح انداز سے منانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ عید یہ اور اقلیتی تھواروں کے موقع پر صوبے کے سرکاری ملازمین کو ریلیف کی سخت ضرورت ہوتی ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بلوچستان کے تمام سرکاری ملازمین کے لئے ان کے ہر مذہبی تھوار کے موقع پر ایک اضافی تختواہ بمعہ الاؤنسرز خصوصی بوس کے طور پر دیں۔

محکمین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility پر کہنا چاہیں گے جی رند صاحب!

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو قرارداد پیش کی گئی یہ پورے ہاؤس کی میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے دوست بھی اس میں ہیں اور ٹریئزری پیپلز سے منظر صاحب احوال دوسرے دوست ہیں تو یہ ایک ہم قرارداد ہے میں سمجھتا ہوں کیونکہ بلوچستان میں جو سات سال سے خشک سالی ہے اور بلوچستان ویسے ہی پسمندہ صوبہ ہے اور پسمندگی کی چکلی میں پیس رہا ہے یہاں بیروزگاری جو ہے انہا کو پہنچ چکی ہے اور اس کے باوجود ہمارے ملازمین کی جو تختواہ ہے وہ تو پورے پاکستان میں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ اس قابل ہے کہ وہ اپنا گزر بسراں تختواہ سے صحیح طرح کر سکتے لہذا اس مہنگائی کی حالت کو دیکھتے ہوئے جناب اسپیکر صاحب اہر چیز کی قیمتیں آسمان سے باقی کر رہی ہیں۔ آپ دال کی قیمت لے لیں آپ سبزی وغیرہ کی قیمت لے لیں اور ٹریئن سپورٹ کے حوالے سے روزانہ۔ ایک اچھی بات ہمارے فیڈرل منظر نے کی ہے کہ کچھ عرصے سے عالمی منڈیوں میں جو پیٹرول اور آئکل وغیرہ کے جور میں ہیں وہ نہایت ہی زیادہ بڑھ رہے ہیں لیکن ہمیں خوشی ہوئی ہے اس بات سے کہ ہمارے ملک میں جو ہماری فیڈرل منظری ہے اس نے ہماری حکومت نے یہ اچھا اقدام کیا ہے کہ جتنا بھی زیادہ عالمی منڈی میں ریٹس بڑھ رہے ہیں لیکن پاکستان میں ان کو اسی ریٹس پر رکھا گیا ہے تاکہ یہاں کے لوگوں کو کچھ فائدہ ہو یہ قرارداد بھی اسی

طرح کا ہے جناب اپیکر صاحب! تخواہ دار لوگ اب جیسے کہ ہمارے رمضان شریف آرہے ہیں اس میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کا ذریعہ معاش نوکری ہوتا ہے اور دوسرے تو ان کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں جناب اپیکر صاحب! تو ایک تو رمضان کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں یہ تو اچھی بات ہے رمضان کا آنا لیکن غریب لوگوں کے لئے مصیبت ہوتا ہے جو چھوٹے ملازمین ہیں یا تخواہ دار ہے ان کے لئے پریشانی ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب رمضان ختم ہوتا ہے اس کے بعد عید آ جاتی ہے عید میں بھی ان کی خواہشات ہوتی ہیں اپنے بچوں کے لئے وہ بھی اس خوشی کے موقع پر کچھ خریدے اپنے لئے اور گھر والوں کے لئے جس طرح کہ ہمارے صاحب اقتدار لوگ اس خوشی کو مناتے ہیں میں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو غریب ملازمین پیشہ و رطبه ہیں ان کا بھی یہ حق بتا ہے کہ وہ اس خوشی کے موقع میں ہمارے ساتھ ہوا اور وہ بھی اس طرح اس خوشی کو منائے جس طرح دوسرے لوگ مناتے ہیں یہ ایک اہم چیز ہے جناب اپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام ملازمین کو ہماری جود و عید میں آتی ہیں اسلامی ممالک میں اور ہمارے پاکستان میں ان کو بونس دیا جائے تاکہ ہمارے لوگ لا چار و مکوم لوگ اس خوشی میں برابر کے شریک ہوں۔ شکریہ!

جناب اپیکر: مہربانی۔ کوئی اور اگر بولنا چاہیے۔ یہ ایک منسٹر ہے غلام مصطفیٰ صاحب، اور ایک منسٹر ہے عبدالقہار و دان صاحب وہ ہماری کارروائی دیکھ رہے ہیں ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

رحمت علی بلوچ: جناب اپیکر! میرے خیال میں اس قرارداد کی پورا ایوان حمایت کریگا اس حوالے سے میرے معزز رکن اسمبلی شاہ زمان رند صاحب نے بات کی اس پر میں کچھ مختصر ابولنا چاہوں گا اس میں یہ ہے کہ جس طرح ہم سب کو پتہ ہے کہ ہمارے صوبے میں خاص طور پر ہمارے ملک میں یہ روزگاری ایک ایسی حد تک بڑھ چکی ہے کہ ایک لاعلاج بیماری کی شکل اختیار کر چکی ہے دوسری جانب اگر دیکھیں جو گورنمنٹ سرو نٹ ہیں تو وہ بھی بیچارہ کم تخواہ کی وجہ سے وہ بھی پس چکے ہیں تو اگر دیکھا جائے باقی ملکوں کی مناسبت کے حوالے سے یاد دوسرے صوبے ہیں تو میرے خیال میں ہمارے جو ملازمین ہیں ان کی تخواہ نہ ہونے کے برابر ہے اس مہنگائی کی دور میں اگر ہیلٹھ کی سہولیات آپ دیکھ لیں جو بلوچستان کے دور دراز علاقے ہیں جو ایک معمولی ملازم ہے اس کا کوئی بندہ بیمار ہو تو وہاں سے کوئی لائے یا کراچی لے جائے تو میرے خیال میں وہ افروذ نہیں کر سکے گا باقی جو خورد نوش کی چیزیں ہیں خاص طور پر رمضان شریف میں تو

مہنگائی عروج پہنچ جاتی ہے تو اس حوالے سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے عیدین اور اقلیتی تھواروں کے دن خاص طور پر ہمارے ملازمین کو ایک ایک تجوہ دی جائے تاکہ ان میں ایک مایوسی پھیلی ہوئی ہے وہ ختم کی جاسکیں۔ شکریہ!

جناب اپسیکر: او کے۔ جی شمع اسحاق صاحب!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ جناب اپسیکر صاحب! یہ بڑی اچھی قرارداد ہے اور اس میں میرا نام شامل نہیں کیا گیا ہے میں چاہوئی کہ میرا نام اس میں شامل کیا جائے جس طرح کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بلوجہستان میں ویسے۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: آپ کا نام شامل ہے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ جناب اپسیکر صاحب! جس طرح کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا یہ ملک ہے اور خاص طور پر ہم اپنے صوبے کی اگربات کرتے ہیں تو غربت اور بیروزگاری اس حد تک ہوئی ہے کہ لوگ مایوسی کا شکار ہو گئے ہیں اور ہمارے پڑھے لکھنے نوجوان خود کشی کر رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ نہ نوکریاں ہیں اور نہ ہی ان کے لئے کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر وہ جا کے نوکری کر سکے نہ کوئی انسٹیٹیوٹ ہے نہ کوئی ملیں ہیں نہ کوئی پراجیکٹ ہے اب ایک یہاں بات آ جاتی ہے کہ صرف ہمارے اسلامی ممالک میں دو تھوار ہوتے ہیں دو مذہبی تھوار ہوتے ہیں اور یہاں پر بھی ہمارے لوگ ہمارے غریب عوام اگر یہ سرکاری تجوہ لیتے ہیں تو بھی مایوسی کا شکار ہوتے ہیں ان وقتوں میں جب یہ تھوار قریب ہونے لگتا ہے ایک بہت اچھے رائٹرنے ابھی چند پہلے اخبار میں زیر و پوائنٹ میں لکھا تھا اگر شاید کسی کی نظر وہ سے گزرنا ہا نہ ہوں نے لکھا تھا کہ ابھی جب میں UK گیا تو میں نے وہاں جا کے دیکھا کہ وہاں پے تمام چیزیں سستی ہیں لیکن میں یہاں سے یہ سن کے گیا تھا کہ وہاں چیزیں بڑی مہنگی ہوتی ہیں جب میں ٹیکسی میں بیٹھا تو وہاں ان کا کراچی بڑا ستا تھا پھر میں نے کچھ چیزیں خریدیں تو وہ بھی بڑی سستی تھیں پھر میں کھانے پینے کے لئے کسی ہوٹل میں گئی تو بل جب آیا تو میرے توقعات سے بہت کم تھا جیرانی کے باعث میرا پورا دن گزر گیا اور جب آخر کار جب مجھ سے رہا نہیں گیا اور میں نے ایک راہ چلتے ایک بندے سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے میں نے تو سنا تھا کہ یہاں پر مہنگائی بہت زیادہ ہے لیکن یہ مہنگائی اتنی کم کیوں

ہے تو اس نے کہا کہ کیا آپ کو پتہ نہیں ہے ابھی کرسمس کا تھوا رآنے والا ہے اور یہ اسی تھوا رکی وجہ سے چیزیں سستی ہو گئی ہیں لیکن جناب اسپیکر! افسوس کی بات کہ ہمارے پورے سال میں صرف رمضان کا مہینہ ایسا ہوتا ہے جس میں قیمتیں آسمان سے با تین کرتی ہیں غریب عوام و یسے تو رمضان گزر جاتا ہے روزے رکھتے ہوئے فاقہ ہو جاتا ہے اور جب عید آتی ہے تو عید فاقہ میں گزر جاتی ہے اور وہ غریب عوام جو سرکاری تنخواہ کو آپ دیکھیں پانچ ہزار ہوتی ہے اس میں وہ کیا کیا کرے کیا اس میں وہ ہسپتال کا خرچ برداشت کر سکتا ہے کیا وہ اس سے اسکول کے بچوں کی تعلیم پوری کر سکتا ہے یا ان کی جو ذاتی خواہشات ہیں وہ پوری کر سکتا ہے اس کے علاوہ وہ جاتے ہیں یہ رمضان کے بعد جب عید کا تھوا رتو ان کے وہ معصوم بچے پڑھانے کا مطلب یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ کم از کم اور کچھ نہیں سرکاری تنخوا ہیں ابھی تو اعلان کیا گیا تھا لیکن بڑھائی نہیں گئی ہیں تو یہ جو مایوسی ہے ہمارے عوام میں غریب عوام میں کہ وہاں پر جب رمضان کے مہینے میں جو قیمتیں ہیں وہ کم ہو سکتی ہیں تو ہمارے اس اسلامی ملک میں رمضان میں چیزیں اتنی مہنگی کیوں ہو جاتی ہیں ایک تو رمضان میں کنٹرول ہونا چاہیے دوسری یہ بات ہے کہ یہ جو مایوسی ہمارے عوام میں پھیلی ہوئی ہے الا و ن Suzuki کی یہ ان کو عید پر ایک الاؤنس زیادہ دیا جائے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: او کے سوال یہ ہے کہ قرارداد منظور کی جائے؟ جو معزز اراکین منظوری کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں یا کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد منظور ہوئی مورخہ ۹ راکتوبر ۲۰۱۴ء کی اجلاس میں باضابطہ و انضام شدہ تحریک التوانبر ۱۵۲، ۱۳۷۵ اور اسی تناظر میں صوبے بھر میں امن و امان کی صورتحال پر عام بحث۔ جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے وہ اپنے نام نوٹ کرائیں اور میں پہلے ان محکمیں کا نام نہیں لیتا ہوں وہ میرے ساتھ نوٹ ہیں۔

عبدالمحید خان اچکزی: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب! یہ تحریک التوانجا بحث کے لئے منظور ہوئی تھی آج ہمارے ہوم منستر صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: چیف منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

عبدالمحید خان اچکزی: چیف منستر صاحب تو بیٹھے ہوئے ہیں اگر ہوم منستر ہوتے اس دن انہوں نے اسی

فلور پر کہا تھا کہ ایسی چیزیں جو میرے بس میں ہوں میں اسی وقت حل کر کے دیدوں گا۔

جناب اسپیکر: جب جام صاحب موجود ہو تو پھر اس کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی چیف منستر بیٹھے ہیں وہ نوٹ کرتے رہیں گے۔ محمد نسیم تریائی صاحب سے شروع کرتے ہیں۔ لیکن دو گھنٹے تاًم ہے اور میرے خیال میں کافی ساتھی اس پر بولنا چاہتے ہیں وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

محمد نسیم تریائی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے اس اہم تحریک التوا پر بحث کرنے کا موقع دیا جناب والا! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے پورے صوبے بالخصوص کوئٹہ اور قلعہ عبداللہ میں جو امن و امان کی صورت حال ہے وہ دن بدن خراب ہوتی چارہ ہی ہے قلعہ عبداللہ کے حوالے سے میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں پہلے بھی میں نے اس ایوان میں دو تین دفعے اس تحریک پر بول چکا ہوں مگر آج تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے جو بحث ہم لوگوں نے یہاں کی آج تک اس کا کوئی رزلٹ سامنے نہیں آیا ہے کہ کیا کرنا چاہیے کس طرح کنٹرول کرنا چاہیے منستر صاحبان صرف اپنے دفتر وں تک محدود ہیں وہ علاقے میں نہیں جاتے ہیں آپ روزانہ کے اخبارات دیکھ لیں روزانہ اس صوبے میں ایک درجن سے زیادہ واقعات ہوتے ہیں مگر آج تک کسی نے نوٹ نہیں لیا قلعہ عبداللہ کا ایک واقعہ ہے کہ کوئٹہ سے قلعہ عبداللہ جانی والی بس پر فائرنگ ہوئی جس سے تین افراد زخمی ہو گئے جن میں عبداللہ، جمال اور عبدالمالک اس بس کی آج تک کسی نے ایف آئی ارتک درج نہیں کی اور وہ جو تین افراد زخمی ہوئے گورنمنٹ کی طرف سے ان کی کوئی مالی مدد نہیں کی گئی۔ صرف اخباری بیان آ جاتے ہیں کہ ہم لوگ یہ کارروائی کریں گے بعد میں وہ ختم ہو جاتی ہے۔ دوسرا واقعہ میزئی اڈا میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے جو ایک ٹرک ڈرائیور ہلاک ہو گیا وہ ٹرک ڈرائیور کی آج تک ایف آئی اردرج نہیں ہوئی نہ وہ قاتل گرفتار ہوئے بس صرف اخباری اسٹینٹ تک ہے اسی طرح قلعہ عبداللہ میں ایک این جی او ز کے دو عہدیدار اغواء کیے گئے دو عہدیدار سب کو معلوم ہے کہ یہ کس نے اغواء کیے بعد میں ایک قبائلی جرگے کے توسط سے وہ دو افراد چھڑا لئے گئے اب گورنمنٹ کو یہ انکواری کرنی چاہیے کہ وہ قبائلی جرگے کون تھے اور یہ جو اغواء کیے گئے یہ کس نے اٹھائے ہیں سب کو معلوم ہے گورنمنٹ کو بھی معلوم ہے انتظامیہ کو بھی معلوم ہے مگر وہ ایسے کارروائی نہیں کرنا چاہتے ہیں اسی طرح قلعہ عبداللہ کے لاک اپ سے اقدام قتل کے مقدمے میں گرفتار ملزم خان محمد پر اسرار

طور پر فرار ہو گیا آپ اندازہ کر لیں ایک جیل میں بند قیدی بوقت میں ملوث ہے اتنی انتظامیہ ہے کروڑوں روپے لیویز اور پولیس پر خرچ ہو رہے ہیں سالانہ مگر آج تک کوئی قیدی کوئی قاتل گرفتار کیے بھی جاتے ہیں تو راتوں رات وہ فرانہیں ہوتے بلکہ فرار کرائے جاتے ہیں اسی طرح قلعہ عبداللہ میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے دو لیویز اہلکار زخمی ہو گئے اب کچھ لیویز اہلکار ہمت کرتے ہیں کہ کسی ڈاکو کو گرفتار کر لیکن اس کے مقابل ڈاکوؤں نے فائرنگ کر دی دو لیویز اہلکار جس کی دو سے تین ہزار روپے تنخواہ ہو گی مگر کرایا گیا مگر گورنمنٹ کی طرف سے آج تک ان لیویز اہلکار جس کی دو سے تین ہزار روپے تنخواہ ہو گی مگر آج تک اس کی مالی مدد نہیں کی گئی وہ بیچارہ کیا کرے وہ تو خود پھر ڈاکو بن جاتا ہے جب ان کی دو ہزار روپے تنخواہ ہے وہ جان تک حاضر کر لیتے ہیں مگر گورنمنٹ اس کے ساتھ کچھ نہیں کرتی اسی طرح جنگل پیر علی زی میں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے متعدد افراد زخمی ہو گئے جن میں عبداللہ، شاء اللہ، محمد خان، فداحمد اور عطاء اللہ شامل ہے آپ دیکھ لیں، جنگل پیر علیزی جب آتے ہیں کمپ لگا ہوا ہے اب افغانستان کے حالات صحیح ہو گئے ہیں انتخابات ہو گئے اتنے بڑے پیمانے پر کوئی بھی واقعہ نہیں ہوا ہے پر امن طور پر لیکن ہمارے انتخابات میں قتل بھی ہوتے ہیں لوگ زخمی بھی ہوتے ہیں لڑائیاں ہوتی ہیں مگر وہ پر امن طور پر ہو گئے اب افغانستان کے حالات بہت پر امن ہیں مگر یہاں پر جو کمپ قائم ہے روزانہ یہ چرس اور ہیر و ن کا اڈا بنا ہوا ہے اسلحہ یہاں پر ملتا ہے گورنمنٹ والے دیکھتے ہیں اسلحے والے سارے بیٹھے ہیں مگر کوئی کارروائی نہیں ہوتی ہے جنگل پیر علیزی کمپ ہے میزئی اڈا میں ہے قلعہ عبداللہ بازار میں ہے میں روزانہ جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں اسلحے والے بیٹھے ہیں میں نے گورنمنٹ کو request کی تھی کہ ہمارے لئے کوئی سیکورٹی کا بندوبست کر لیں مگر گورنمنٹ نہیں کرتی خود کرتے ہیں اس پر بھی گورنمنٹ کے اعتراضات ہیں اس لئے ہم لوگ ایسے جاتے ہیں کل ہمارے ساتھ بھی یہ واقعات پیش ہو سکتے ہیں تو ہندو گورنمنٹ کو ایسے واقعات کا نوٹس لینا چاہیے اسی طرح ۳۱ اکتوبر کو جنگل پیر علیزی میں ایک مہمان بن کر انہوں نے ایک میزبان پر جس کا نام شیرین آغا ہے اس کو ہلاک کر دیا۔ یہ واقعات ہیں یہ جو ہمارے ڈی ای اور ہے ڈی اے او ہے لیویز کی بڑی نفری ہے یہ کیا کام کرتی ہے اخبارات میں یہ آتا ہے کہ جگہ معلوم ہے فلاں مہمان ہے فلاں ہے مگر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے اسی طرح اسی ۳۱ اکتوبر کو پھر دوسرا واقعہ

پیش آیا کہ میزئی اڈا میں حاجی جلات خان سے ڈاکوؤں نے نئی سفید 2D کارچین لی یہ کار میں عموماً چن بھی جاتے ہیں قلعہ عبد اللہ بھی جاتے ہیں تو ان کے ساتھ بچے بیٹھے تھے اور ان سب عورتوں اور بچوں کو اتار کر کے کار لے گیا بعد میں ان ڈاکوؤں نے یہ کہہ دیا کہ تین لاکھ روپے ہمیں دیدیں میں کار حوالے کرتا ہوں وہ کار تو قبائلی جرگے نے اس سے لے لیا اور ابھی تک وہ تین لاکھ روپے پر قائم ہے کہ ہمیں تین لاکھ روپے دیے جائیں آپ دیکھیں بندے سب کو معلوم ہیں انتظامیہ کو بھی معلوم ہے گورنمنٹ والوں کو بھی معلوم ہے مگر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی دو تین بندے بیٹھے ہوئے ہیں جہاں سے وہ آرڈر کرتے ہیں کہ فلاں کو گرفتار کرو فلانے پر یہ مقدمہ قائم کرو اس پر عمل ہوتا ہے وہ دو تین بندے سب کو معلوم ہے وہ کون ہے گورنمنٹ کے علم میں ہے تو اسکے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اسی طرح بدوان کے علاقے میں ہم لوگ مہمان تھے ہمارے پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے صوبائی عہدیدار تھے میں تھا اس میں اور ایک ڈسٹرکٹ نائب ناظم تھا ہمارے ساتھ تو جس گھر میں ہم مہمان تھے اس گھر پر لوگ آئے فائزگر کر دی اور جو ہمارے جو میزبان ہے اس کو زخمی کر دیا اس واسطے کہ آپ لوگوں نے پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے جو رہنماء ہے آپ نے کیوں ان کو کھانے کی دعوت دی آپ نے کیوں اس کو مہمان بنایا تو بعد میں میں نے جو علاقے کے متعلقہ انتظامیہ ہے اس سے بات کی کہ بھائی یہ ایف آئی آر درج کر لیں انتظامیہ بجائے ایف آئی آر کی وہ ایسے خاموش کے خاموش بیٹھے رہے اور وہ واقعہ یہاں تک پہنچ گیا کہ دوسرے تین افراد اس میں مر گئے اور زخمی ہوئے اور ابھی تک قبائلی بدی ہے۔ اسی طرح کلک کے ایک علاقے میں وہاں پر دو رشتہ داروں کا آپس میں جھگڑا ہے فائزگر کرتے ہیں بار بار میں نے انتظامیہ کو کہا ہے کہ ابھی تو وہ سرکاری چیزوں پر فائزگر کرتے ہیں ٹرانسفر مرپر فلاں پر فلاں پر۔ دو تین ٹرانسفر مرتوں ابھی تک جل گئے میں نے کہا اسکے خلاف کارروائی کر لیں ایسا نہ ہو کہ یہی واقعہ بدوان جیسے واقعہ کی طرح ہو جائے۔ ابھی تک انہوں نے کوئی کارروائی نہیں کی اسی طرح کوئی جو صوبے کا دارالخلافہ ہے جو سب سے اہم مسئلے کو سٹھ میں ہوتے ہیں ہمارے تو پھر بھی قبائلی علاقے ہیں قلعہ عبد اللہ کو ہم کسی نہ کسی طرح کنٹرول کر لیتے ہیں یہاں پر فور سر زبردست زیادہ ہیں لیویز کے ہیں پولیس کے ہیں انٹر ریسٹ فورس ہے مختلف ایجنسیاں ہیں مگر اس کے باوجود مختلف واقعات ہوتے ہیں کوئی میں ایک بہت ہی انسانیت سوز واقعہ ہوا جو ایک بچی تھی

جس کا صومیہ نام ہے اسکو جوڑا کوئں نے اس کو انگو اکر لیا انگو اکر کے بعد اس کے ساتھ اجتماعی زیادتی کی اور اس کے بعد اس کو ہلاک کر دیا آج تک گورنمنٹ والے جو متنازعہ گھر ہے اس کے پاس نہیں گئے کہ بھائی کیا ہوا ہم لوگ کیا کر لیں۔ مگر یہ واقعہ بھی تک ہے ابھی کوئی میں ہزاروں ایسے بچے ہیں جو اسکول جاتے ہیں اگر ایسے واقعات شروع ہوئے اور ہم لوگوں نے اس کا تدارک نہیں کیا تو یہ روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں اسی طرح امن و امان پر صرف دو بیان کا حوالہ آپ کو دیتا ہوں کہ جب کوئی میں امن و امان کا مسئلہ آتا ہے تو سیاسی پارٹیاں مجبور ہو کر احتجاج کا اعلان کرتی ہیں میں صرف دو بیان کا حوالہ آپ کو دیتا ہوں کہ ایسے واقعات ایک واقعہ سنجاوی یونین کو نسل ناظم کی گرفتاری پر احتجاج کرنے والوں پر فائزگ دو افراد جان بحق ہو گئے۔ سنجاوی کے ناظم نور محمد عمر کو لین دین کے مسئلے پر گرفتار کر لیا گیا مقامی لوگوں کے احتجاج کرنے پر فائزگ کر دی آپ اندازہ کر لیں کوئی مسئلہ آتا ہے مل جمع نہیں ہو گیا ٹیلفون کابل ہے یا کوئی اور مسئلہ ہے تو لوگوں کا وہ نمائندہ ہے ناظم ہے احتجاج کیا مگر اسی پر جو متعلقہ فورسز ہیں اسی پر فائزگ کر دی۔ آپ خود سوچیں کہ لوگ پھر کیا کر لیں اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ کوئی میں جوڑا کو راج ہے اس کے خلاف پشتوں خواہ ملی عوامی پارٹی نے ایک احتجاجی جلسے کا اعلان کیا تھا مظاہرہ کا جب وہ نہیں چھوڑا گیا تو اس کا اسٹیمٹ میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ پشتوں خواہ ملی عوامی پارٹی کے پر لیں ریلیز میں پارٹی کے مرکزی سیکرٹریٹ اور شہر میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ذریعے محاصرہ کرنے درجنوں کارکنوں کی گرفتاری اور پارٹی کے کارکنوں کی گاڑیوں کو تھانے میں بند کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے غیر جمہوری عمل اور دہشت گردی قرار دیا۔ اور عوام کے بنیادی سیاسی مسائل کے حل کیلئے سیاسی جلسے مظاہرے جمہوری سیاسی عمل ہوتے ہیں لیکن صوبائی حکومت اپنی ناکامی چھپانے اور عوامی آواز دبانے اس قسم کے حربوں پر اتر آئی ہے۔

جناب اسپیکر: اونکے نسیم صاحب! مختصر کر دیں۔

محمد نسیم تریالی: جناب! دو لاکن آپ کو اور سناتا ہوں پر لیں ریلیز میں کہا گیا کہ پشتو خواہ ملی عوامی پارٹی ایک جمہوری سیاسی پارٹی ہے جس نے اپنے عوام کے تحفظ اور بنیادی انسانی سیاسی حقوق کیلئے ہمیشہ ثابت کردار ادا کیا تا تاریخ گواہ ہے آج تک پارٹی کے جلسوں ہر تالوں اور مظاہروں کے دوران عوام یا کسی چیز کو نقصان

نہیں پہنچا لیکن انتظامیہ نے گھبراہٹ کا شکار ہو کر پارٹی کے مرکزی سیکرٹریٹ کو محاصرے میں لے کر عوام میں خوف ہراس پھیلایا لیکن اس کے باوجود ہزاروں افراد نے پارٹی کے احتجاجی جلسے اور مظاہرے میں شرکت کی۔ جناب! اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں کہ ایسے واقعات جس کی ہم نے نشاندہی کی آج تک نہ ایف آئی آرکٹی ہے نہ گورنمنٹ نے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اس ایوان کے توسط سے آپ کے توسط سے میں حکومت سے پزو رمطالبہ کرتا ہوں کہ جنگل میں جو کمپ ہے اس کو تو بالکل ختم ہی ہونا چاہئے یہ جو لوگ ہیں ان کو افغانستان جا چاہئے یہ کمپ جو مکمل بدامنی کا اڈا بنایا ہے اس کو مکمل طور پر بند کیا جائے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: او کے اختر حسین لانگو۔

اختر حسین لانگو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بولنے کا موقع دیا۔ ہمارے معزز رکن نے جن مسائل کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے یقیناً وہ ایک ضلع کے مسائل نہیں ہیں اس وقت پورا بلوچستان انہی مسائل میں گرا ہوا ہے۔ ہمارے دوست نے جس سیٹلا بٹ ٹاؤن کی بچی کا ذکر کیا اس سے پہلے اس طرح کا واقعہ ہدہ میں ماریہ نامی معصوم بچی کے ساتھ پیش آیا تھا جس کیلئے ہم نے پولیس کے خلاف جلوس بھی نکالا، کہ پولیس کارروائی نہیں کر رہی ہے ملزموں کو نہیں کپڑرہی ہے ہماری پارٹی کی طرف سے پولیس ریز بھی آیا پر لیں کافرنس بھی ہوئی جناب اسپیکر! پولیس کی غیر ذمہ داری نالائقی بد نیتی اسی بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس واقعہ پر جب ہائی کورٹ نے از خود نوٹس لیا تو ہمارے ڈی پی اوصاحب وہاں پیش ہوئے اور انہوں نے میرانام اور ہمارے ضلع کوئی کی پارٹی کے صدر ہیں عبدالرزاق لانگوان کا نام لے کر ہائی کورٹ میں بیان دیا کہ یہ لوگ ہمیں ڈسٹریکٹ کر رہے ہیں ہمیں پریشر رائیز کر رہے ہیں اور ہماری تفتیش کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ اخبارات میڈیا سب اس چیز کے گواہ تھے جب پولیس والوں کو اطلاع ہوئی اس بچی کا اس مسئلے پر کسی نے توجہ نہیں دی تو مجبوراً پولیس کے خلاف ہمیں جلوس نکالنا پڑا اور ہمارے جلوس اور پریشر کی وجہ سے پولیس آئی اور اس مسئلے handle کیا۔ تو جناب! پولیس کے ذمہ داروں کا رویہ یہ ہوا ان کی نیت یہ کہ اپنی نالائقی چھپانے کیلئے عوامی نمائندوں کے اوپر اڑام تراشیاں شروع کر دیں تو آپ خود اندازہ لگا کیں اس صوبے کی پولیس

کی یہ حالت ہے تو اس صوبے کے امن امان کا کیا حالت ہوگا۔ جناب اپیکر! یہ واقعات پورے بلوچستان میں ہو رہے ہیں کوئی شہر میں آئے دن چوریاں ڈکیتیاں پھٹلے دنوں شہباز ٹاؤن میں ایک گھر پر ڈاکہ پڑا جس میں خاتون ہلاک ہوئی اور دوسری طرف جناب اپیکر! ہماری سرکار بجائے چوروں لیڑوں ڈاکوؤں کو پکڑنے کے ہماری سرکار نے اس ملک کی خفیہ ایجنسیوں نے اس ملک کی آرمی اسٹبلشمنٹ نے اپنی ساری کی ساری توجہ اس ملک کے جمہوری اداروں کو کمزور کرنے سیاسی کارکنوں کو پکڑنے اور ان کو ہلاک کرنے میں صرف کی ہوتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا ہمارے سارے خفیہ ادارے پولیس اور پولیس کے ساتھ جو ایف سی ہے اور دوسرے جو قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں وہ چوروں کو پکڑتے اور عدالت میں پیش کرتے۔ ڈاکوؤں کا قلع قلع کرتے۔ جیسے ہمارے معزز رکن نے کہا جو بدمنی پھیلانے والے عناصر ہیں جو لوگ لوٹ مار چانے والے عناصر ہیں ان کو پکڑتے لیکن انہوں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری سرکار نے سرکاری اداروں نے خفیہ اداروں نے اپنی ساری کی ساری قوت اس بات پر لگائی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت کو کس طرح کمزور کیا جائے جمہوری پارٹیوں کا صفائیا کس طرح کیا جائے جمہوری کارکن جو اس ملک میں ایک جمہوری عمل کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں ان کا صفائیا کس طرح کیا جائے اس کی میں آپ کو کچھ مثالیں دوں گا۔ جناب اپیکر! اس وقت جو ہماری پارٹی اور نیشنل پارٹی کے جو ہمارے دوست کارکن اڈھائی سو کے قریب جیلوں میں بند ہیں۔ ان کی کوئی ایف آئی آریاں پر کوئی کیس نہیں ہے۔ سی آئی ڈی والے جا کر ان کو اٹھاتے ہیں اور دو مہینے تین مہینے مار پیٹ کر کسی کو چھوڑ دیتے ہیں کسی کو جیل بھیجو دیتے ہیں اور ماروانے عدالت جو جناب! قتل ہو رہے ہیں اس وقت کوئی شہر میں جوتا زہترین واقعہ ہے عبد الکریم شاہوی کا کہ پولیس اس کو گھر سے نکلتی ہے اس کو گرفتار کر کے سرعام شوٹ کیا جاتا ہے۔ جناب اپیکر صاحب! اگر ہم پولیس کو اتنی کھلی چھوٹ دے دیں کہ وہ عدالت کا جو کام ہے وہ پولیس کرنے لگ جائے اور روڈ کے اوپر یہ فیصلہ کرے کہ اس بندے کو سزاۓ موت دیا جائے یا عمر قید دیا جائے۔ میرے خیال سے یہ ملک یہ صوبہ تباہی کی طرف جا رہا ہے اس کے بہت بے نتائج برآمد ہو گلگ اور ایک ایسی آگ صوبے میں بھڑک اٹھے گی جس کو بعد میں کنٹرول کرنا اس پولیس اس آرمی یا اس معزز ایوان میں بیٹھے معزز اراکین یا حکومتی اراکین کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ جناب! ہمارے اس صوبے میں جو پہلے

سے ایف سی موجود تھی اس ایف سی نے جو اس صوبے میں ایک دہشت مچائی ہوئی ہے۔ اس ظلم اور بربریت کا ایک باز اگرم کیا ہوا ہے اس کے علاوہ ہمارے سننے میں آیا ہے کہ ہماری سرکار نے دس بارہ ہزار ایف سی کی نفری صوبہ سرحد سے منگوائی ہے۔ توجہ! ہم پہلے یہ دیکھیں جو اس وقت پہلے سے اس صوبے میں موجود ہے اس ایف سی کا کردار کیا ہے جناب! جب ہم پہلے دن اس ایوان میں آئے تھے جس دن حلف برداری ہو رہی تھی آپ کے نوٹس میں ہو گا اسمبلی ریکارڈ میں یہ بات ہے کہ ہم نے حلف اٹھانے سے انکار کیا تھا اس کی وجہ آپ دیکھیں ہم نے حلف اٹھانے سے کیوں انکار کیا تھا ایف سی کے ظلم سے جو پنجگور میں بے گناہ لوگوں کو شہید کیا گیا پنجگور بازار میں وہاں فرنیٹر کور ہے اس کو بار ڈر پر رہنا چاہئے جناب اپسیکر! لوگوں کو سرعام گولیوں سے بھونی ڈالا اسکے خلاف ہم نے احتجاجاً حلف اٹھانے سے انکار کیا یہ روایہ ہے اسکے بعد ایک اور واقعہ پنجگور میں پیش آیا ہمارے پورے صوبے میں ابھی تک ایف سی کی زیادیت اسی طرح جاری ہیں جناب اپسیکر! پچھلے دنوں وڈھ والا واقعہ جو پیش آیا تھا جس میں بلاں اور عبدالرحیم شہید ہوئے تھے اور حاجی محمد رحیم جس کو زخمی حالت میں گرفتار کیا گیا تھا رضا محمد اور محمد رمضان کو۔۔۔۔۔

جناب اپسیکر: لانگو صاحب! یہ بحث law and order پر ہو رہی ہے۔

آخر حسین لانگو: جناب اپسیکر! یہ law and order کا ہی مسئلہ ہے یہ بھی اسکی ایک کڑی ہے۔ اگر ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے ہماری وہ فورسز جن کی ذمہ داری law and order کو مینشین کرنا ہے اگر وہ خود دہشت گردی پر اتر آئے تو جناب اپسیکر! پھر آپ کس طرح law and order مینشین کریں گے اس بحث میں ہمیں اس فورسز کی نالائقی ان کی زیادتیوں کو سامنے لانا چاہیے کیونکہ اگر قانون نافذ کرنے والا ادارہ ہی قانون توڑنے لگ جائے تو جناب اپسیکر! آسمان سے لوگ آ کر law and order مینشین نہیں کریں گے جناب اپسیکر! میں واپس اپنے نقطے پر آ جاتا ہوں کہ ان بندوں کو عبدالرحیم جو بھی تک جیل وارڈ میں ہے اور اسکی ملاقات پر پابندی لگائی گئی ہے ایف سی کی چین پہ اس کو نہیں روکا گیا بلکہ ایف سی کے چین سے کچھ کلو میٹر آگے پہاڑوں میں ایف سی اور جس میں ہمارے سننے میں آئے تھے اور ہمارے پاس شواہد بھی ہیں کہ ایم آئی اور آئی ایم آئی کے لوگ بھی ان

کیسا تھا موجود تھے ایف سی کی وردی میں مثبت ان لوگوں نے مورچے بنائے ہوئے تھے چین پر گاڑی کو نہیں روکا جاتا چین سے ۵ کلومیٹر کلومیٹر آگے گاڑی روکا جاتا ہے اور لوگوں کو گاڑی سے اترنے کو کہا جاتا ہے جب لوگ گاڑی سے اترتے ہیں تو ان پر اندھادھنڈ فارنگ کر کے دو بندوں کو شہید کر دیا ہے اور دو بھی تک لاپتہ ہیں جناب اسپیکر! شہید کرنے کے بعد میت کو پھرول پر اور زمین پر گھسیٹا جاتا ہے جس کی ہم ثبوت پیش کر سکتے ہیں جب میت کو دفنانے کے لیے ورثاء کے حوالے کیا گیا تو اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے جناب اسپیکر! ایک بندے کو اگر آپ نے مار دیا تو اسکی لاش کی بے حرمتی کرنے کا ایف سی والوں کو کوئی حق نہیں ہے اسی طرح جناب اسپیکر! جو دو بندے ابھی تک لاپتہ ہیں آج تک ان کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ بندے مر گئے ان کے پاس کوئی ایف آئی آر ہے کسی عدالت میں ان کے خلاف کوئی کیس چل رہا ہے حاجی رحیم کو ابھی ایک مہینہ ہوتا ہے زخمی حالت میں جیل وارڈ میں رکھا گیا ہے اسکے ملاقات پر پابندی لگائی گئی ہے اسکا صحیح طریقے سے علاج نہیں ہو رہا ہے اور ایک بندہ اس میں ہلاک ہونے والوں میں ہے بلاں نام ہے اسکا اسکو جس دن یہ واقعہ ہوا تھا اس دن ہاسپیٹل کی بجائے ایف سی کے قید میں رکھا گیا اسکو کوئی طبعی امداد نہیں دی گئی اور ایف سی کے قید میں اتنا خون بہہ جانے کے بعد اسکی موت واقع ہوئی جناب اسپیکر! میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ جو قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں اب جناب اسپیکر! ریخبرز کے ہاتھوں ڈیرہ بگٹی میں خواتین اور بچوں کی ہلاکت ہوئی صرف ان کا گناہ یہ تھا کہ وہ اپنے پینے کے لیے وہاں سے پانی اٹھانے گئے تھے جناب اسپیکر! کیا ہم لوگ اس صوبے کے لوگ نہیں ہیں یا اس صوبے کے لوگوں کو جس مقام سے پورے پاکستان کو گیس سپلائی ہوتی ہے اس زمین میں بسنے والے لوگوں کو پینے کے پانی تک کا حق نہیں ہے کہ اگر وہ کسی چشمے سے یانا لے سے اگر وہ پانی پینے اٹھانے جاتے ہیں تو ریخبرز کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان پر گولیوں کی بارش کر دیں اور ان کو گولیوں سے چھلنی کر دیں اس میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کا ریخبرز یا ایف سی کو کیا حق پہنچتا ہے جناب اسپیکر! میں اس ایوان کو قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے باقی معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ قانون نافذ کرنے والے جو ادارے ہیں یا خفیہ ایچنسی کے جو لوگ ہیں ان کا قبلہ درست کیا جائے ان کو بتا دیا جائے کہ وہ اپنے کام سے کام رکھیں جو ان کی ذمہ داری ہے وہ اس ذمہ داری کو پورا

کریں جمہوری اداروں کو جمہوری کارکنوں کو ہمارے عوام پر ان کو گولیاں برسانے کا کوئی حق نہیں ہے ایفسی کے بارے میں میں ایک اور گزارش کروں گا کہ اس وقت پورے بلوچستان میں ہر ۱۰،۱۵ اکلو میٹر بعد آپ کے ایفسی کا ایک کیمپ ہے آپ بلوچستان میں کسی بھی طرف نکل جائیں تو آپ کو ایسا لگے گا کہ بلوچستان کو حال ہی میں فتح کیا گیا ہے جناب اسپیکر! ایفسی کا کام ہے بارڈر کی حفاظت کرنا اور اس ایوان کے توسط سے قائد ایوان سے بھی میں درخواست کروں گا کہ ایفسی کو ان کیمپوں سے فوری طور پر بارڈر پہ بھیج دیا جائے بجائے ہر کیمپ کیسا منے لوگوں کو تنگ کرنا ان کی بے حرمتی کرنا انکی بے عمتی کرنا ایفسی کو فوراً یہاں سے ہٹایا جائے ہمارے علاقوں سے اور ان کو کیمپوں میں منتقل کیا جائے بہت شکریہ!

جناب اسپیکر: وکے۔ مہربانی ذرا ثانِم کا خیال رکھیں سردارِ عظیم موسیٰ خیل!

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے مشترکہ تحریک اتو ۱۲۵ پر کچھ کہنے کا موقع دیا جیسے کہ تحریک سے ظاہر ہے کہ قلعہ عبداللہ جو کہ بد امنی کا گڑھ ہے روزانہ قتل و غارت ہوتے ہیں چوری ڈکیتیاں ہوتی ہیں کوئی گھر محفوظ نہیں ہے بلکہ خصوص غریب عوام، اس بد امنی سے نہایت تنگ ہے بیزار ہے مجبور ہے جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ ہمارے ساتھی ایم پی اے تریائی صاحب نے جو کچھ کہا میں ان سب باتوں کو سپوٹ کرتا ہوں اور اس ضمن میں یہ ایجاد کرتا ہوں کہ جو کیمپ وہاں پر ہے اس کو فوری طور پر اٹھایا جائے جناب اسپیکر صاحب! اسی طرح صوبے کے دیگر اضلاع میں بد امنی اور کشیدگی پائی جاتی ہے کوئی شخص محفوظ نہیں ہے law and order کا کوئی تصور تک ہی نہیں ہے کوئی شخص قانون کی پاسداری کا پابند نہیں ہے پیسوں سے سارے کام، رقم لیکر سارے کام ہوتے رہتے ہیں امن کا گھوارہ ہمارا صوبہ آج بد امنی میں تبدیل ہو گیا ہے جناب اسپیکر صاحب! اس کے کچھ محکمات اور معاروضات ہیں میں تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا صوبہ بلوچستان میں پیر وزگاری بد امنی کا سبب بنی ہوئی ہے صوبے میں روزگار نہیں ہے لوگ ایک دن کی روٹی کے لیے ترس رہے ہیں پیر وزگاری کی وجہ سے بد امنی ممکن ہے اور یقینی ہے جناب اسپیکر! یہاں ہم لوگوں کو روزگار نہیں دے سکتے ہیں بلکہ جب سے ہماری یہ حکومت آئی ہے وہ بھی جو روزگار تھے ان کو چھیننے کی کوشش ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! جب آپ کسی بندے کو پیر وزگار کریں گے تو ان کا شیوه کیا ہو گا اسکا طریقہ واردات یہ ہو گی کہ عوام کو پریشان کریں اس

کے علاوہ ہماری عدالتوں میں انصاف کا نام و نشان تک نہیں ہے بے انصافی ہی بد امنی کو دعوت دیتی ہے بد امنی کی سبب بنتی ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ جہاں بھی جائیں جس عدالت میں جائیں قطعاً انصاف کی بوآپ کو نظر نہیں آئے گی، یا سفارش کے حوالے سے یا تخفے تحائف کی وجہ سے انصاف بد امنی بے انصافی میں تبدیل ہو جاتی ہے غریبوں کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اس دور میں صرف ان لوگوں کا گزارہ ہوتا ہے جو با اثر ہوتے ہیں۔ باقی غریب لوگوں کا خدا حافظ ہے جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہاں پہ پولیس کے جو تھانے ہیں یہ باقاعدہ ڈاکوؤں نے خریدے ہیں ڈاکوؤں کی مرضی کے مطابق پولیس کے تھانے چلتے ہیں ڈاکوؤں کی مرضی کے مطابق با اثر لوگوں کی مرضی کے مطابق یہاں ایف آئی آر درج ہوتی ہے چاہے کوئی مجرم ہو یا نہ ہو جب آپ ان کو تخفے دیں گے تو وہ مجرم ہو گا ضرور ہو گا جب مجرم کی نشاندہی ہم کرتے ہیں تو اصلی مجرم کو چھوڑ کر اس کے بد لے میں کسی اور غریب کو پکڑا جاتا ہے جس کی وجہ سے بد امنی کی حوصلہ شکنی نہیں ہوتی ہے بلکہ حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ اگر مساوات ہے ہماری پولیس کی یا ہماری عدالتوں میں ہے اسی طرح جناب اسپیکر! ہماری خارجہ پالیسی کو لے لیں خارجہ اور داخلہ پالیسی بھی ہماری بد امنی کا سبب رہا ہے تمام دنیا کو جناب! آپ دیکھیں چاروں طرف آپ نگاہ ڈالیں ہر جگہ ہم لوگوں نے بدی کی ہوئی ہے ہم نے دشمنی کی ہے ہم نے وہاں کے حالات میں مداخلت کی ہے افغانستان کو دیکھ لیں پچیس لاکھ افغانوں کے ہم قاتل ہیں۔ حکومت پاکستان یہاں کے ادارے پچاس لاکھ افغانوں کے قاتل ہیں ابھی آپ خود انصاف کریں یہ پچاس لاکھ افغانوں کو جو ہم لوگوں نے ذبح کیا ہے ان کا ملک ہم نے بر باد کیا ہے آیا اب اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ ہر جگہ پر ہماری بدی ہے خارجہ پالیسی ہمارے نہ ہونے کے برابر ہے داخلہ پالیسی بھی ختم ہے اسی وجہ سے اس ملک میں ہمارے صوبے میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص بد امنی کی یہی وجوہات ہیں یہی حرکات ہیں جس کی وجہ سے یہاں پر بد امنی قائم ہے۔ آخری گزارش یہ کروں گا کہ ۱۲ اکتوبر کا جو واقعہ ہوا تھا جزء صاحب نے جب شب خون مارا یہ بھی بد امنی کا سبب ہے اسی وجہ سے اس ملک میں امن نہیں آتا ہے اس نے ہمارے آئین کو مسخ کیا آئین کا قاتل بنایا یہی وجہ سے یہاں پر لوگ اور لوگوں کے جذبات کسی نہ کسی طریقے سے بد امنی کا سبب بن رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اگر اجازت ہو تو تھوڑا سا ڈیٹا میں مختصرًا

پیش کروں شاید وہ سال بد امتحنی کا ہو یہ ۲۰۰۷ء کے واقعات ہیں میں پولیس اور لیویز کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اس حوالے سے جو امن و امان کے واقعات ہیں کہ پولیس ایریا میں کتنے قتل ہوتے ہیں اور جہاں پر لیویز کا راج ہے لیویز کی حکومت ہے وہاں پر کتنے ہوتے ہیں۔ اس کا میں موازنہ کرتا ہوں ابھی آپ لوگ سب پچھے لگے ہوئے ہیں کہ-----

جناب اسپیکر: سردار صاحب! آپ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ پولیس کی اچھی کارکردگی ہے یا لیویز کی ہم اس پر بحث نہیں کر رہے ہیں اس وقت بلوچستان میں جولا اینڈ آرڈر کی پوزیشن ہے آپ اس پر بحث کریں۔ سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: محترم آپ کی بات سرآنکھوں پر میں قتل کے حوالے سے ڈیٹا پیش کر رہا ہوں جہاں تک بی ایریا میں قتل ہوئے ہیں جہاں اے ایریا ہے میں اس کا ڈیٹا پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کوئی میں جو قتل ہوئے ہیں ۵۵ ہیں پیش میں اہے ژوب میں ۲۳ ہے لورالائی میں پولیس کے ایرے میں ہے یہ سب پولیس کے ایرے کے ہیں ۱۳ ہے سبی ۱۶ ہے جعفر آباد ۸۳ ہے نصیر آباد ۸۸ ہے فلات ۳ ہے خضدار ۷ ہے لسبیلہ ۸ ہے کچھ ۷ اے گوادر ۳ ہے اور نوشکی ۲ ہے۔ اس کے بعد لیویز والے جو سادہ ہیں اور ٹرینڈ بھی نہیں ہیں ان کے علاقوں میں جاتے ہیں لسبیلہ کو لے لیں یہ بی ایریا ہے ۷۷ قتل ہے خضدار کے ہے فلات آ ۵ واران ۹ ہے پیش ۷ ہے کوئی ۶ قلعہ عبداللہ ازیارت ۶ سبی ۳۱۔ نصیر آباد ۲۶ بولان ۷ ا جھل گسی ۵ ڈیرہ گٹی کے کوہلو ۸ لورالائی ۱۹ ۷ ژوب ۹ قلعہ سیف اللہ ابارکھان ۱۹ اتر بت ۲۶۔ آپ دیکھیں جناب! اس کا آپ موازنہ کریں کہ کتنا بڑا فرق ہے اس کے علاوہ پنجبور میں جناب اسپیکر صاحب! تی ۳ گوادر میں ۶ چاغی میں ۳۱ خاران میں ۸ مستونگ میں ۵ یہ پولیس اور لیویز کے ایریا ہیں۔ جہاں پر آپ جناب! خود دیکھ رہے ہیں کہ پولیس ایریا میں جرائم زیادہ اور لیویز ایریا میں کم ہیں۔

جناب اسپیکر: لاست میں تو لیویز کے کم ہیں۔ آخری میں جو آپ نے لیویز کے پیش کئے یہ تو زیادہ تھے۔ سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! لیویز کے جو ہیں ۲۰۰۷ء اور ۲۰۰۸ء کا ڈیٹا ہے۔ وہ پولیس کا جو ہے ۳۰۰۷ء کا ڈیٹا ہے۔ یہ دو سالوں کا ڈیٹا وہ ایک سال کا ڈیٹا ہے۔

جناب اسپیکر: جی آپ جاری رکھیں۔

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: جناب! گزارش ہے کہ جوادرے ہیں امن چھوڑنا نہیں چاہتے ہیں یہ

یہاں پر Rule divide and divede کی پالیسی چل رہی ہے جو انگریزوں کا فرسودہ نظام ہے ہم اس پر implement کر رہے ہیں لوگوں کو تقسیم کرو لوگوں کو divide کرو لوگوں کو لٹڑا اور لوگوں کو مردا۔ پھر اپنی حکومت کرو جناب اسپیکر صاحب! یہ دھندا نہ اسلام میں اجازت ہے نہ ہماری روایت میں ہے نہ اجازت دیتا ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے کو قتل کریں اور ایک سال یا پانچ سال کیلئے ہم کرسی پر قائم رہیں۔

جناب اسپیکر: او کے مہربانی۔ شاہ زمان رند!

شاہ زمان رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ جومورخہ ۶ را کتوبر کے اجلاس میں ایک اہم تحریک التوازنی جو بحث کے لئے منظور ہو چکی ہے یہ ہمارے بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں اور یہ پاکستان کا بھی نہیں یہ مسائل پوری دنیا کو درپیش ہیں۔ جہاں تک بلوچستان کا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر! ہم جتنے لوگ منتخب ہو کر یہاں اسمبلیوں میں آتے ہیں اور ہمارے عوام اس جیسے مسائل کے حل کے لئے ہم سب کو اکٹھا مل کر کچھ کرنا چاہئے۔ یہ جو تحریک جس دن پیش کی گئی تو ٹریڈری بچوں سے میں نے اور چند دیگر دوستوں نے اس کی حمایت کی کہ یہ بحث کے لئے منظور ہو تو اس کو بحث کے لئے منظور کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم کسی ایک کو کسی چیز کے لئے ایک ہی پارٹی کو فریق بنائیں یا مورد الزام ٹھہرائیں یہ جو ہماری اس وقت انتظامیہ ہے یا اس کو یا حکومت بلوچستان کو یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ ہم نے اس کی حمایت اس لئے کی ہے کہ یا باقاعدہ بحث کے لئے منظور ہو اور وہ ہو بھی چکا اور اس میں ہم نے کوشش اس لئے کی ہے کہ یہ اس وجہ سے منظور ہو کہ وہاں سے رائے آئے۔ ہماری طرف سے کچھ رائے جائے کہ آیا اس مسئلے کے تدارک کے لئے ان کی سرکوبی کے لئے ہمیں کیا لائج عمل اختیار کرنا چاہئے اب واقعات تو جناب اسپیکر! ہوتے ہیں پرسوں بھی ہمارے ضلع میں ایک قتل ہوا عبدالمالک چوٹائی کا پولیس کے ہاتھوں وہ ڈاکو بھی گرفتار ہوئے اچھی خبر ہے تو بہت سی چیزیں ہیں جو ہماری پولیس کرتی ہے یا ہماری انتظامیہ لیویز والے کرتے ہیں یا ایف سی والے کرتے ہیں یا ہماری فوج والے کرتے ہیں جو ان کا پلس پوائنٹ ہے یا جو ان کی اچھائیاں ہیں ان کو ہمیں appreciate کرنا چاہئے۔ اور یہ جو گمبیر مسئلہ ہے جو پورے بلوچستان کا پورے پاکستان کا جو یہاں پر دہشت گردی ہے یہ بھی امن و امان میں آتے ہیں۔ تو یہ پوری دنیا کو اور جو ممالک و مسائل رکھتے ہیں جن کے ساتھ جدید ریسومنگ ہیں جدید ٹینکنگ ہیں ان کو بھی یہ

مسائل درپیش ہے آیا ہم ان کو دیکھتے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں یا صرف اور صرف مجھے کے کچھ لوگ ہوتے ہیں یعنی کہ جب آپ حکومت بلوجتن کو blame دیں گے تو کچھ ہی لوگ اسیں آئیں گے یا اس مجھے کے جیسے آپ ڈی جی لیویز کو لے لیں۔ یا ہوم سیکرٹری کو لے لیں یا ہوم منستر کو لے لیں یا آئی جی کو لے لیں یا ڈی آئی جی کو لے لیں یہ چند لوگ ہوتے ہیں ان کے نیچے ایک عملہ ہوتا ہے اب کوئی بھی حکومت خواہ وہ بلوجتن کی حکومت ہونا وہ کوئی اور صوبے کی حکومت ہونا وہ پاکستان کی اپنی حکومت ہو کوئی حکومت یہ نہیں کر سکتی کہ ہر دروازے کے اوپر ایک سپاہی کھڑا کرے۔ یہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے اس سے اگر امن و امان بہتر بنتا ہے اس سے کوئی حل نکلتا ہے تو وہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ یہ چار پانچ لوگ جن کو ہم ہر روز موردا لازم ٹھہراتے ہیں وہ بھی کچھ نہیں کر سکتے ہیں اس میں ہمیں ایک دوسرے کی باتوں سے یہ نکالنا ہے کہ ہمیں اس چیز کا ازالہ کس طرح کرنا ہے اب ہم ایک دوسرے کو blame دیں گے ان سیٹوں پر ہم بیٹھیں گے وہی کام جو آج ہمارے اپوزیشن کے دوست کریں گے کل وہ ہم کریں ان چیزوں سے کہ بلوجتن کے مسائل کا کوئی حل ہے یا ہم امن و امان کا کوئی حل نکال سکتے ہیں۔ اس میں بڑی چیز یہ ہے کہ میں آپ کو اس اسمبلی کے توسط سے گوش گزار کروں کہ امن و امان کا جو مسئلہ ہے اس میں ایک بڑی اہم چیز یہ ہے کہ بے روزگاری ہے جو میری نظر میں ہے بے روزگاری کسی ایک فریق کی وجہ سے نہیں ہے یہ بہت سے لوگ ہو گئے کیونکہ بے روزگاری ایک ایسی وبا ہے جو کسی آدمی کو کچھ کرنے کیلئے اکساتا ہے اور وہ کچھ کر بھی دیتا ہے تو اس میں یہ سمجھتا ہوں جو ہمارے جناب اسپیکر صاحب! بڑے بڑے پراجیکٹ ہیں کوشل ہائی وے کا ہے گوادر پراجیکٹ ہے میرانی ڈیم ہے کچھی کینال ہے اگر ہم ان کی مخالفت کرتے رہیں گے لوگ بے روزگار ہوتے رہیں گے اور بے روزگاری کی جو وبا ہے وہ اس سے زیادہ آگے گزر جائے گی تو یہ جو واقعات ہیں یہ جو حادثات ہیں رونما ہوتے رہیں گے۔ اگر ان چیزوں کی مخالفت ہم نہیں کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم یہ قطعی نہیں چاہتے ہیں کہ ہماری سرزی میں پر بلوجتن کے جو میگا پروجیکٹ ہیں وہاں کوئی اور باہر سے آئے اور وہاں نوکریوں پر قبضہ کریں وہاں بنس وہی کریں ہم یہ نہیں چاہتے ہم یہ چاہتے ہیں اگر کران میں گوادر میں ایک ڈولپمنٹ کا کام ہو رہا ہے تو گوادر کے مقامی لوگوں کا وہ حق ہے وہاں ان کو روزگار ملنا چاہیے اگر گوادر کے لوگوں کو ان کا حق پورا ملتا

ہے اس کے بعد میں سمجھتا ہوں جو مکران کے لوگ ہیں وہ نزدیک پڑتا ہے ان کا حق بنتا ہے اسکے بعد بلوجستان کے دوسرے ڈسٹرکٹ کا حق بنتا ہے اسکے بعد اگر کچھ بچھتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی چار اکا ایسا ہیں ان سب کا اس پر حق بنتا ہے تو ایسی چیزوں کی ہمیں اقدامات کو قبول کرنا چاہیے جناب اپنیکر! انہی چیزوں سے امن و امان کا اہم مسئلہ ہے اس پر اسکو ختم کیا جاسکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک اور وباء ہے یہ جو افغانستان سے ایک ٹکڑا آیا اس نے بھی ہمارے کچھ حالات خراب کی اس کے علاوہ یہ جو دوسرے ٹکڑے ہے یہ بہت دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ لوگ جونشہ وغیرہ کرتے ہیں روڑوں میں اور لوگ اکثر دیکھتے ہیں ان کو تو یہ لوگ بھی ایسی چیزوں میں پڑھتے ہیں غلط کام یا یہ دہشت گردی کے کام ہوتے ہیں جو امن و امان کو خراب کرنے کے لیے چھوٹی چھوٹی چوریاں اس کے بعد وہ بڑے جرام کرتے ہیں تو ان کی سرکوبی کے لیے بھی کچھ کریں ہم یہ نہ کہیں کہ بہت سی جگہ، سننے میں یہ آتا ہے یا بہت سے ہمارے لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہم ایسے کرتے ہیں کہ یہ جو بڑی مچھلیاں ہیں ان کو پکڑتے ہیں یا بڑے مگرچ ہے ان کو پکڑ لیتے ہیں جناب! میں کہتا ہوں کہ جو چھوٹے بڑے ہیں ان پر بھی ہاتھ ڈالا جائے اُنکے لیے بھی راستہ نگ کیا جائے تاکہ وہ ہماری گرفت میں آ جائیں اسکے علاوہ جو اس کام میں اُنکے ساتھ شریک ہیں کچھ کر رہے ہیں ان پر بھی ہاتھ ڈالا جائے اگر ان کو اسی طرح چھوڑا جائیگا تو کرتے تو یہی لوگ ہیں وہ بڑی مچھلیاں جن کو سپلائی کرتے ہیں کہ آپ استعمال کرو آپ کے ذہین مفلوج ہو مفلوج ہونے کے بعد وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ دہشت گرد بھی بن سکتا ہے وہ چوریاں کر سکتا ہے وہ زنا جبر بھی کر سکتا ہے وہ دنیا کے جتنے بھی جرام ہیں بری چیزیں ہیں وہ کر سکتا ہے تو ہمیں یہی کوشش کرنی چاہیے کہ پورے بلوجستان میں ایک تبلیغ شروع کرنی چاہیے تمام پارٹیوں کے توسط سے بلوجستان میں جتنی بھی پارٹی ہیں کہ وہ اپنے عوام کو باشمور کریں جو ہمارے لوگ ہیں ان میں شعور پیدا کریں کہ یہ جو ایسے لوگ ہیں جو بدانی پھیلاتے ہیں جو ان کا بزنس ہے وہ کرتے ہیں ان کی سرکوبی کے لیے ہمیں سب کو ایک ہونا ہے ہر پارٹی کو ہر آدمی کو ہماری ہرگلی ہر کوچے سے لوگوں کو اٹھنا ہے اگر کوئی ایسا مشکوک آدمی کسی گلی میں کسی کوچے میں، میں نے پہلے کہا کہ پولیس یویز اور ایف سی کچھ نہیں کر سکتی ہے کہ ہر آدمی کے گھر کے سامنے کوئی سپاہی کھڑا کریں کہ اس گھر میں کیا ہو رہا ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا اگر وہاں کے لوگ واقعی چاہتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں امن و امان ہو ہم پر سکون

زندگی گزاریں تو اس کے لیے سب کو کھڑا ہونا ہے۔
جناب اپنے اسکریپٹ: او کے۔ ذرا ثانم کا خیال کریں رند صاحب!

شاہ زمان رند: ایک منٹ صرف جناب اپنے اسکریپٹ صاحب! تو بہتر طریقہ یہی ہے میں اس اسمبلی کے توسط سے آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لینا چاہتا ہوں اپنے معزز اسمبلی کے ممبران سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں با قاعدہ تبلیغ کریں لوگوں میں شعور اجاگر کریں کہ اگر کوئی ایسی مشتبہ لوگ ان کو نظر آئے وہ خود ان کی دیکھ بھال کریں تاکہ ہمارے law and order کو جو میشین کرنے والے لوگ ہیں وہ ان تک پہنچ جائیں اور ان کو پکڑتے تاکہ یہ مسئلہ زندگی بھر کے لیے ختم ہو جائے شکر یہ جناب اپنے اسکریپٹ!

جناب اپنے اسکریپٹ: او کے۔ ذرا ثانم کا خیال رکھیں کیونکہ سارے ساتھیوں کو بولنا ہے جی رحمت علی بلوچ!

رحمت علی بلوچ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جناب اپنے اسکریپٹ! یا، تم تحریک پر معزز اراکین اسمبلی نے بحث کیا اور جب یہ تحریک پیش ہوئی تھی تو اس دن ہمارے دوستوں نے اظہار بھی کیا تھا لیکن حکومتی پیغمبر کی طرف سے ہمارے ساتھ بھی دیا تھا کہ یہ حقیقت ہے کہ امن و امان کی صورتحال ہم سب کی ہے پورے ملک کی ہے پورے صوبے کی ہے یہاں کے عوام کی ہے تو یہ منظور ہو میرے خیال میں اگر دیکھنا چاہے ملکی صورتحال کو امن و امان کے حوالے سے یہاں جن دوستوں نے بات کی اور میرے معزز رکن اسمبلی شاہ زمان رند نے بولا کہ کچھ دوستوں نے تنقید کیا یہ تنقید برائے تنقید نہیں ہونا چاہیے اور وہ اپنی رائے دے دیں اگر ہم اس ملک میں امن و امان کی صورتحال دیکھیں ان کی خرابی کی وجہ کیا ہے اور وہ کون سے ہاتھ ہے جو کہ اس ملک میں اگر ابھی دیکھا جائے دہشت گردی کی لہر آئی عوام کے جان و مال محفوظ نہیں ہے کوئی شریف بندہ بھر سے نہیں نکل سکتا ہے تو ہم دیکھیں میرے خیال میں اگر تھوڑی بہت عوام کے قصور ہے لیکن ہمارے حکمرانوں کی اس میں زیادہ قصور ہے وہ اس لیے یہاں جو بھی حکمران آئے ہیں اس نے اپنی مرضی سے ایک گروپ بنایا ہے صرف اپنے لیے استعمال کیا ہے جس نے اپنے ڈنڈے کے زور پر عوام پر حکمرانی کیے ہیں اس نے اپنے طریقہ کار سے گروپ بنایا ہے ان کو مختلف نام دیئے ہیں مجاہدین کے نام سے دوسرے اور نام ہے جو تنظیمیں بنائی گئی ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان تنظیموں کو کس نے اس ملک میں بنایا ہے جو کہ یہاں امن و امان کا اور ہم نے خود اپنی خود مختاری کی اور اس ملک کی آزادی کا دعویٰ کرتے ہیں جس

ملک میں کوئی جنگ ہوتی ہے جس ملک میں کوئی مسئلہ ہوتا ہے اس میں ہم کیوں انٹر فیئر کرتے ہیں اسکی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ افغانستان میں ۲۶ سالوں سے جو جنگ لڑی جا رہی تھی اس میں ہم لوگ دست اول کا کردار ادا کر رہے تھے تو ہمیں کیا ضرورت تھی کہ دوسروں کے معاملوں میں انٹر فیئر کریں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہی لوگوں کو کس نے ٹریننگ دی کس نے یہاں کیمپس قائم کیے کس نے یہاں کلاشکوف کلچر عام کیا کس نے یہاں منشیات عام کیا یہی کلاشکوف جس کمپنی سے بنتا ہے میرے خیال میں ۳۰ ہزار روپے میں پڑھ جاتا ہے تو یہاں کلاشکوف آپ کو ۵ ہزار روپے میں مل جاتا ہے کلاشکوف کی ایک گولی چار روپے میں ملتی ہے تو اس میں اگر ہم یہ ساری باتیں سوچ لیں یہ کس کا ساتھ تھا کہ ہم لوگ محبت اور بھائی چارے کی ایک فضاء میں رہ رہے تھے محبت بھائی چارے کے معاشرے میں رہ رہے تھے لیکن منشیات اور کلاشکوف کلچر نے ہمیں اس طرح کیا کہ بھائی ہمارہ ہے ہم آپس میں دست و گریبان ہیں تو جناب والا! اس حوالے سے اگر ہم دیکھیں جو ہمارے ملک میں پالیسی ساز ادارے جو ہے وہ بالکل مفلوج ہے ہمارے ملک میں ڈیموکریسی نہیں ہے عوام کے اصل نمائندوں کے پاس نمائندگی نہیں ہے جو اپنے عوام کے لیے اس ملک کے لیے پالیسی بنائے تو بلوچستان کی صورتحال اگر ہم دیکھیں تو جیسا کہ شاہ زمان رند صاحب نے بولا کہ پالیس کو appreciate کرنے کے لیے دیکھیں جناب والا! ہم امن پسند لوگ ہیں اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ امن و امان ہو ہم لوگوں نے اپنے امن و امان قائم کرنے ہیں اداروں کے ساتھ اور بہت ہی تعاون کیا ہے۔ لیکن میں آپ کو یہاں ایک مثال دے دوں گا منظور شاہو اونی شہید تربت میں جس نے تین مجرموں کو کپڑا تھا تو کس نے اس کو ہمکیاں دیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے ہمارے لوگ اسی گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں اس کو ان کی طرف سے ہمکیاں ملیں کہ ان لوگوں کو ایک گھنٹے کے اندر نہیں چھوڑا تو آپ کا حشر برآ ہو گا آیا پالیس کو پتہ نہیں ہے اس کوکس نے ما روہاں آپ کے الیں ایچ او کی لاش روڈ پر پڑی ہے اور آپ کا ڈی پی او ان کے ستاتھ بیٹھ کے مجلس کر رہا ہے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ الیں ایچ او کی لاش آدھ گھنٹہ گزرنے کے باوجود فورسز کا ایک بھی بندہ وہاں نہیں آیا ہے ہسپتال میں اس کی لاش کو کوئی اور ٹیکسی والے لئے گئے ہسپتال میں ایک گھنٹے کے بعد آپ کا ڈی پی او باقی الہکار بیٹھ جاتے ہیں تو اس میں ہم اگر دیکھ لیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے ہمیں۔ ہم appreciate کرتے

ہیں اور ساتھ بھی دیتے ہیں امن قائم کرنے میں لیکن یہاں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو امن و امان کے بارے میں میٹنگیں ہوتی ہیں کچھ لوگ کو صرف invite کیا جاتا ہے اور ہم لوگ یہی نعرہ لگا رہے ہیں کہ بھائی ہم امن چاہتے ہیں ہم ترقی چاہتے ہیں ہم محب وطن ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ملک میں کسی کو برداشت نہیں کیا جاتا ہے جو انصاف کی بات کرتا ہے اسے غداری کا لیبل لگایا جاتا ہے اور اس ملک کے خلاف آپ antistate ہیں یہاں بہت سی میٹنگیں ہوتی ہیں لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے جتنی قوم پرست عینلست پارٹیاں ہیں ان کو نہیں بلا یا گیا ہے بھائی آپ لوگ غدار ہیں ہم لوگ کس لئے غدار ہیں آیا ہم امن نہیں چاہتے ہیں یہی لوگ جو دوسرے لوگوں پر الزام تراشیاں کرتے ہیں جو لوگ حقیقت کی بات کرتے ہیں اس کو غدار کہا جاتا ہے میرے خیال میں جو حقیقت کی بات کرتا ہے وہ غدار نہیں ہے جو اس پر الزام لگاتا ہے اصل غدار وہی ہے ہم نے کب نہیں چاہا ہے کہ امن نہ ہو کونہ میں یہاں امن و امان کی ایسی فضاحتی یہ ایک مثالی صوبہ تھا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک گھنٹے میں ہماری مسجدوں میں دوسو بندے ڈیڑھ سو بندوں کی الٹھی dead body نکالی جاتی ہے اس طرح انسان کو افسوس ہوتا ہے جناب والا! اس میں اگر حکومت امن و امان قائم کرنے میں سنجیدہ ہے تو یہاں ہر کسی کو ایک دوسرے کی بات برداشت کرنا ہو گی تو اس دن جو تحریک ہم نے پیش کی تھی تو میرے خیال میں کچھ دوست ناراض ہو گئے تھے آپ نے یہ کیوں پیش کی حالانکہ ہم نے یہ پیش کی تھی یہ سب کا مسئلہ ہے اس پر ایک تفصیلی بحث لوگ اپنی رائے دے دیں یا اس پر کمیٹی بنائی جائے سارے لوگ بیٹھ کر بات کریں لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کچھ ہمارے ایسے دوست ہیں جو statement جاری کرتے ہیں کہ بلوچستان میں antistate لوگ ہیں ملک کے خلاف ہیں ترقی کے خلاف ہیں کوئی مجھے بتادے ایک ثبوت دےتا کہ کونسے قوم پرست نے بولا ہے میں ملک کے خلاف ہوں لیکن قوم پرستوں نے یہ بات کی ہے جتنے ہمارے حقوق ہیں ہمیں ملنے چاہئیں جو ہمارا right ہوتا ہے جو ہماری سرزی میں ہے ہمیں یہاں حق ہے جیسے کا لیکن ہمارے لئے بلوچستان کی سرزی میں نگ کی جا رہی ہے۔

جناب اسپیکر: جناب اول کے مہربانی ٹائم کا خیال رکھیں۔

رحمت علی بلوچ: جناب والا! میری باتیں ہیں ایک اور تحریک ہے اس پر بھی میں تھوڑی سی بات کروں گا اور

دوسری تحریک ۱۵۲ ابوالیف سی کے حوالے سے پیش ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر: ان کو ہم نے کیجا کر کے لا اینڈ رڈ پر بحث کے لئے کر دیا ہے۔

رحمت علی بلوج: جناب! لا اینڈ آرڈر یہ ہے کہ ایف سی نے جوبے گناہ لوگوں کو مارا ہے اس پر بھی میں جاؤں گا میں یہی بات کر رہا ہوں کہ ہماری سرز میں ہمارے لئے تنگ کی جا رہی ہے ہمارے ہی لوگوں کو جیئے نہیں دیا جا رہا ہے آیا ہمیں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے ہم لوگوں نے کیا گناہ کیا ہے ہم لوگوں نے صرف یہی گناہ کیا ہے کہ ہمارے حق دیئے جائیں اس صوبے میں جو لوگ رہ رہے ہیں ان کو برابری کے حساب سے دیکھا جائے ان کے حقوق کو تسلیم کیا جائے لیکن ہمیں غدار کہا جاتا ہے ہم نے کب پنجاب کے خلاف بات کی ہے ہم تو دعا کرتے ہیں کہ پنجاب کا ایک ایک پتہ سونا بن جائے لیکن ہمارے جو وسائل یہاں سے نکلتے ہیں ہمیں بھی ملنا چاہئیں۔ ان کے مطابق ہم ترقی کریں اور جو ہمارا صوبہ کار قبہ ہے پسمندگی ہے اس کو مد نظر رکھ کر ہمیں ہمارا حق دیا جائے لیکن انہی باتوں کی وجہ سے گورنمنٹ کے مختلف ادارے سرگرم عمل ہیں عوام کے خلاف۔

نیشنلٹ کے خلاف۔ نیشنلزم ایک گناہ نہیں ہے اگر نیشنلزم کے اصل معنی کو کوئی سمجھے تو میرے خیال میں سب سے زیادہ محبت وطن نیشنلٹ ہوتے ہیں ترقی پسند نیشنلٹ ہیں امن پسند نیشنلٹ ہوتے ہیں اس میں جناب والا! خضدار میں سیکورٹی الکاروں کی مبینہ فائزگ سے دوافراد ہلاک ہوئے۔ آیا اس میں کیا ثبوت ہے ان لوگوں نے کیا گناہ کیا تھا جو اپنا کام کر رہے تھے مزدوری کر رہے تھے وہاں جا رہے تھے مزدوری کے لئے۔ ان کو گاڑی سے اتار کر مارا گیا قتل کیا گیا میں سمجھتا ہوں یہاں ریاستی دہشت گردی ہو رہی ہے اگر کوئی آواز نہیں اٹھائے تو کیا کرے جب کوئی آواز اٹھاتا ہے اس کو ملک کا غدار کہا جاتا ہے اگر اس طریقے سے ہمارے ملک کے حکمران کو تنگ کریں عوام کو پاؤں تلنے روندے یہ ان کی غلط فہمی ہوگی طاقت کے زور پر کسی قوم کو دبایا نہیں گیا ہے یہی میں گزارش کرتا ہوں قائد ایوان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو بلوجستان کی جو امن و امان کی صورتحال ہے اس حوالے سے جتنی سیاسی پارٹیاں ہیں ان کو بٹھائیں جو بھی منفی یہاں سیٹمنٹ جاری ہوتے ہیں لوگوں کی طرف سے ان کی روک تھام کی جائے اور سب کو اکٹھے بٹھا کر امن و امان کی صورتحال پر بات کی جائے اور یہاں پر جو ایک غیر معینہ غیر اعلامیہ بلوجستان میں

آپریشن جاری ہے بلوچستان میں خوف ہراس پھیلا ہوا ہے اور مستونگ میں کل ہم لوگ گئے تھے سارے لوگ خوف میں تھے پوری آرمی گشت کر رہی ہے اس میں حیرانگی کی بات ہوتی ہے مستونگ تو اپنی جگہ یہاں ہماری صوبائی حکومت قائم ہے میں افسوس سے کہتا ہوں کہ میں رات کو ایم پی اے ہاسٹل جا رہا تھا مجھے ایف سی والوں نے روکا ہے بھائی ایم پی اے ہوں میں ایم پی ہاسٹل جا رہا ہوں میں کہاں جاؤں کہتا ہے بھائی آپ کو جائز نہیں ہے اس طرح سے ہمیں افسوس ہوتا ہے ہمارا استحقاق مجرد ہوتا ہے یہاں صوبائی حکومت کے ہوتے ہوئے ایف سی کا ایک معمولی سپاہی یہاں کھڑا ہے اور چوک پر ہماری بے عزتی کرتا ہے چوک پر روڈ کو بلاک کیا ہوا ہے کہتا ہے ہمارے وی آئی پی آر ہے ہیں جب آپ کے وی آئی پی آئیں گے ہم لوگ کہا جائیں تو اس میں افسوس ہوتا ہے کہ پورے ملک کی صورتحال کو اگر دیکھا جائے تو اس طرح سے خراب ہے کہ ہمارے وزیر اعظم ہمارے صدر صاحب اگر ان وامان کی صورتحال یہاں اس صوبے میں ایسی رہی چھ مہینے کے بعد جتنے جلسے جلوس ہونگے وہ اپنی تصویر رکھیں گے خود نہیں جاسکیں گے جب ملک کے سربراہ پر حملہ ہو رہے ہیں وزیر اعظم پر حملہ ہو رہے ہیں۔ شکریہ!

جناب اپیکر: اکبر مینگل صاحب ٹائم کا ذرا خیال رکھیں ایک گھنٹہ باقی ہے۔

محمد اکبر مینگل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت بہت شکریہ جناب اپیکر! جیسا کہ تمام دوستوں کو معلوم ہے پاکستان کے بننے کے بعد سے ہمیشہ اس صوبے کا اکولاتا تصور کیا گیا ہے بلوچ قوم کو اکولاتا بھائی تصور کیا گیا ہے تین ملٹری آپریشن کا ہم نے سامنا کیا ہے چوتھا ملٹری آپریشن جو اس وقت اس صوبے میں جاری ہے جناب اپیکر! قوم پرستی کے حوالے سے بات ہوئی ہے میرے دوست نے بڑے اچھے انداز میں اس کی تشریح کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی قوم پرست ہے تو یہ الفاظ پنجابی استعمال کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں سب سے قوم پرست وزیر اعلیٰ پنجاب ہے اگر کوئی قوم پرست تقریباً ہوتی ہیں تو سب سے بڑا قوم پرست جزل مشرف ہے جناب! ہمارا جو کام ہے اس وقت ہمیں اپنے غریب صوبے کا دفاع کرنا ہے ہم جو رونارو ہے ہیں اور جتنے وسائل ہمارے پاس ہیں ان کا مالک ہم ہیں پچھلے دونوں جو میری ایک تحریک التوا آئی ہے خضدار کے حوالے سے وڈھ کے علاقے میں اس سے پہلے بھی مختلف اجلاسوں میں ہم لوگوں نے یہ رونارو یا ہے کہ ہمیں خطرہ ہے ہمیں اپنی جان کا خطرہ ہمیں اپنے لیڈر حضرات کی جان کا

خطرہ ہے ہمارے لوگوں کو خطرہ ہے ہمارے قبائل کو خطرہ ہے دہشت گردی اس وقت پورے ملک میں ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے لیکن بلوچستان کا مسئلہ کچھ مختلف ہے بلوچستان میں ریاستی دہشت گردی ہے ایف سی کے ہاتھوں۔ ملٹری کے ہاتھوں پولیس کے ہاتھوں سے ہے کوئی واقعہ عبد الکریم شاہوںی گیٹ پر ہی جو پولیس کا انصاف تھا دلا یا گیا یہ پوری دنیا میں اور حکومت پاکستان کے لئے شرمندگی کا باعث ہے وڈھ میں ہم لوگوں نے پہلے بھی کہا تھا کہ بی این پی کو threat کیا جا رہا ہے پونم کے دوستوں کو threat کیا جا رہا ہے گورنمنٹ سے اور ریاستی اداروں سے خضدار میں خوف وہر اس پھیلایا جا رہا ہے وڈھ میں اہم شخصیات کو کمانڈر کی طرف سے پیغامات مل رہے ہیں کہ آپ آئیں ہم سے ملاقات کریں آپ بی این پی کو چھوڑیں ہم آپ کے تمام کیسز کو ختم کریں گے جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں حالات رووز بروز خرابی کی طرف جا رہے ہیں ہمارے بگالی بھائی پنجاب سے زدیادہ وفادار تھے محمد وطن تھے لیکن پنجاب کے اوپر بوجھ تھے لیکن پنجاب نے انہیں اپنے سے آج علیحدہ کیا ہے آج ہم سمجھتے ہیں پاکستان کے تمام مظلوم مکحوم عوام جو پنجاب اپنے اوپر بوجھ سمجھ رہے ہیں شاید ایسے کونے کی طرف لے جا رہا ہے جس کے نتائج خطرناک ہونگے۔ جناب اسپیکر! اس وقت نہ کہ صرف وڈھ کا ایک واقعہ ہوا ہے بلکہ اس کے بعد بھی چار دن پہلے میرے حلقة میں پشی قمر کا علاقہ جو مولوی صاحب کا علاقہ ہے جہاں پو وہ رہائش پذیر ہوتے ہیں وہاں پر ایف سی نے اور آرمی نے چھاپہ مار کر دو تین آدمیوں کو گرفتار کیا۔ خضدار کے اندر خوف وہر اس ہے، وڈھ کے علاقے میں خوف وہر اس ہے۔ انحریہ کے مقام پر خوف وہر اس ہے لوگوں کو مارا گیا۔ خضدار کے اندر جو ہے اُدھر بھی ایک آدمی کا قتل ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ایسے ماحول میں جہاں ریاست کے ادارے اور عوام اپنے آپ کو ان اداروں سے محفوظ نہیں سمجھیں۔ آج ہم خالی پیٹ سوکر جوفوجی اداروں کو پیسہ دیتے ہیں، پاکستان کے جتنے بھی ڈوڑزا تے ہیں پیسوں کا ۸۰ فیصد ان فوجی اداروں کو ان ایجنسیوں کو جاتا ہے۔ لیکن ان کا سوچ ہمارے خلاف ان کی کارروائیاں ہمارے خلاف میں سمجھتا ہوں یہ روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اسکی روک تھام ہونی چاہیئے۔ ہم پہلے بھی آپ کے سامنے اس طرح کی گزارشات کر چکے ہیں اب بھی میں کہتا ہوں کہ ہمیں خطرات ہیں انہی اداروں سے اور ان اداروں کے پیچھے ہمارے آئیں آئی کے وہ اہم ذمہ دار شخصیات شامل ہیں۔ اسوقت صوبہ

پنجاب، سندھ اور صوبہ سرحد میں باقاعدہ قانون ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: اذان ہو رہی ہے۔ (خاموشی)

تو اسی میں حافظ صاحب میرے خیال میں کچھ ٹائم کم باقی ہے وہ بحث مکمل کر کے پھر نماز کے لئے اجلاس ختم کرتے ہیں۔ نقج میں آپ لوگ ادھر ادھر۔۔۔ جی!

محمد اکبر مینگل: جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے کہا کہ صوبہ سندھ، صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد میں باقاعدہ قانون ہے کہ وہاں ہوم سیکرٹری کا جو عہدہ ہے وہاں کے کسی مقامی افراد کو دیتے ہیں۔ لیکن یہاں پہ جب بھی ہوم سیکرٹری کا عہدہ ہوتا ہے یا چیف سیکرٹری کا ہوتا ہے یا آئی جی کا ہوتا ہے تو دوسرے صوبوں سے لوگوں کو لایا جاتا ہے۔ نہ اس سے پہلے کسی ایک دن بھی انہوں نے بلوچستان میں گزارے ہوں نہ یہاں کے قبائلی معاشرے کو وہ جانتے ہیں نہ ہی سیاسی ڈھانچے کو جانتے ہیں۔ اُن کو جو بھی ہدایتیں ملتی ہیں وہ جی اپنے کیوں اور عہدیداروں سے ملتی ہیں وہ جو بھی عمل پیرا ہوتے ہیں انہی کی ہدایت پر ہوتے ہیں جو آپ کے سامنے اس وقت بھی جتنے بھی حالات رونما ہو رہے ہیں یہ پری پلان ہے۔ اسکا ہمیں پہلے اندازہ تھا۔ ہم نے اسی فلور پر اسکو اٹھایا آپ کے سامنے اٹھایا۔ آج وہ رونما ہو رہے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ روز بروز حالات خراب ہوتے جائیں گے۔ اور ہمارے لوگ قتل ہوتے رہیں گے۔ ڈیرہ بگٹی میں، ہم بنیادی ضروریاتِ زندگی کے لئے روتے ہیں۔ ہم نے کبھی ترقی کی مخالفت نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں آپ ہمیں واٹر سپلائی دیں۔ آپ ہمیں ہاپسٹول دیں۔ آپ ہمیں اچھی education institutions دیں۔ ڈیرہ بگٹی میں جو دو خواتین پانی لینے کے لئے گئیں تو ان پر ایف سی کی فائرنگ ہوئی۔ کیا میں پوچھتا ہوں وہ بھی دہشت گرد تھے؟ ہم میگا پراجیکٹس کی مخالفت نہیں کرتے لیکن گودار کے آس پاس جو بلوچ آبادی ہے جہاں پہ قحط سالی پڑی ہوئی ہے، جن کو پینے کا پانی نہیں ہے۔ اب وہ migrate ہو رہے ہیں۔ کیا ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کو پینے کا پانی فراہم کیا جائے؟ جناب اسپیکر! ہم سمجھتے ہیں ہمارے لوگوں کو روزگار دیا جائے جو اسوقت میگا پراجیکٹ کی بات ہو رہی ہے لیکن تمام ملازمتوں کو میرٹ پہ کھولا جاتا ہے۔ میرٹ کیا ہے وہ جو ہے دوسرے صوبوں کے لئے مفید ہے۔ ہمارے لوگ اُس پر qualify نہیں کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اسوقت جنگل پیر علی زئی اور مورت سلیمان خیل میں جو

افغان ریفیو جیز کمپس ہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کمپس کو دوسرا جگہ shift کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہاں سے مختلف مشیات عام ہو رہی ہیں۔ کلشنکوف عام ہو رہے ہیں۔ اسکا تدارک ہونا چاہیے۔
جناب اسپیکر: اوکے۔ جی۔

محمد اکبر مینگل: ایف سی اور ملائیشیا کے ہاتھ جو اسوقت جو political torture ہو رہا ہے ان کو باقاعدہ سیاسی قتل کا ٹارگٹ دیا گیا ہے۔ licence to kill کا جو ہے اختیار دیا گیا ہے۔ بھی آپ کو اختیار ہے آپ جہاں بھی جہاں کسی نیشنل سٹ کو دیکھیں کریں۔ باقاعدہ ان کو ہدایت دی گئی ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم نے اسی فلور پر یہ رونارویا ہے آج پھر ایک دفعہ آپ کے سامنے رونارو ہے ہیں۔ کہ خدارا ہم بھی محبت وطن ہیں ہم بھی اسی ملک کے ہیں۔ جیسا کہ میرے دوست نے کہا کہ ہماری دعا ہے خدا کرے پنجاب کا ایک ایک ٹکڑا اسونا بن جائے ہمیں اُس سے کوئی واسطہ نہیں وہ ان لوگوں کیلئے ہیں جو وہاں پر رہتے ہیں لیکن ہماری جو مٹی، ہمارے جو پتھر یہاں پر ہیں وہ ہمارے ہیں جتنے وسائل ہیں ہم ان کے مالک ہیں یہ اختیار کم از کم ہم سے نہیں چھیننا جائے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: مہربانی۔ عبدالجید خان اچکزئی!

عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! یخیر یک التواجو بحث کے لئے منظور ہوئی ہے اسکا توپورے صوبے سے خصوصی طور پر ہمارے ضلع سے تعلق ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے ضلع کو تقریباً پچھلے دس پندرہ سال سے ڈرگ مافیا اور اینٹی سوشل ایمیٹس نے ایک قائم کاریگمال بنادیا ہے۔ ایسا کوئی دن بھی نہیں گزرتا ہے ہمارے ضلع میں جس میں دو یا تین واقعات نہیں ہوتے ہیں۔ اس میں قتل کے واقعات سب سے زیادہ ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے ضلع کے ساتھ سب سے بڑی زیادتی یہ ہوئی ہے کہ پندرہ میں سال سے ہمارے ضلع کے جتنی بھی آبادی تھی اُس سے تین گناہ زیادہ افغان ریفیو جیز کو وہاں پر بسایا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! پچھلے دس سال کا ریکارڈ دیکھا جائے تو ہمارے ضلع میں پانچ سو لوگ قتل ہوئے ہیں۔ دہشت گردوں کے ہاتھ سے ایف سی کے ہاتھ سے دوسروں کے ہاتھ سے۔ جناب اسپیکر! جس ضلع میں دس سال میں پانچ سو لوگ قتل ہوتے ہیں سینکڑوں زخمی ہوتے ہیں اور درجنوں معذور ہوتے ہیں تو اُس ضلع کا کیا حشر ہوگا؟ باقی باتوں کو تو ساختی کر لیں گے ہمارے لئے ہمارے ضلع میں سب سے بڑا مسئلہ دو

افغان ریفیو جیز کیمپس ہیں۔ ایک جنگل پیر علی زئی کا اور نورک سلیمان خیل کا۔ جتنے بھی بدانی ہمارے ضلع میں اسوقت بنی ہوئی ہے ان دو مہاجر کیمپوں کی وجہ سے ہیں۔ جناب اسپیکر! ان دو کیمپوں میں سے تو تقریباً پچھلے تین سال سے ریفیو جیز تو تقریباً چلے ہی گئے اب وہاں پر خالی اینٹی سوشل آپلائمنٹس اور ڈرگ مافیا نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! گورنمنٹ آف پاکستان واہ فیکٹری میں راکٹ لاچر کی ایک گولی جس کو آرپی جی ایم کہتے ہیں وہ اٹھارہ ہزار روپے میں بناتی ہے اور بین الاقوامی ڈنیا میں فروخت کرتی ہے۔ مگر ان کیمپوں میں ہمیں یہ تین سوروپے کی مل جاتی ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ دو مہاجر کیمپ جو ہیں اب اس ملک میں جتنے بھی جرام ہوتے ہیں یا اس صوبے میں ان سب کے لئے یا ایک بڑا پناہ گاہ بنا ہوا ہے۔ اور ویسے بھی ان ریفیو جیز کے لئے کوئی راشن وغیرہ اس طریقے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ تو یہ ہماری request ہے اس ہاؤس سے بھی کہ جو مہاجر پچھتوڑے بہت بچ گئے ہیں ان کو سرانان کیمپ شفت کیا جائے، سرانان کے ساتھ کوئی بھی آبادی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! ان دو مہاجر کیمپوں کی وجہ سے آج کل ہمارے لئے نئے حالات بنے ہوئے ہیں۔ وہ حالات یہ ہیں کہ ان کے آس پاس جتنی بھی آبادی ہیں ہر گاؤں میں رات کو آٹھ دس بندے مسلح کر کے ان کے حملوں سے بچنے کے لئے پہرہ دیتے ہیں۔ گائے وہ لوگ چوری کرتے ہیں، بچوں وہ کرتے ہیں اغواہ برائے تاوان کے کیسز وہ کرتے ہیں اور ڈنیا بھر میں جو بھی جرام ہوتے ہیں وہ انہی دو کیمپوں سے نکل رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ جنگل پیر علی زئی کا جو افغان ریفیو جیز کیمپ تھا اسیمیں ہمارا دو تین سو سال کا پرانا بہت بڑا جنگل بھی تھا اس کو demolish کر کے اس پر افغان ریفیو جیز کیمپ بنایا گیا۔ جناب اسپیکر! اب جب ہمیں ایک شناختی کارڈ اشو ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ فلانے ملک کے شہری ہیں تو اسٹیٹ کے بھی کچھ rights ہوتے ہیں۔ ایک شہری کے ناطے، ایک پاکستانی شہری کے ناطے یہ میرے right بنتے ہیں کہ مجھے پینے کا پانی دیا جائے، مجھے اسکوں دیا جائے، مجھے ہسپتال دیا جائے، مجھے روڈ دیا جائے اور سب سے بڑھ کر کے یہ ہے کہ مجھے امن دیا جائے۔ جب اسٹیٹ اپنے شہری کو امن نہیں دے سکتے ہیں اور اسٹیٹ نے اپنی شہری کو ریفیو جیز کے ہاتھوں یغماں بنادیا ہے تو میرا خیال میں اسٹیٹ کا پھر حق حکمرانی نہیں رہتی ہے، ہم پہ۔ جناب اسپیکر! اب اس بات سے اندازہ لگائیں کہ خالی میرے حلقة انتخاب میں پچھلے دو تین سال سے آٹھ دس ہزار ایکٹر پر

ایفون کا شت ہوتی ہے اور پھر ایفون کو تلف کرنے کے لئے گورنمنٹ کی جو پالیسی بن جاتی ہے کہ ایفون کو تلف کر دیں اسیں پھر سرکاری ایجنسیاں جو تماشہ کرتی ہیں اور جو کر رہے ہیں اس میں سے تو کوئی پکڑا نہیں جاتا ہے اور جو نہیں کر رہے ہیں ان کو جیلوں میں ڈالا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! ایفون کے ایک گلوب

ہائی کورٹ نے کچیں کچیں سال سزادی ہے۔ ابھی ہمارے ایک ڈی اوسا صاحب ہیں ان پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایفون کی کاشت کے دوران لوگوں سے پیسے لیتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ڈولپیمنٹ کو تو چھوڑ کر کے ہمارے ضلع میں جو حشر ہے ڈولپیمنٹ کا ہم نے آپ کو بتایا بھی تھا پہلے سیشن میں بھی ہوا ہے ہیلٹھ کے بارے میں اس دن ہم نے بتایا۔ اب تو ہمارے ضلع میں کوئی ایسا تاثر بن رہا ہے کہ ہر بندے نے اپنے آپ کو خود بچانا ہے۔ کسی نہ کسی طریقے سے بچانا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب یہ ہمارے ضلع میں افغان رفیوجیز کو ہم سے زیادہ تعداد میں بسا یا گیا ان کے ساتھ ایک بڑا سائلہ یہ ہوا کہ ہمارے حلقوں میں یا ہمارے ضلع میں ان کے ساتھ اسلحے کے ڈپو بھی یہاں پر انہوں نے بنادیتے ہیں۔ خالی میرے حلقوں انتخاب تو بہ اچکزئی میں پروفیسر بانی کے جاتے ہوئے جب وہ افغانستان کے صدر تھے اُس کے جانے کے بعد جب وہاں پر طالبان آئے خالی تو بہ اچکزئی سے چودہ سو ٹرک اسلحہ قدر ہار انہوں نے منتقل کیا۔ جناب اسپیکر! حشر تو امن و امان کا یہ ہے ابھی law enforcing agency کی بات کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارا ضلع اس صوبے کا واحد ضلع ہے جس میں ایک سوتیس چیک پوٹھیں ہیں۔

اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس ضلع میں ایک سوتیس چیک پوٹھیں ہوں گے تو ہر چیک پوٹھ پر آپ نے گزرنا ہے تو آپ کے ساتھ کیا ہوتا ہوگا۔ ایک تو ہم نے چون سے لیکر کے کوئی تک بیس سے تینیں مرتبہ یہ ثبوت دینا پڑتا ہے کہ ہم پاکستانی ہیں ہر چیک پوٹھ پر اور انہی چیک پوٹھوں سے یہ سارے ڈاکو چور فلاناں فلا ناں وہ عزت کے ساتھ اسلحے کے ساتھ گزرتے ہیں جناب اسپیکر! اس کے علاوہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے۔ کہ ہم کھانے پینے کی کوئی بھی چیز اپنے ضلع میں نہیں لے جاسکتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کے لئے پرمٹ۔ مرغی سے لیکر دال تک آٹے وغیرہ سب کے لئے پرمٹ لینا پڑتا ہے۔ اس کے خلاف میں نے ہائیکورٹ میں بھی کیس کیا تھا انصاف میرے ساتھ یہی ہوا کہ اس کیس کو خارج کیا گیا۔ جناب اسپیکر!

نیشنل ہائی وے روٹ ہے جنگل پیر علیزئی سے قلعہ عبداللہ بازار تک بالکل آپ خود جا کر دیکھ لیں

نمیشل ہائی وے اتحارٹی کے روڈ پر لوگ ڈاکو چور سپیڈ بریکر گاتے ہیں۔ یہ تو لازمی بات ہے سپیڈ بریکر لگاتے ہیں۔ اس پر لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے ساتھ جو حشر ہوتا ہے۔ وہ تو دیکھا ہے ایک دوسرا مسئلہ جناب اسپیکر! وہ یہ ہے کہ کوئی نہ سے چن تک ہمارے چیک پوسٹ جو ہے میں ہے اور کوئی نہ سے انڈیا کے بارڈ ریک ایک چیک پوسٹ ہوتی ہے۔ آخر ہم اس ملک کے شہری ہے ہمارے اپنے حقوق ہیں بیس سال سے ہمارے ساتھ یہ ظلم ہوا کہ آٹھ دس لاکھ کی آبادی کو ہمارے اوپر تھوپا گیا اس کے بد لے میں جو جنگل ہمارا وہاں ضلع میں تھا جو ہم تو تین سو سال کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ جو ہمارے وسائل تھے انہوں نے دس پندرہ سال میں اس کو تباہ کر دیا اب تو پوزیشن یہ بنی ہے۔ ہمارے ضلع کو چلانے والے بھی تقریباً یہی لوگ بن گئے ہیں۔ جوان واقعات میں شامل ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے ضلع کا سب سے دوسرا بڑا مسئلہ جو ہے میرے خیال میں آپ بھی دیکھ لیں گے یہ پورے ایوان اور اس کے توسط سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چن شہر کی آبادی جو تقریباً چار پانچ لاکھ کی آبادی ہے چن شہر سے پھر چالیس کلومیٹر پر شالا باغ کے علاقے میں دس پندرہ سال سے ایف سی والوں نے قانون راجح کیا ہوا ہے شالا باغ چیک پوسٹ پر دس بجے سے لیکر صبح سات بجے تک کوئی بندہ نہیں جاسکتا ہے۔ تو آپ اندازہ لگائیں کہ چار پانچ لاکھ چن شہر کی آبادی اور ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ کی آبادی اگر کوئی مریض آتا ہے۔ اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی ایکسٹینڈ ہوتا ہے اس کے لئے گنجائش نہیں کوئی دوسرا واقعہ ہوتا ہے اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں پھر تو ہمیں پتہ ہے اس چیک پوسٹ پر رات دس بجے کے بعد کیا تماشہ ہوتے ہیں۔ خالی انہوں نے یہ کیا ہے کہ ایم پی ایز منسٹر زسینٹر ز کو اجازت دی ہوئی ہے اگر آپ چیک پوسٹ پر آ جائیں اور کہہ دیں کہ میں منسٹر ہوں وہ آپ کے لئے چین کھول دیتا ہے ورنہ آپ خود اندازہ لگائیں یہ ہمارے NHA کی روڈ ہے چن سے لیکر کوئی تک یہ چوبیس گھنٹے سروں کے لئے بنی ہوئی ہے۔ جس کا بارڈ ریکھی افغانستان کے ساتھ لگا ہوا ہے اگر آپ ایک روڈ کو بارہ گھنٹے کے لئے بند کر دیتے ہیں۔ اور چوبیس گھنٹے کی جو ٹریک ہے اس کو پھر آپ بارہ گھنٹے کر دیتے ہیں۔ اس میں ہزاروں واقعات ہمارے ساتھ ہوئے۔ جناب اسپیکر! سارے شہر کو پتہ ہے سب لوگوں کو پتہ ہے۔ کہ اگر آپ کسی شادی کی تقریب میں جاتے ہیں۔ یا کوئی مریض آپ کے ساتھ ہے۔ اگر خدا نخواستہ کوئی دوسرا واقعہ ہے

چیک پوسٹ پر آپ نے بارہ گھنٹے گزارنے ہیں۔ اور بارہ گھنٹے کے بعد آپ کو اجازت مل جاتی ہے صبح سات بجے ہوتے ہی جناب اسپیکر! ایک ملک کے اندر چالیس کلومیٹر میں آپ اپنے عوام کو یہ سہولت نہیں دیتے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں شالا باغ چیک پوسٹ پر ہر چیز چیک کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر یہ سہولت ہونی چاہئے پورے ملک میں آپ دیکھ لیں کوئی ایسا ضلع نہیں ہے۔ جس میں چالیس کلومیٹر میں کسی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ آپ اس میں نہیں جاسکتے ہیں جناب اسپیکر! اب دوسرا مسئلہ ہمارے ضلع میں یہ کہ جب ایک طرف تو آپ نے چیک پوسٹ بنائی ہوئی ہے اور رات دس بجے کے بعد کسی کو نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ ۱۳۰ already پورے ضلع میں چیک پوسٹیں ہیں۔ جتنے بھی ایم پی ایز یہاں بیٹھیں ہوئے اس اسمبلی میں بشویں ہمارے چیف منستر کے آپ کسی سے بھی پوچھ لیں۔ کسی کے ضلع میں چھ چیک پوسٹ سے زیادہ ہے۔ معلوم نہیں کہ ہم نے کون سا جرم کیا ہوا ہے۔ اتنا بڑا ڈرامہ ہمارے ساتھ پچھلے دس سال سے ہو رہا ہے۔ اخبار میں آ جاتا ہے کہ ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ میں اتنا ٹن اسلحہ پکڑا گیا ہے۔ ملزم فرار۔ دس سال کاریکار ڈاپ دیکھ لیں دس سال میں ایف سی، لیویز اور بی آر پی پولیس یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ضلع قلعہ عبداللہ میں اتنا اسلحہ پکڑا ہوا ہے ٹن کے حساب سے دس پندرہ ٹس ہزار ٹن اسلحہ انہوں نے پکڑا ہے۔ یہ سارا فراؤ ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ سارے افغان جنگ کے باقیات ہیں جو کیمپس وہاں موجود ہیں پورے اسلحے ڈرگ ما فیا کو یہ کہا گیا ہے کہ جو تم نے کرنا ہے وہ کرو مگر کمائٹ صاحب کے لئے ڈھونڈنا ہے پھر اس نے چھاپ لگانا ہے اور اس کے بعد کہتا ہے کہ سارے ملزم فرار ہو گئے۔ دوسری بات یہ ہے ڈرگ کے حوالے سے ہمارے ضلع میں پہلے تو میرے اپنے گاؤں میں کبھی بھی یہ نہیں سنا کہ گاؤں کا کوئی آدمی افیون پیتا ہے۔ اب ہمارے گاؤں میں پورے علاقے میں دو تین چار لوگ ہر گاؤں میں پیدا ہو گئے ہیں جو افیون پیتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر ہمارے ضلع کا پچھلے دس سال کاریکار ڈیکھ لیں تو لاکھوں کلو کے حساب سے انہوں نے چرس ہیر و ن اور افیون پکڑی ہیں۔ مگر ملزم کوئی نہیں پکڑا گیا یہاں گستاخان میں ایف سی کی چیک پوسٹ ہے اس سے دس قدم کے ساتھ وہاں پر چرس کی بھیاں بنی ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر: عبدالجید خان ظاہم کا ذرا خیال رکھیں۔ باقی دوستوں نے بھی تقریریں کرنی ہیں۔

عبدالجید خان اچنڈی: جناب اسپیکر! یہ بڑا ہم مسئلہ ہے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم کتنے نگ آچکے ہیں ان کے ہاتھوں۔ مطلب یہ کہ مرغی سے لیکر آٹے کی بوری تک پیسے دینے ہوتے ہیں اپنے گاؤں پہنچانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں ہے، ہم کہتے ہیں بالکل آپ اسلحہ پکڑیں، ہم آپ کیسا تھا ہیں اسلامگنگ کے سامان پکڑو، ہم آپ کیسا تھا ہیں۔ تحریک کاری میں کوئی ہے اس کے خلاف ہم آپ کیسا تھا ہیں۔ میں اس مسئلے کو اس اسمبلی میں اس لئے نہیں کہنا چاہتا ہوں کہ لوگ یہ کہیں گے کہ شاید وہ اپنے مخالفین کو کریش کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں میں اس فلور پر کہتا ہوں کہ خالی غیبزی اس میں ملوث نہیں اب سارے ضلع نے اس تالاب میں غوطہ لگایا ہوا ہے۔ آپ جنگل پیر علیزی سے لیکر چن تک جاتے ہیں۔ آپ کو پندرہ میں جگہ آرپی جی کے ساتھ کلاشنکوف کے ساتھ راکٹ لاچر کے ساتھ مسلح لوگ نظر آئیں گے۔ ایک بندہ بھی ایف آر نہیں کٹوارہ ہے ہمارے ہوم منسٹر اس دن فلور پر یہ کہہ دیا تھا کہ بندہ قتل ہوا مولوی شراف الدین لیکن اس نے ایف آر نہیں کٹوائی۔ لوگوں کی اب یہ حالت بن گئی ہے ہمارے ساتھیوں نے کچھ محنت کی میں یہ تراشے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس دن اسمبلی میں بحث کے لئے منظور ہو رہا تھا اس دن بھی ہم نے آپ کو کہا تھا کہ شام کا جواہر خارج تھا ہے اس میں یہ ہے کہ قلعہ عبداللہ میں ایک ہزار کلو چرس پکڑا گیا۔ اور صبح کے اخبار میں تھا کہ قلعہ عبداللہ میں یہ پکڑا گیا ہے۔ پھر تیسرا دن، ہم نے یہ کہا کہ یہ پکڑا گیا۔ پھر جب شام کا اخبار شائع ہو گا تو اس میں قلعہ عبداللہ کا ذکر ضرور ہو گا۔ جناب اسپیکر! یہ اخبار ہے کہ میزی اڈا کے قریب ایک شخص کو قتل کر دیا گیا چن پونین کو نسل کے ممبران کا بیان تھا کہ ضلع میں امن و امان کا مسئلہ خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے۔ چن کے قریب چرس برآمد ملوم گرفتار۔ اس میں ایک اور بھی ذکر کروں جنگل پیر علیزی کے حوالے سے ایک وفد آیا مولانا عبدالواسع صاحب کے پاس اور مولانا صاحب گورنر صاحب سے بھی ملنے گئے تھے۔ اور انہوں نے ایک شخص کا نام بھی لیا تھا۔ خان محمد کہ یہ کچھ کرا رہا ہے۔ چن سے کوئی تک جو گیو لڑی یقین چلتی ہے یا ٹیکسی اور بسیں چلتی ہیں کوئی ایسی بس و گین گاڑی نہیں جو بھتہ دیکر نہیں گزرتی۔ یہ NHA کی روڈ پر سب کچھ ہو رہا ہے جناب اسپیکر! چن میں ایف سی کا چھاپہ ۲۸۰ کلوگرام چرس برآمد گلستان اور قلعہ عبداللہ میں افیون کی فصل تنفس کی جا رہی ہے ہزاروں ایکڑ پر افیون کاشت ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! چن میں نامعلوم افراد نے

حملہ کے صوبائی وزیر صحبت کے بھائی کو زخمی کر دیا جناب اپسیکر! چمن پاک افغان بارڈر پر طیارہ شکن گنوں کی بڑی تعداد برآمد کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ جناب اپسیکر! چمن میں موڑ سائیکل چھین کر ملزم موڑ سوار کو زخمی کر دیا اور فرار۔ قلعہ عبداللہ مشتعل مظاہرین نے لیویز کی گاڑیوں پر پھراؤ کیا اور دو گاڑیوں کو نذر آتش کر دیا۔ جناب اپسیکر! ایک عجیب سامنہ ہوا ہے اور مضکمہ خیز ہے اور اچھا ہے کہ اس ایوان کو پتہ چل جائے۔ جو شخص ڈرگ ٹریننگ کر رہا ہے اور لیویز کی گاڑیاں جلا رہا ہے۔ یعنی کہ جوان چیزوں میں ملوث ہے۔ لیویز کی پوٹیں ہیں ایڈورٹائز ہوئی تھی ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ میں اور سب سے زیادہ نمبر میڈیکل واائز بھی اس کو ۱۰۰۰ افسوس نمبر دیا گیا اور فشن میں بھی اس کو ۱۰۰۰ افسوس دیا گیا ریس میں بھی وہ اول ہے ذہنیت یعنی سب سے زیادہ ہوشیار بھی تھا جس بندے کے خلاف انٹی نارکوٹیکس کے تقریباً ۱۵۰ یا ۲۰۰ کیسیز ایف آئی آر پڈی ہوئی تھی حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ اسی بندے کو سالدار لیویز کے لئے نامزد کر دیا گیا پھر ہم نے جا کر کے ڈی جی لیویز کو کہا کہ آخر آپ لوگ کو نسا پیغام دینا چاہتے ہیں لوگوں کو۔ یہ بندہ ان چیزوں میں ملوث ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! ایک دوسرا واقعہ ہے کہ چمن میں ویڈیو کی دکان کو آگ لگائی ہوئی تھی اس واقعہ میں تین افراد زخمی تین ڈاکو گرفتار چمن کے تاجریوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ چمن میں دو موڑ سائیکل چھین لی گئی ہے۔ قلعہ عبداللہ میں انغواد و بندوں کو قتل کیا گیا اور تین نوجوان زخمی ہو گئے جناب اپسیکر! چمن فرنٹنر کو نے ۷۰ کلوگرام چرس برآمد کیا ہے مگر کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور سملکرات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرار ہو گئے یہ پندرہ سال سے رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا رہے ہیں پندرہ سال سے قلعہ عبداللہ میں مسلح راہنماوں نے گاڑی چھین لی اور فرار ہو گئے جناب اپسیکر! مقصد یہ ہے یہاں پر تقریباً ہمارے پاس کوئی دو تین سوترا شے پڑے ہوئے ہیں اخبار کے۔ ایسا کوئی دن گزرتا نہیں ہے جسکے بارے میں ہمارے ضلع میں کوئی نہ کوئی کام ہوتا ہے دوسری جناب اپسیکر! مضکمہ خیز بات یہ کہ سیشن نج چمن پر جملہ کیا گیا اس نے ایف آئی آر کٹوائی کہ مجھ پر جملہ کیا گیا اور میرے آفس میں مسلح لوگوں کے نام بھی دیے ہیں اس کی کوئی گرفتاری نہیں ہوئی جناب اپسیکر! ابھی جنگل پیر علیزی میں ایک بندہ کو کپڑا گیا اور اس کے ساتھ انہوں نے کچھ را کٹ لانچر کی گولیاں اور وہ رکھی ہے بندے کا نام ہے نور محمد اور ایک دوسرے ساتھی علاؤ الدین جو بعد میں فرار ہو گیا تھا رساںدار لیویز نے کورٹ میں یہ اسٹینٹ دیا تھا دس دن پہلے پشین کی

عدالت میں کہ بابا یہ بندہ جو آپ لوگوں نے پکڑا ہوا ہے اس کے ساتھ میں نے کوئی اسلحہ نہیں پکڑا ہے جناب اسپیکر! تین ڈپٹی کمشنز جناب! مختصر کر رہا ہوں ڈاکٹر ثاقب عزیز ہمارا ڈپٹی کمشنر تھا اس کو جنگل پیر علیزی میں پکڑا مارا پیٹا اس کی قیص اتاری گئی اس کے لیویز سے بندوق لے گیا اس نے آ کے چیف سیکرٹری کو روپورٹ کی اس نے کہا کہ ایک چیز ہو سکتی ہے میں آپ کو ڈر انسفر کرتا ہوں، علی زہیر ہزارہ آج کل میرے خیال میں قلعہ سیف اللہ میں ڈی سی او ہے اس کو قلعہ عبداللہ بازار میں پکڑا ڈپٹی کمشنر تھا اس سے بندوقیں لے گئے اور اس کو مارا گیا ایک ہمارا دوسرا استینٹ کمشنر تھا گلستان کا اس کونورک سلیمان خیل کی حدود میں انغو اکر کے گولی مار دی گئی اختر جان اس زمانے میں چیف منستر تھے تحصیلدار کو وہ کر رہے ہیں کوئی ایف آئی ارکاٹ نہیں رہا ہے اور دوسری بات تو چھوڑ دیں اس دن ہوم سیکرٹری بھی بیٹھے ہوئے تھے ہوم منستر بھی یہاں بیٹھا ہوئے تھے ایک بندہ عبدالستار ولد عبدالحیات ہے وہ ہمارے مخالفین میں سے نہیں ہے شاید یہ تاثر بن جاتا ہے کہ جب ہم کھڑے ہوتے ہیں تو ہم اپنے مخالفین کو کریش کرنے کے لئے کرتے ہیں عبدالستار کے خلاف قتل کے خلاف نو مقدمے سیشن عدالتوں میں چل رہے ہیں اور وہ ڈسٹرکٹ کوئٹہ جل میں قیدی تھا اس کے باوجود داس کو رہا کیا گیا جناب اسپیکر! جب یہ سب کچھ ہوتا رہیا تو کیسے چلے گا اب ہماری ایک ریکویسٹ ہے کبھی کبھی تو ہمارے ایک ساتھی اگران کے ضلع میں قتل بھی ہو جائے تو اس کا بڑا وہ کر لیتے ہیں یہ فخر کی بات ہے اب ہمارے ساتھ اتنی زیادی ہو رہی ہے اگر گورنمنٹ کا یہ خیال ہے کہ میرے قبیلے والے کر رہے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ان کو بھی آپ کریش کر دیں ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ شالا باغ چیک پوسٹ کا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں ہمیں چوبیں گھنے فیصلیزیل جائیں اور ایک سر ان کی پ جو ہے یہ ہماری آبادی سے دور ہے لیکن ابھی بھی رفیوجیز رہ رہے ہیں ہمارے ان دو کیمپوں کو یہاں سے شفت کر کے kindly یہ ایمانداری کی بات ہے جناب اسپیکر! اس ایوان کا ہمارے ضلع اور ہمارے پورے صوبے پر احسان ہوگا ہم کو یہاں بتا دے کہ کوئٹہ میں کوئی بھی آدمی جو جرم کرتا ہے اس کے لئے سب سے بہترین جگہ ہمارے وہ دو کیمپوں ہیں ایک جناب اسپیکر! ویسے بھی ہمارے سی ایم صاحب کا اسٹینٹ آیا تھا کچھ میں پہلے کہ کوئی نو گو ایریا ملوچستان میں نہیں رہیا جناب اسپیکر! کوئٹہ شہر میں بھی یہ صورتحال ہے بھتے وصول کیے جا رہے ہیں مطلب نام میں نہیں لینا چاہتا ہوں کوئی

شہر میں لوگ جا کر کے لوگوں کو پکڑتے ہیں اس سے اپنا حصہ لے رہے ہیں کوئی شہر کے اندر اور یہ ہمارے کیمپس ہیں اس سے ہماری جان چھڑا دے یہ آپ لوگوں کی بھی مہربانی ہوگی اور اس ہاؤس کی بھی ہوگی شکریہ!

جناب اپنے صاحب اور جام صاحب کے کچھ کہیں گے۔ امبروز جان فرانس صاحب!
امبروز خان فرانس اور ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب اور ٹائم ہے ٹولی چالیس منٹ تو ان چار کے بعد لاست میں پھر حافظ صاحب اور جام صاحب کچھ کہیں گے۔ امبروز جان فرانس صاحب!

امبروز جان فرانس: شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے بارکت نام سے جو بڑا حم کرنے والا ہے۔

جناب اپنے صاحب اور جام صاحب کے کچھ کہیں گے۔ امبروز جان فرانس صاحب!
اجلاس کیا خیال ہے آپ کا، پندرہ منٹ نماز کا وقفہ کر دیں۔ جمالی صاحب بھی ہیں اس کے بعد فوراً اجلاس شروع کریں گے۔ دو بجکر دس منٹ پر نماز کا وقفہ ہو گیا۔

(اجلاس کی کارروائی دوبارہ دو بجکر چالیس منٹ پر جناب اپنے صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی)

جناب اپنے صاحب اور جام صاحب کے کچھ کہیں گے۔ امبروز جان فرانس صاحب!
پورا نہیں گھنٹی بجائی جائے۔

(کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب اپنے صاحب اور جام صاحب کے کچھ کہیں گے۔ امبروز جان فرانس صاحب!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج: شکریہ جناب اپنے صاحب! پنڈت لال جواہر نہرو نے کہا تھا کہ پاکستان میں جتنے وزیر اعظم بدے جاتے ہیں اتنے تو ہندوستان میں دھوتیاں نہیں بدی جاتیں۔ جناب اپنے صاحب! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعظم جتنے بدے لے گئے ہیں انہیں ہمارے حالات سے کوئی خبر نہیں ہیں جب ایک نیا وزیر اعظم آتا ہے ابھی وہ کچھ لینے کے ایکشن ہوتا ہے کہ وہ دوسرا وزیر اعظم آ جاتا ہے اسی طرح اگر ہم پر یہ ڈینٹ کو دیکھتے ہیں تو اسے اپنے امریکہ کے دوروں کے علاوہ اور کچھ دیکھائی نہیں دیتا ہے تو ہمارے صوبے کو یا ہمارے اس علاقے کو یا ہمارے غریب عوام سے کسی کا کوئی لینادینا نہیں ہے اسی لئے جناب اپنے صاحب! ہم صوبائی خود اختیاری کی بات کرتے ہیں مرکز کو ہمارے مسائل سے کوئی

لینا دینا نہیں ہے مرکز کو اگر لینا ہے تو ہمارے وسائل سے لینا ہے تو جب ہم بات کرتے ہیں صوبائی خود اختیاری کی تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمام اختیارات ہمارے صوبے کو دیا جائے تاکہ ہم حقوق اختیارات کا صحیح طریقے سے استعمال کر سکیں اب جناب اپنے صاحب! یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ جو سب سے بڑا حالیہ مسئلہ ہوا کوئی میں اس میں کتنے لوگ مارے گئے کتنے بے گناہ لوگوں کا خون بھایا گیا کتنے معصوم بچے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے کتنی ماوں کے بچے چلے گئے اور کتنی عورتیں بیوہ ہو گئیں ان سب کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں اور آج خوشی اس بات کی ہے کہ جام صاحب بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اور آج بھی وہ ہماری باتیں توجہ سے سن رہے ہیں جناب اپنے صاحب! یہ جو حالیہ واقعات ہوئے ہیں اس میں تقریباً ڈھائی سو سے زیادہ افراد قتل ہوئے ہیں پہلے مائیں اپنے بچوں کو کہتی تھیں کہ جاؤ بچے نماز پڑھو آج وہی مائیں اپنے شوہروں کو اور بچوں کو کہتے ہیں کہ مسجدوں اور امام بارگاہوں میں نہیں جانا جلدی سے گھر آ جانا کہیں ایک ڈیڑھ بجے ہو جاتے ہیں تو بیویوں کو یہ فکر لگ جاتی ہے کہ کہیں شوہر مسجد یا امام بارگاہ تو نہیں چلا گیا کہیں ان کے بچے نماز پڑھنے تو نہیں چلے گئے اور میں یہاں سے اپنے والد کو ٹیلی فون پر کہتی ہوں کہ دیکھنا بابا نماز پڑھنے تو نہیں جانا گھر پر نماز پڑھ لینا حالات ہمارے اگر دیکھا جائے تو اس حد تک ہو گئے ہیں کہ اب ہم خود یہ کہنے لگے ہیں اپنے باپ کو اپنے بھائیوں کو اپنے بچوں کو اپنے شوہروں کو کہ نماز اور عبادت کے لئے عبادت گاہوں میں نہیں جاؤ اور گھروں میں عبادت کرو۔ جناب اپنے صاحب یہاں پر جس بچی کا ذکر کیا گیا (ماریہ کا) تو دیکھا جائے کہ اس کے پیچھے کو نے عوامل تھے اس بچی کے باپ کا کہنا ہے کہ میں خود اس ڈی الیس پی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری بچی کوئی ڈھائی گھنٹے سے گھر میں ابھی تک نہیں آئی ہے تو ڈی الیس پی نے کہا کہ تم دیکھنیں رہے ہیں کہ میں اس ٹائم سویا ہوا ہوں میرے سونے کا ٹائم ہے مجھے ڈسٹرپ نہیں کرو اسی طرح وہ آگے بڑھتا چلا گیا الیس پی اور ایسے بہت سے پولیس کے پاس لیکن کسی نے اس کی مدد نہیں کی جب بچی کی لاش گھر آتی ہے اور اس کے ساتھ یہ تشدید کا واقعہ ہوتا ہے تب ہم سوچتے ہیں کہ یہ کیا ہو گیا ہے اب پولیس جہاں پر جیسے میرے بھائیوں نے کہا کہ اے ایریا اور بی ایریا ہم نے بی ایریا کو اے ایریا میں تو convert کر دیا لیکن ہم نے اس کے عوامل نہیں دیکھے ہم نے وہ واقعات نہیں دیکھے کہ یہ واقعات تو لیویز کے ایریا میں تو ہو ہی

نہیں رہے تھے لیویز کے ایریا میں یہ واردات کم ہو رہے تھے پولیس یہاں پر زیادہ involve تھی اور اگر دیکھا جائے جناب اسپیکر صاحب! لیویز کے پاس نفری بھی کم ہے ان کی مراعات بھی کم ہیں ان کے پاس بندے بھی کم ہیں یہاں پر پولیس کی مراعات بھی زیادہ گاڑیاں بھی زیادہ ہیں اور ٹریننگ بھی دی جاتی ہے اور ان کے پاس علاقے بھی کم ہیں اور یہاں پر ان کے پاس علاقے بھی زیادہ ہیں تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لیویز جو ہے وہ یہاں کے قبائلی علاقوں کو زیادہ بہتر جانتی ہے اور پولیس سے زیادہ جو ہے وہ یہی کے رہنے والے ہیں پولیس باہر سے لائی جاتی ہے ایفسی باہر سے لائی جاتی ہے جیسے کہ میں نے وزیر اعظم کا کہا اور صدر کا کہا کہ وہ تو وزیر اعظم بننے میں لگے ہوئے ہیں صدر اپنے دوروں میں لگا ہوا ہے تو یہاں پر جو بھی آئی جی تک آتا ہے جو بندہ بھی آتا ہے بلوچستان کے ساتھ زیادتیوں کے ساتھ حد ہو گئی ہے کہ جو بھی بندہ ہے وہ باہر سے لایا جاتا ہے اس سے ہمارے لوگوں سے کیا لینا دینا اسے تو ہمارے لوگوں کا یہ بھی پتہ نہیں ہوتا ہے کہ یہ جو ہے ڈاکٹر شمع آئی ہے سیکرٹریٹ میں یا کوئی اور بندہ ہے اسی طرح اگر ہم آئی جی کے پاس جاتے ہیں تو پہلے پورا اپنا یافرنس دیتے ہیں بتاتے ہیں کہ ہم یہاں سے ہیں وہاں سے ہیں اسے ہمارے علاقوں کا بھی کوئی پتہ نہیں ہوتا۔

جناب اسپیکر: میدم آپ بیٹھیں۔ کورم کا مسئلہ پیدا ہوا، کورم پورا ہو گیا، جی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! ہم نے دیکھا کہ حالیہ دوروں میں کوئی اور خضدار میں جو حالات ہوئے جو لوگ مارے گئے غریب لوگ اسی طرح ہم نے عبد الکریم شاہوی کو دیکھا جو کہ پولیس کے تشدد کا نشانہ بنا پولیس نے گھر سے اس کو نکالا پیروں پر گولی ماری اور پھر اسے جان سے مار دیا پولیس کون ہوتی ہے کسی کی جان لینے والی۔ یہاں پر جناب اسپیکر صاحب! ہم نے دیکھا کہ فرنٹیئر کو جس کا کام ہم سب جانتے ہیں کہ بار ڈرز پر ہے جس طرح آرمی کا ہے کہ وہ ہماری سرحدوں کی حفاظت کرے اور آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری سرحدیں محفوظ ہی نہیں رہی ہیں کہ جب ایک جزل پار لیمنٹ میں ہوتا ہے جب ہماری آرمی پار لیمنٹ میں آ جاتی ہے جمہوریت نام کی کوئی چیز ہی نہیں رہتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فرنٹیئر کو اپنے کاموں سے ہٹ کر دوسرے کاموں کی طرف آتی ہے تو ہماری سرحدیں محفوظ نہیں رہتی ہیں اسی طرح ابھی حالیہ کچھ دنوں میں پنجاب نے خود کہا ہے کہ اڑھائی گھنٹے انڈیا کے

ہیلی کو اپر ہماری سرحدوں پر رہے اور چلے گئے اور انڈیا نے کہا بعد میں کہ ہم بھول گئے تھے یہ پاکستان ہے ہم کہیں اور گئے تھے جناب! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہماری آرمی اپنے کاموں سے ہٹ کر دوسرے کاموں میں لگتی ہے تو ہمارے علاقوں میں یہ حالات ہوتے ہی رہیں گے اور یہ خون خرابے ہوتے رہیں گے اور اس خون خرابے کے ذمہ دار کو نسے عوامل ہیں ہمیں ان کے پیچھے جانا چاہئے دیکھنا چاہئے اور حالیہ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ روزانہ بم دھماکے ہو رہے ہیں گواہ میں اگر ایک بم دھماکہ ہوتا ہے تو ایک غریب کو کپڑا جاتا ہے کہاں سے کپڑا جاتا ہے مکران سے کپڑا جاتا ہے تربت سے کپڑا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جو ہماری غلط پالیسیاں افغانستان میں ہوئی تھیں آج ہم ان پالیسیوں کی وجہ سے رورہے ہیں انہیں القائدہ کے نام سے کپڑا جا رہا ہے جس بچنے والٹھی رکھی ہوتی ہے اسے کپڑا جاتا ہے تو جناب اسپیکر! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان عوامل کو روکا جائے یہ غلط پالیسیاں روکی جائیں اور ہمارے جو بلوجتان میں بے روزگاری اور غربت کی وجہ سے یہ روز بروز حالات پیدا ہوتے جا رہے ہیں جس طرح سے پروجنکٹس بند ہو رہے ہیں اور وہاں سے بے روزگاری آتی جا رہی ہے جوان لڑکے بے روزگار ہوتے جا رہے ہیں میں بند پڑی ہیں جیسے میں نے پہلے بھی کہا کہ سیندک پراجنکٹ لیزر پر چائینیا نے تو لے لیا ۵۰ فیصد چائینیا لے جا رہا ہے ۳۸ وفاق لے جا رہا ہے صرف ۲ فیصد بچتے ہیں کیا اس سے بلوجتان کی بے روزگاری اور غربت ختم ہو سکتی ہے میں نہیں سمجھتی۔ تو جناب اسپیکر صاحب! یہ جو ہماری غلط پالیسیاں تھیں اسی وجہ سے بلوجتان میں یہ حالات رونما ہوتے جا رہے تھے ہمارے بچے ہیر و نکار ہوتے جا رہے ہیں ہمیں ان عوامل کو روکنا چاہئے آج ایک بندہ خودکش حملہ کرتا ہے تو اس کے پیچھے کون سے ایسے عوامل ہیں کیا وہ خوشی خوشی یہ کام کرتا ہے نہیں اس کے پیچھے غربت اور بے روزگاری ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: ذرا مختصر کریں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق: تو جناب اسپیکر صاحب! میں یہاں یہ بتانا چاہوں گی کہ ڈیرہ بلڈی میں خواتین کے ساتھ ایک تو ان کی بے حرمتی اور اون کے ساتھ فائزگ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بلوجتان ایک ایسا علاقہ ہے جہاں خواتین میڑھ کے لئے جاتی ہیں تو بڑا قتل بھی معاف ہو جاتا ہے اپنادوپہ اگر وہ رکھتی ہیں تو وہ قتل بھی معاف ہو جاتا ہے یہاں پر بخبر زہماری خواتین کے ساتھ وہ سب کچھ کر رہے ہیں جس کا انہیں کوئی

حق نہیں ہے۔ آر میں یہ کہوں گی کہ۔

زبان پر قفل لگی ہے تو کیا کہہ رکھتی ہے کہ ہر حلقة زنجیر میں زبان میں نے
متاع لوح قلم چھن گئی تو کیا غم ہے خون دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے

جناب اسپیکر: او کے مہربانی فرح عظیم شاہ!

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب! میں نے نام نہیں دیا۔

جناب اسپیکر: آپ لا اینڈ آرڈر میں حصہ نہیں لیں گی؟ یہ تو آہم مسئلہ ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب! میرے پاس کوئی پوائنٹ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: امبروز جان فرانس!

امبروز جان فرانس: بہت شکر یہ جناب اسپیکر! اس لئے کہ نمبر میرا ہی تھا تو آپ نے مجھے اس مشترک
تحریک پر بولنے کا موقع دیا۔ جو امن و امان کے حوالے سے ہے اور امن و امان قائم کرنے پر ہم نے باہم
صلاح مشورہ کرنا ہے نشاندہی تو میرے ساتھیوں نے بہت اچھے طریقے سے کی ہے ہمارا صوبہ ایک روایتی
صوبہ ہے جس کو امن کا گھوارہ کہا جاتا ہے اور خاص کر ہمارے اس شہر کو جب اس طرح کے حالات ہوئے
تو اگر آج ہم یہ کہیں کہ حکومت ناکام ہو گئی اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ناکام ہو گئے یہاں پر میں
بر ملا کہوں گا کہ جرم کا ارتکاب جو ہے بے ورزگاری سے ہوتا ہے کم تعلیم کی وجہ سے ہوتا ہے ہماری حکومت کا
سب سے جو بڑا کام ہے آپ کہہ سکتے ہیں جرم۔ اور جو توجہ دی ہے وہ تعلیم پر دی ہے کیونکہ تعلیم کے ذریعے
ہم علم کی آگاہی لانا چاہتے ہیں تاکہ لوگ آگاہ ہوں۔ یہاں کے لوگ پھر اپنے لوگوں کو نہیں ماریں گے
آس پاس بھی نظر رکھنی ہے کہ ہمارے ملک میں ہمارے شہر میں صوبے میں کن لوگوں نے مداخلت کی ہے
کس طریقے سے کیا جا رہا ہے دہشت گردی جس طریقے سے بڑھ رہی ہے کیا ہمارا شہر یا ہمارا صوبہ اس کی
لپیٹ میں ہے پوری دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے اور اس لعنت سے دنیا کا کوئی چھوٹا بڑا ملک محفوظ
نہیں ہے جہاں بے گناہ لوگوں کا خون نہ بھایا جا رہا ہوا گرہم یہ کہتے ہیں کہ سارے اس میں ناکام ہوئے
ہیں آج اس طریقے سے دہشت گردی کا عمل چل رہا ہے کہ ایک چھوٹے بچ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے
کہ وہ ایک چھوٹا بچہ جو ہے ایک خودکش حملے سے ہزاروں لوگوں کو لقمہ اجل بنادے تو ہم کہیں گے کہ نہیں

اس طرح سے۔ جہاں ہم اداروں کی بات کرتے ہیں وہ تو گولی کھاتے ہیں صرف وردی کی بنا پر اگر ہم اس وردی کے نیچے دیکھیں تو وہ بھی ہماری طرح گوشت پوسٹ ہے وہ مجبور ہوتے ہیں جب تک ان کو آرڈر نہ ملے گولی چلانے کا اور کھاتے ہیں گولیاں۔ اور ہم نے اپنے ریلوے شیشن پر دیکھا وہ بھی کسی کے بھائی ہیں کسے کے بیٹے ہیں لاشیں جاتی رہیں۔ لیکن یہاں پر ہم کہیں کہ اس طریقے سے ہورہا ہے لا اینڈ آرڈر ہم سب کا مسئلہ ہے کہ اس میں امن و امان قائم ہو ہم یہ کہیں اس طریقے سے کوئی بھی آدمی جرم نہیں کرتا۔ بے روزگاری میں وہ خود کشی بھی کرتا ہے ہم نے اگر لڑنا ہے آواز بلند کرنی ہے تو ہم غربت کے خلاف کریں بے روزگاری کے خلاف کریں یہ ہمارے مسائل کے حل ہیں ہمیں امن و امان قائم کرنے کے لئے لا اینڈ آرڈر کے مسئلے کو ختم کرنے کے لئے سب کو آپسمیں متفق ہونا ہے۔ کہ ہم کہیں یہ ادارے جو ہیں اس طرح سے کر رہے ہیں، ہم فوج کو لے آتے ہیں جب کوئی سیالب آ جاتا ہے عوام بے بس مجبور ہو جاتے ہیں دوسرے ادارے فوج کو بلا واس وقت تو ہم اس کو appreciate کر دیتے ہیں جب وہ ہماری سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ دور تھا جب بگل بجا کر جنگ لڑی جاتی تھی عوام کو محفوظ رکھا جاتا تھا پھر اس کے بعد بار ڈر کی جنگ ہوئی اور پھر ایسے دہشت گرد لوگ ہیں ایسی ایسی ٹینکیں کیل با تین آتیں انہوں نے کہا کہ بابا آپ لوگ تو پاگل ہو یہ کیا کر رہے ہو آج کل ایک جدید جنگ ایجاد ہوئی ہے کہ جہاں پر آپ نے جنگ کرنی ہے اس میں آپ اپنی تقریر پھیلادیں لوگوں کو آپس میں لڑادیں کامیاب جنگ کا طریقہ ہے افسوس کی بات ہے اس جدید جنگ کو ہم لوگ سمجھ ہی نہیں پائے کہ ہم لوگ کس طرح سے کر رہے ہیں اور خود ہم یہ دعوت قبول کر رہے ہیں اور پھر ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ ہورہا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم ترقی کی طرف چلیں تعلیم کی طرف چلیں کیونکہ کوئی بھی پڑھا لکھا آدمی جو ہے وہ اتنی آسانی سے جرم کا ارتکاب نہیں کرتا ہمیں چاہئے ہم عوامی نمائندے ہوتے ہوئے اپنے عوام کو تعلیم سے روشناس کرائیں اور یہ آگاہی ان میں پیدا کریں تاکہ جرم کا ارتکاب یہاں ختم ہو۔ جس طرح سے نشیات کا ہے نشیات والے کسی کے رشتہ دار نہیں ہیں کہ نشیات کی روک تھام ایسے ایسے لوگ ہیں کہ جب ہم نے سول ہسپتال میں پوچھا کہ ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہا کہ کوئی ڈسٹرکٹ جیل سے ان کو لائے ہیں کہ وہاں پر قانون نافذ کرنے والوں نے پابندی لگائی ہے کہختی سے تلاشی ہو کیونکہ بڑے بڑے نشے لے جاتے ہیں تو انہوں نے یہاں

ایک جنگی درخت ہے اس کی پھلیاں پیس کر سگریٹ میں بھر کر پینا شروع کر دی تو ان کی چیست خراب ہو گئی آپ بتائیں کس طریقے سے قابو پایا جائے کہتے ہیں کہ ادارے ناکام ہو گئے ہماری دعا ہے ادارے اور ہم سب ساتھ مل کر چلیں اور اپنے شہر کو پر امن بنائیں ایک مثالی شہر بننے اور ہمارا صوبہ ایک مثالی بننے اس طرح سے ایک مثالی اور امن کا گھوارہ بننے۔ شکریہ!

جناب اپسیکر: عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب! کتنا کم ہے۔
عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب! کتنا کم ہے۔

جناب اپسیکر: دو گھنٹے بحث ہوتی ہے اب صرف ٹوٹل ۲۰ منٹ باقی ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: شکریہ جناب اپسیکر! جو تحریک التو ہے اتنے وقت میں سمیٹا نہیں جاسکتا۔

جناب اپسیکر: تو میں رائے لے لوں گا تھوڑا سا ٹائم بڑھانے کے حق میں ہاتھ اٹھائیں
(تھوڑا سا ٹائم بڑھاتا ہوں)

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: شکریہ جناب اپسیکر! law and order کے حوالے سے جو قرارداد ہے پھر اس میں ایک دو مخصوص علاقوں کے اور واقعات کا جو ذکر تھا قرارداد کے حوالے سے جناب اپسیکر!
law and order کی جو صورتحال بین الاقوامی ہے ملکی ہے اور پھر ہمارے صوبے میں ہے یہ سارے واقعات ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں جناب اپسیکر! ملک کے واقعات کو اگر ہم لیں گے جو کچھ ہو رہا ہے میں یہ کہونگا کہ ہماری غلط اور ناکس پالیسیوں کا نتیجہ ہے جس نے آج پورے ملک کو اندر سے الجالیا ہے جیسے کہ محترمہ نبھی اور دوسرے دوستوں نے بھی ان کی طرف اشارہ کیا کہ آج ہم خدا کے اس گھر میں جو غربیوں کے لیے اسلامی نقطہ نظر سے کہا جاتا ہے کہ غریب آدمی خانہ کعبہ روضہ رسول ﷺ پر نہیں جاسکتا وہ حج کی شرف حاصل نہیں کر سکتا تو اس کی ارمان تو ہو گی اس مسلمان کی حیثیت سے تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اس غریب کے لیے اس کی کلی کا مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کا کعبہ ہے آج ہم خدا کے گھر میں اس مبارک جگہ پر اس کعبے میں ہم محفوظ نہیں ہیں تو بنیادی طور پر جناب اپسیکر! یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑھے گا کہ یہ ہماری ماضی کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے اور آج کے حوالے سے اگر ہم بات کرتے ہیں دوستوں نے یہاں پر بات کی جناب اپسیکر! غیر قانونی کام چھوٹا آدمی

کرے یا بڑا آدمی کرے اس کام کو غیر قانونی ہی کام کہا جائیگا اور یہ غیر قانونی کام کے زمرے میں آئے گا اور ہستیری کا یہ حصہ بن جائے گا میں اس پر کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ایک آدمی جو ۲۷ اکروڑ انسانوں کی حق حکمرانی کو بزرگ بندوق غصب کر لیتا ہے تو کیا ہم نیچے والے ایک چور کو ہم اس کو کہیں کہ آپ اسکو پکڑو اس کو سزا دیں ایک آدمی بھوک کی وجہ سے ایک تندور سے روٹی اٹھا کر اس کے لیے سزا متن ہے اور ایک ایسا آدمی جو بیور کر لیسی میں ہو جو فوجی بیوکرو کر لیسی میں ہو سول بیوکرو کر لیسی میں ہو اور اس کی تخلوہ بھی معلوم ہے اس کی آمدنی بھی معلوم ہے اور وہ شان و شوکت سے بگلوں میں رہا ہو بنگلے بناتے رہے جائیدادیں بناتے رہے ہو اور خرید و فروخت کرتا رہا ہو ہم میں یہ جرأت نہیں ہے کہ اس آدمی کو گریبان میں ہاتھ ڈالے اور اس سے پوچھیں ہم اسکو نہیں کہہ سکتے ہیں اور اس بنیاد پر جو ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ شوق ہے معاشرے میں نفسیات بنی ہے یہ ہماری کرتوت کی وجہ سے یہ نفسیات بنی ہے ایک آدمی چور بن بیٹھا ہے اور ایک آدمی ڈرگ سے مغلنگ کر رہا ہے دوسرا آدمی اس سے بھی ناجائز کام کر رہا ہے تو یہ تمام چیزیں جو معاشرتی بیماریاں ہیں یہ معاشرتی بیماریاں میرٹ کو پامال کر کے اصولوں کی حکمرانی کو پامال کر کے جمہور کی حق حکمرانی نہ دینے کو آئین کو آئین کی جگہ نہ رہنے دینے کی وجہ سے یہ تمام برا ایساں ہمارے ہاں آچکی ہیں اور آج ہم برملا اس کی سزا تمام جگہوں پر بھگت رہے ہیں انٹرنشنل بھی ہم بھگت رہے ہیں اور یہاں تک جزل صاحب جہاں بھی جاتے ہیں اور چار جو نقطے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم پر یہ الزام ہے اور کہتا بھی ہے کہ یہ تمام الزامات درست بھی ہیں تو اگر یہ الزامات درست بھی ہیں جو ہم پر لگ رہے ہیں تو ہم دوسروں کے معاملات میں کیوں ٹانگ اڑائیں تو اسکے ساتھ ساتھ چونکہ امن و امان کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے جناب اپسیکر! میں اس میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ بعض علاقے میں نشاندہی بھی کرتا ہوں کہ بعض علاقے خصوصاً جن علاقوں میں عبدالصمد خان اچکزئی کے دور سے لیکر آج تک ہماری پارٹی کی strength ہے اس کو پورے صوبے اور پورے ملک کا سب سے بدترین بد امنی والا علاقہ بنالیا گیا ہے ہم کوئی گناہ نہیں کیے جناب اپسیکر! ہم سیاسی لوگ تھے ہم نے اس پورے صوبے کو ہم وہ لوگ تھے کہ اس تمام صوبے کو ہم نے پر لیں کے حوالے سے بنیادی طور پر لیں کا جوروں ہوا کرتا ہے ہم وہ لوگ تھے کہ یہاں اخبار کی بنیاد ڈالی، ہم وہ لوگ تھے کہ یہاں انگریز تھے ان کے خلاف سیاسی تحریک کی بنیاد ڈالی، ہم وہ لوگ تھے جو انگریزوں کے

خلاف جیل گئے تو کیا ان بالوں کی آج کی دنیا میں پاکستان بننے کے صوبہ بننے کے بعد آج ہمیں اس چیز کو ہماری جہد و جد کے نتیجے میں انگریز یہاں سے نکلا ہے اس ملک میں یہ سزا ہو کہ جہاں محمود خان کا گھر ہو جس ضلع میں وہ رہتا ہو جہاں سے وہ candidate بنتا ہو وہاں سب سے بڑی بدامنی جناب اپیکر! جام صاحب بیٹھے ہیں میں یہ کہنا چاہونگا کہ آپ نے اس روڈ پر اتنے چھین بنائے ہیں اور ہمارے اور آپ کے کوئی بہت بڑے فاصلے پر نہیں ہے ہم مارکیٹ میں جاتے ہیں دیکھتے ہیں کہ اتنی چھین بنانے کے بعد بھی کوئی کام نہیں ہے کیا کوئی کام کا ملک ہے اس کو ہمارے بازار برے پڑے نہیں ہے کیا ہم ان چھین کے ذریعے اس چیز کی روک تھام کر لی ہے اگر ہم نہیں کر سکتے ہیں تو پھر ہماری request ہے جناب جام صاحب سے واسع صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جتنا بھی مال جہاں سے بھی آئے ہم اس پر ٹیکس لگائیں اور قانونی طریقے سے اس کو چھوڑیں گورنمنٹ کی روئیوں ہو جائیں گی جہاں تک جناب اپیکر! آپ کے اس روڈ پر جتنے بھی چھین ہے یہ سارے چھین کتے ہیں خریدے جاتے ہیں مجھے ایک مہینے کے لیے لگاؤ اتنے پیسے لے لو دوسرا آتا ہے مجھے ایک مہینے کے لیے لگاؤ اتنے پیسے لے لو ہماری ایجنسیوں کے لوگ ہماری فورسز کیا کر رہے ہیں آپ کو بھی معلوم ہے سب کو پتہ ہے جناب اپیکر صاحب! ایک دن خفیہ طور پر آپ اور جام صاحب میرے ساتھ آ جائیں میں شیلا باغ والا چھین آپ کو دکھا دوں کہ وہاں خود آپ کو معلوم ہو گا کہ کیا ہورہا ہے جناب! وہاں سے تو شریف شہری گزر نہیں سکتے وہ ان کو گاڑی سے اتارتے ہیں اور تلاشی لیتے ہیں ان کے بچے اگر ان کے ساتھ تو بھی وہ چھین والے پروانہیں کرتے اور جب سملگروں کی گاڑیاں وہاں سے گزرتی ہیں تو وہ چھین کھول دیتے ہیں روڈ کے کھونے پر اسکا کمرہ ہے وہاں سے وہ لوگ نکلتے نہیں ہیں اور دن دھاڑے لوگوں سے اسلخے کے زور پر لوگوں سے گاڑیاں چینی جاتی ہیں اسکو آج تک کسی نے نہیں کپڑا ہے اور نہ ہی کپڑے سکتے ہیں جناب اپیکر! اگر قانون وہاں پر لاگوں ہے تو صرف اور صرف غریب عوام پر لاگوں ہے وہاں کے ڈرگ مافیا کے بارے میں تو خود آپ کو معلوم ہے۔ لہذا ان کو روکا جائے اور ملک میں جو بدامنی ہے ان کو دور کی جائے۔ شکریا!

جناب اپیکر: جی حافظ محمد اللہ صاحب۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اپیکر! کہ آپ نے مجھے اس اہم تحریک پر

بولے کا موقع دیا لیکن اس سے پہلے کہ ہمیں ان کے اہم نکات پر کچھ کہہ سکوں ایک نقطہ ہے اسکی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم ایک تحریک التواء و بحث کے لیے جب منظور کرتے ہیں خواہ ٹریشی بچوں کی طرف سے یا اپوزیشن کی طرف سے ہو سب یہی آواز اٹھ کے اس تحریک کو منظور کر کے دنیا کو اور صوبے کو یہ تاثر دیتا ہے کہ یہ پرانس اور بلوچستان صوبہ کا ایک اہم اور گھمبیر مسئلہ ہے لیکن جب امن کا میدان آتا ہے تو امن کے میدان میں ہم بہت پیچھے ہیں جب امن و امان کے حوالے سے یہ تحریک لائی گئی تو دونوں طرف سے ساتھی اٹھ کے اتفاق کے ساتھ اسکو منظور کرائے جائے لیکن آپ خود ایوان کو دیکھیں اب عملی میدان آیا ہے عملی میدان میں اپوزیشن کے دوست کتنے حاضر ہے اور ٹریشی بچوں کے کتنے دوست حاضر ہے تو اصل ستم ظریفی اور افسوس کی بات یہ ہے ایک چیز کو ہم ایک اہم پہلو ٹھہرا کے کرا کے اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اور پھر عملی میدان میں ہمارے دوست یہ ہے کہ ہمارے عمل سے اسی چیز کو اس اہمیت کو ہم ٹھس پہنچاتے ہیں تو میرے خیال میں ایسی تحریک جو بھی ساتھی لاتا ہے پہلے اس پر اتفاق کریں کہ اگر اس کو ہم نے اتفاق سے منظور کرنا ہے تو پھر اتفاق سے سب نے ایک دوسرے کا سننا ہے ایک دوسرے کی رائے کو نوٹ کرنا ہے لیکن ہمارے دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ یہ سلسلہ نہیں ہے یہ بہت بڑی کمزوری ہے جہاں کا امن و امان کا مسئلہ ہے جیسا کہ زیارت وال صاحب نے فرمایا کہ ایک ہے انٹرنشنل بین الاقوامی لیوں پر ایک ہے امن و امان نیشنل قومی لیوں پر ایک ہے امن و امان کا مسئلہ صوبائی لیوں پر صوبائی سطح پر آپ کو شاید معلوم ہو گا کافی وقت آپ کا بھی گزر چکا ہے سیاسی زندگی میں اور دو سال اپنیکر بھی رہا ہے ایک چیز ایسی ہے جو یہ ہے انسانی نظام اور خدائی نظام یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ انسانی نظام کی نسبت اگر خدائی نظام کے مقابلے میں آپ لیں تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے انسان کا بنایا ہوا نظام اس نظام کے مقابلے میں جو اللہ پاک نے بنائے پیغمبر ﷺ کے توسط سے ہمیں دیا ہے اسکے سامنے اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے اس کے باوجود یہی دونوں نظام کا ٹھکراؤ ہے دنیا میں ایک انسان کا نظام ہے ایک خدا کا نظام ہے اس کے باوجود جب ٹھکراؤ ہے اور ہر ایک کے پشت پر ایک قوت معزز کہ ہے اتنا ٹھکراؤ اتنی نفرت اتنا بوجھ ایک دوسرے سے اسکے باوجود اس کی بیج میں ایک قدر مشترک اور ما بین اشتراک ہے اگر وہ ہے تو وہ نقطہ ہے امن و امان کا سکون اور سلامتی کا ہے اگر آپ انسانی نظام انسان کا بنایا ہوا ڈھانچہ اٹھ کے دیکھیں

تو وہ بھی یہ کہتا ہے کہ مملکت کی بنیادی چیز امن و امان ہے سکون اور سلامتی تحفظ عزت تحفظ مال تحفظ چارو بیواری کی اگر آپ خدائی نظام کو اٹھائے تو اسکی بنیاد بھی یہی ہے مملکت یا مملکت میں جتنے بھی حصے ہیں ان کا دار و مدار امن و امان پر ہے اللہ پاک نے فرمایا (عربی) ترجمہ۔ امن بنیادی چیز ہے جو حکومت اور اقتدار اور مملکت کرنے کا انسان حق اس وقت رکھتا ہے جب اس خط پر اس سطح پر امن و امان برقرار ہو۔ تو یہ ثابت ہوا کہ خدا کا نظام اور خدا کا نظام کی جو بنیادی ترجیح ہے وہ ہے امن و امان اور انسانی نظام جو انسان کا بنایا ہوا نظام ہے اس کی ترجیحات میں امن و امان سب سے پہلے شامل ہے تو یہ ہے وہ قدر مشترک وہ مابین اشتراک یہ جو دونوں نظام کا ایک دوسرے کے ساتھ ٹھکراؤ ہے وہ آپس میں آ کے اس خط پر اتفاق کرتے ہے کہ امن و امان ہمارا اور آپ کا ایک متفقہ فیصلہ ہے ایک متفقہ مسئلہ ہے اب یہ امن و امان کہا سے خراب ہوتا ہے پہلے یہ ضروری ہے دستور یہ رہا ہے یہی حکومتوں میں ہم جب تاریخ دیکھتے ہیں جب امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے ان اسباب اور عوامل کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ وہ اسباب جن کی وجہ سے امن و امان خراب ہو چکا ہے پہلے ان اسباب کی نشاندہی کی جائے جب اسباب کی نشاندہی آپ کر کے پھر انہی اسباب کو سامنے رکھ کر انکے ہر پہلو کا جائزہ لیا جائے اسکے بعد اسکی جو اصلاح کے جو نکات ہیں اسکے لیے آپ قدم بڑھائیں تو میرے خیال میں یہ جتنی بھی امت گزری ہیں جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں جتنی بھی قومیں گزری ہیں انکی یہی صورت حال کے حل کرنے کا۔ جب ہم اسباب پر نظر کرتے ہیں امن و امان کیوں خراب ہوتا ہے ان کے اسباب کیا ہیں بنیادی و جوہات کیا ہیں ہم تاریخ کی کتابوں میں جب دیکھتے ہیں ۱۲۰۰ سال سے لیکر آج تک پیغمبر ﷺ کی روایات ہیں اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں تو ہمیں کچھ چیزیں نظر آتی ہیں وہ میں آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے رکھتا ہوں فساد، فتنہ خون ریزی، قتل اسکی بنیادی وجہ انسابنت کی تنگ نظری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرنا کسی بھی نام سے ہو بنیادی وجہ فتنہ اور فساد کا انسانیت کا تو ہیں یہی ہے دوسری وجہ مذہب کے نام پر ایک دوسرے کے خلاف توار اٹھانا اسکی وجہ سے فتنہ، فساد برپا ہوتا ہے خون ریزی اور قتل غارت گری ہوتی ہے تیسری وجہ جسکی وجہ سے امن خراب ہو جاتا ہے انہوں نے رنگ و نسل کے نام پر محترم کہ آرائی اور قوت دوسری قوت کے خلاف رنگ و نسل کو بنیاد بنا کے ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہوتا ہے ایک انسان دوسرے

انسان کا پیاسا ہوتا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ ایک طن اور علاقائیت کے نام سے جب پرچار ہوتا ہے تو ایک علاقے کے آدمی جب ایک علاقے میں رہتا ہے تو اس علاقے کے آدمی اسے برداشت نہیں کرتا اپنے علاقے میں کیونکہ اس میں ذہنیت اور علاقائیت کے محدود ذہن ہے تو فساد اور خون ریزی کی بنیادی وجہ ایک یہ بھی ہو سکتی ہے یہ نہیں کہتا کہ آپ قرآن پاک اٹھا کر دیکھیں پیغمبر ﷺ کی تعلیمات آپ اٹھا کر دیکھیں اس سے بڑھ کر بلکہ قرآن اور حدیث کو ہم سامنے رکھ کر کہتے ہیں تو لوگ یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی پرانی باتیں کرتے ہیں اسوسال پہلے کی باتیں کرتے ہیں وہی رجعت پسندی والی بات ہے قرآن اور سنت کو آپ ایک طرف احترام کے ساتھ رکھیں انسانیت کی تاریخ آپ دیکھیں انسانیت کی تاریخ میں جب علاقائیت نسل رنگ مذہبیت یہ تاثر جب بیچ میں آیا تو انسانیت مسلم امہ یہ پارہ پارہ ہو کر بکھر گئے میں تاریخ کی مثال آپ کیسا منے رکھتا ہوں خلافت عثمانیہ کتنی بڑی قوت تھی کیا وہ ایک قوت نہیں تھی روئے زمین پر؟ آج ایک سپر طاقت اپنے آپ کو کہتے ہوئے امن کا علم بردار بن چکا ہے جب خلافت عثمانیہ میں یہ نعرہ اٹھ کر کھڑا ہوا عجمی اور عربی کی تو سب سے پہلے تقسیم یہ آئی کہ عجم ایک طرف اور عرب دوسری طرف عجم میں فارسی بھی آتی ہے عجم میں ہم بھی آتے ہیں انڈیا بھی آتا ہے آپ کا ایشیاء کے جتنے بھی ممالک ہیں وہ سب آتے ہیں عرب میں پھر آپ دیکھیں پھر تقسیم ہوئی لبانی کے نام سے شام کے نام سے سوڈان کے نام سے لیبیا کے نام سے عراق کے نام سے دہاں جب تقسیم ہوئی مسلمانوں کے بیچ میں مختلف علاقویات وطنیت زبان رنگ نسل کی بنیاد پر ہوئی ہے آج بیس اور بائیس ممالک ہیں ان کے پاس ایک اسرائیل کا جواب نہیں ہے بلکہ میں اگر یہ آپ کو کہوں کہ دنیا کے جتنے بھی اسلامی ممالک ہیں ان کے پاس اسرائیل کا جواب نہیں ہے بنیادی وجہ کیا ہے ہم تقسیم ہو چکے ہیں یعنی الاقوامی یا ول پر آپ دیکھیں ہم عرب اور عجم میں تقسیم ہو چکے ہیں اس سے آ کر ملک میں آ جائیں عجم میں آ جائیں تو ہم پاکستانی اور ایرانی بن چکے ہیں اور بگالی بن چکے ہیں اور اس سے آ کر ہم اپنے ملک میں آتے ہیں ہم کس بنیاد پر ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ سندھ پنجاب کو نہیں مانتا ہے پنجاب سندھ کو نہیں مانتا ہے بلوچستان پنجاب کو برداشت نہیں کرتا ہے جب ہم بلوچستان میں آئیں گے بلوچستان میں دو قومیں ہیں جتنی بھی قومیں ہیں کیا وہ ایک دوسرے کو تبدل سے برداشت کر سکتے ہیں کیا ان میں برداشت و برداری کا مادہ اور قوت ہے

میں نہیں کہتا آپ کے سامنے عملًا تاریخ موجود ہے جب ایک قومیت کی چار دیواری میں ہم آتے ہیں وہاں آپ دیکھیں ایک قومیت آپ بلوج کو اٹھا کر دیکھیں مثلاً پشتون کو اٹھا کر دیکھیں وہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں تقسیم ہیں پھر آ کر اپنے گاؤں تک اپنے گھر تک۔ گھر میں ایک بھائی دوسرے بھائی کا نہیں مانتا ہے۔ جب صورتحال یہ ہے جو میرے خیال میں جو امن و امان خراب ہوا ہے اس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں جو میں نے آپ کو بتایا کہ انسانیت کی تنگ نظری مذہب کے نام پر جنگ رنگ و نسل کے نام پر جنگ اور وطن علاقت ملکی حدود کے نام پر جنگ فساد کی بنیادی جڑ ہے اب اصل آدمی اصل انسان اور شخصیت وہ ہے کہ ایک انسان کی زندگی بچائے اگر اس نے ایک انسان کی زندگی کو بچایا پیغمبر ﷺ کی روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق وہ پوری انسانیت کو انہوں نے بچایا۔ تو یہ وہی نکات ہیں جو میں نے آپ سے سامنے رکھے اور ساتھی بھی ہیں جو تقریر کرنے والے ہیں میں اور لمبا نہیں کروں گا آپ ذرا جلدی نہ کریں۔

جناب اسپیکر: او کے چونکہ مذہبی حوالے سے تقریر کر رہے تھے میں آپ کی تقریر میں مداخلت نہیں کر رہا تھا آپ نے ٹائم زیادہ لیا ہے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): اب سیاسی حوالے سے بھی آؤں گا۔ بات یہ ہے جناب اسپیکر! اب بین الاقوامی لیوں پر جنگ ہے دو نظریوں کی جنگ ہے اور یہاں جو جنگ ہے یہاں جو دھماکے ہو رہے ہیں اس اس کی جو لائن ہے وہ اس سے مل رہی ہے جنگ یہ ہے کہ پوری دنیا میں اسلام اور مسلمان نشانہ ہے ظلم کا۔ مذہب کے حوالے سے اسلام نشانہ ہے اور قومیت کے حوالے سے مسلمان نشانہ ہے کون کر رہا ہے یہ ظالم کون ہے یہ وہی ہے جو شاعر کہتا ہے۔

ع قاتل بھی ہے عادل بھی اور شاہد بھی لیکن منصف بھی۔

قاتل بھی ہے ہم دیکھ رہے ہیں اور گواہی بھی وہ دیتا ہے عادل اور انصاف کا ترازو بھی ان کے پاس ہے اور قاضی بھی وہی ہے آخ رہم خون کا دعویٰ کس پر کریں کس کے ذریعے ہم کریں جو دنیا میں امریکہ علم بردار ہے امن کا لیکن انہوں نے دنیا میں یہی دوقوتوں کو نشانہ بنایا (اسلام اور مسلمان) کو اور یہی قوت امریکہ ہے جو ہر ملک میں فنڈنگ کر رہا ہے لوگوں کو جس کی بنیاد پر وہ لوگوں کو استعمال کر کے آپ کے خاطے کو غیر محفوظ کرنا

چاہتا ہے کس کے نام پر مذہب کے نام پر مسجد میں دھماکہ کر کے نمازیوں کو شہید کرنا جس بھی مذہب سے ان کا تعلق ہو یہ نہ شیعہ ہے نہ سنی ہے بلکہ ایک مشترکہ قوت ہے جو ان دونوں مذہبوں کے خلاف ہے اور آپ سے انتشار پھیلانا ہے اور نفرت پھیلانا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ امن خراب کرنے کا بنیادی ذمہ دار وہ امریکہ ہے جو دنیا میں اپنے آپ کو امن کا علم بردار سمجھتا ہے لیکن ان کے ہر ملک میں ان کے اپنے لوگ ہوتے ہیں جو ان کے نظام اور نیو ولڈ آرڈر کو مسلط کرنے کیلئے وہ اس ٹارگٹ کو پورا کر رہے ہیں وہ لوگ کون ہیں وہ تاریخ جانتی ہے۔ پھر آ کر ملک میں بھی یہی صورت حال ہے اور بلوچستان میں گوادر میں فرض کریں بم دھماکے ہو رہے ہیں یہ کون کر رہا ہے انڈیا سے کوئی آیا ایران سے کوئی آدمی وہاں آیا ہے دھماکہ کرنے کیلئے بنگال سے کوئی آیا ہے کون ہے کہاں سے آیا ہے اور اس کی فنڈنگ کہاں سے ہوتی ہے یہ جو استعمال کر رہے ہیں خود کش حملے کے لئے یا جوبم بلاست ہو رہے ہیں کوئئہ میں اور پورے صوبے میں اس کی فنڈنگ کہاں سے ہو رہی ہے آپ کو معلوم نہیں ہے تمیں سال سے پہلے تاریخ چھوڑ دیں ۱۹۸۷ء سے پہلے آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں ہمارے بلوچستان میں جتنے بھی دھماکے ہوئے ہیں آپ تاریخ کو گواہ بنائیں وہ کون کر رہا ہے وہ فنڈنگ کہاں سے ہوتی ہے۔ تو اصل بات یہ ہے

جناب اسپیکر: آپ تجویز دے دیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): اب آرہا ہوں آپ کی ذمہ داری یہ بتی ہے کہ حکومت کو اپنا گھر سمجھیں نہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم آپ سے بیٹھ کر کس طرح اس ملک کو اس صوبے کو امن کا گھوارہ بناسکتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ اگر ہم واقعی ملخص ہیں تو ٹریڈیٰ ی ٹھرڈ والے اور اپوزیشن والے آپ میں بیٹھ کر ان اسباب اور عوامل کی نشاندہی کریں کہ ان اسباب کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہے ہیں الہذا اسباب بحق ہیں جائز ہیں یا ناجائز ہیں اگر جائز ہیں تو ہم ان کا ازالہ کریں اگر ناجائز ہیں تو ہم ایک دوسرے کو کہیں الہذا خاموش رہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ اسمبلی کے جتنے بھی ارکان ہیں جتنے بھی صوبے کے ذمہ دار لوگ ہیں وہ آپ میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر ایک دن دو دن تین دن چار دن پانچ دن بیٹھیں اور اسی سلسلے میں ایم ایم اے کے مولانا شیرانی نے آل بلوچستان یوں پر امن کا نفرنس بلائی اس سلسلے میں کہ ہم بلوچستان کا مسئلہ کس طرح حل کرنا چاہتے ہیں اور وہاں جو قومی اسمبلی

میں اور ایوان بالا کی جو ایک کمٹی بن چکی ہے اس میں امن و امان کا ایک اشو بھی شامل ہے تو اگر ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھیں اور امن و امان کا مسئلہ اپنا ہی مسئلہ سمجھیں اور اس کے حل کرنے کے لئے ہم کوشش کریں اور سباب کا ازالہ کریں جس کی وجہ سے امن خراب ہے تو اس ازالہ سے اس صوبے کا امن واپس آئے گا یہ ہمارا یقین ہے انشاء اللہ اگر ہم اس پر کوشش کریں۔ شکر یہ!
جناب اپنیکر: مہربانی۔ مولوی فیض محمد صاحب۔ آپ نے مختصر ثاتم کے لئے نام بھیجا ہوا ہے۔ تو منحصر تقریر کریں۔

مولانا فیض محمد (وزیر محنت و افرادی قوت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب! امن و امان کا ایسا مسئلہ ہے اس کے متعلق یہ ہے کہ کوئی بھی مذہب ہو وہ اس کے قائل ہیں کہ دنیا کے اندر امن ہو انسان کے جو بنیادی حقوق ہیں جان مال عزت عقل اور مذہب یہ پانچ چیزیں ہیں۔ اسلام اس کے متعلق چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو اسلامی حکومت کے اندر سب کے جان مال عزت مذہب اور عقل کی حفاظت تک کرتا ہے اور اس کے لئے اسلام نے قوانین بھی بنائے ہیں اب اسلامی ملک کے اندر جو آدمی کلمہ نہ پڑھے اس کے اوپر کوئی جرنبیں ہے چاہے جس مذہب کا آدمی یہاں رہے اس کی نیشنلٹی جہاں کے ہیں تو اس کے جان مال اور عزت کی حفاظت اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے آپ اس سے اندازہ کریں کہ اگر کوئی کسی کی جان کو کوئی نقصان دیتا ہے تو اسلام کہتا ہے اس کی جان لی جائے اگر کسی کی عزت پر حملہ کرتا ہے کسی مرد عورت یا عورت پر کوئی تہمت لگاتا ہے تو اس کو ۸۰ کوڑے لگائے جائیں یہ اس کی عزت کی حفاظت ہے مال اگر کسی کا چوری کرے اور ثابت ہو تو ایک اندازے کے مطابق اس کا ہاتھ کا ٹا جائے اور اگر وہ اپنے عقل کو خراب کرتا ہے نشہ کرتا ہے کوئی چیز تو اس کے لئے ہے اس کو ۸۰ کوڑے لگائے جائیں۔ تاکہ وہ امن کے ساتھ رہتا ہے اور کسی کا مال زبردستی لیتا ہے تو اسلام کے اندر ڈاکو کے لئے سزا یہ ہے کہ اس کا ایک ہاتھ اور پیر کا ٹا جائے تو اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسلام کے اندر امن کتنا ہم ہے مذہب جو بھی اختیار کرے اس کے متعلق اس کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ اگر وہ اسلامی حکومت کے اندر رہتا ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو اور اقلیت میں ہو اگر وہ امن کے اندر خلل ڈالے تو اس کے لئے سزا متعین ہے اسلام اس کو برداشت نہیں کرتا۔ اب جو بدانی ہے ایک توبین الاقوامی طور پر اور دوسرے ہمارے پورے ملک کی

جو حالت ہے مثلاً ابھی جو سیالکوٹ کا واقعہ ہوا ہے اور اس کے بعد ملتان کا واقعہ ہوا ہے اور کراچی میں دو بڑے جید عالم جو ہیں ان کو شہید کیا گیا اور پھر لا ہور کا جو واقعہ ہے اب اس کے متعلق یہ ہے کہ ہمیں اپنا ملک سب کو پیارا ہے اور مذہب بھی اس کی اجازت نہیں دیتا اب اس کے متعلق یہ سوچنا ہے کہ یہ کہاں سے ہو رہے ہیں یا کوئی کے اندر جو مسائل ہوئے تو یہ سب یہ ورنی جو ہیں اسلام کے خلاف جو لوگ ہیں وہ اس کے متعلق ہمارے ملک کے اندر اس بدانی کو پھیلاتے ہیں اب اسلام کے اندر یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کے متعلق کوئی بات کرتا ہے تو اس کے اندر ہے کہ تم اس کی تحقیق کرو کہ وہ بات غلط ہے یا صحیح ہے۔ عربی۔ ایک خامی یہ ہوتی ہے کہ اس کے متعلق تحقیق نہیں ہوتی ہے کہ یہ خبر لانے والا آدمی کیسا ہے تو حکومتی جتنے بھی ادارے ہیں چاہے ہمارے پورے ملک کے ہوں یا صوبے کے ہوں ان کی ایک ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ اس خبر کے متعلق وہ تحقیق کریں کہ خبر دینے والا آدمی کیسا ہے اب مثال کے طور پر ہمارے علاقے کے اندر اب ایک آدمی کسی مجرم کو وہ پکڑنے جا رہے تھے لیکن ہوا یہ کہ اس کا نام ہے اور اس کی جگہ کسی دوسرے کو پکڑا گیا باپ کا نام بدل ہے اور دوسرے جو بدل ہیں تو اسلام یہ کہتا ہے۔ عربی۔ اور دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ غربت کی وجہ سے یہ دہشت گردی یہاں ہوتی ہے ایسا نہیں ہے اگر آپ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں اپنی ایک نسل آپ پیچھے دیکھیں کہ ان کے ہاں غربت ہم سے زیادہ تھی اس زمانے سے وہ ہم سے زیادہ غریب تھے لیکن اس زمانے کے اندر یہ دہشت گردیاں کیوں نہیں تھیں یہ قتل وغیرہ کیوں نہیں تھے اگر غربت کی وجہ سے ہوتے ہیں تو ہمارے باپ دادا بڑے دہشت گرد ہوتے وہ لڑنے والے ہوتے وہ قتل کرنے والے ہوتے تو اس کی وجہ غربت نہیں ہے اصل وجہ جو ہے مذہب سے دوری ہے، ہم مذہب سے دور ہو گئے ہیں اس وجہ سے پہلے خدا کا خوف ہوتا تھا مجھے یاد ہے جب میں فارغ ہو کر آیا کوئی تمیں پہنچتیں سال پہلے مجھ سے بوڑھے لوگ پوچھتے تھے کہ ہندو جو ہندوستان چلے گئے ان کے پیسے کچھ ہمارے ذمے ہیں ان کو کیسے دیں یا تو وہ آدمی آئے یا ہم اس زمانے کے لوگ ہیں کسی کے حقوق کا خیال نہیں کرتے ہیں تو اس کے لئے جو بھی ہمارے ملک کے ادارے ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ یہ آدمی صحیح نہیں ہے ذرا وہ تحقیق کر کے دیکھ لے کہ وہ کس طرح ہے۔ اب ایف سی کا جو مسئلہ ہے ہمارے صوبے کے اندر اور پورے ملک کے اندر یہ چل رہا ہے اور بڑی اسوجہ سے پریشانیاں ہیں اب کسی کی وہ بات سننے کے لئے کوئی

تیار نہیں ہے تو ہم اس کے لئے یہ چاہتے ہیں کہ ایسی باتیں نہیں ہوئی چاہئیں جو بھی مسئلہ ہو حزب اختلاف والے ہوں یا حزب اقتدار والے ایک تو ہمارا مراجن بن گیا ہے سچ کوئی بات ہوا آدمی اس کو اچھی طرح سے اور بد امنی کا مسئلہ تو پورے ملک میں ہے اور بلوچستان کے لئے تو ہمیں فکر کرنا ہے تو اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ سارے ممبر حضرات آپس میں بیٹھیں محرم کسی باہر کا نہیں ہو گا اکثر یہیں کے ہوتے ہیں خضدار کے علاقے کے ہونگے قلعہ سیف اللہ کے ہونگے قلعہ عبداللہ کے ہوں گے اس کو ہر ایک پہچانتا ہے یا اس کو اقتدار والے پہچانتے ہیں یا اختلاف والے پہچانتے ہیں کہ مجرم فلاں آدمی ہے لیکن یہ سب جبل کراس کو پکڑنے کی کوشش کریں گے جس سے پہلے ہوتا تھا تو یہ بتیں نہیں ہو گی۔ امن و امان کے لئے یہ ہوتا ہے آپس میں متحد ہو اور اپنے اسلامی اقدار کے متعلق کام کریں۔ شکریہ!

جناب اسپیکر: او کے۔ مولانا صاحب۔ کچکول صاحب!

کچکول علی ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

میر محمد عاصم کر دیکیو (وزیر مال): پاؤئٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب! ہمارا ایک فنکشن تھا آسمیں پھنسنے ہوئے تھے اگر پانچ منٹ مجھے دیں تو مہربانی ہو گی آپ کی۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب کے بعد یا اس سے پہلے۔

میر محمد عاصم کر دیکیو (وزیر مال): جیسے آپ کی مرضی۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب آپ کیا کہتے ہیں؟

کچکول علی ایڈو وکیٹ: آپ بتادیں۔

جناب اسپیکر: گلیو صاحب یہ چونکہ حساس مسئلہ ہے میں کہتا ہوں کہ سب اس پر بویں اور ایک حل نکل آئے۔

محمد عاصم کر دیکیو (وزیر مال): بہت بہت مہربانی اسپیکر صاحب! جو مشترکہ تحریک التوانہ بر ۱۴۲۵ جو ہمارے دوستوں نے کچکول علی ایڈو وکیٹ لیڈر آف اپوزیشن، عبدالرحیم زیارتوال، نسیم تریائی صاحب نے لائی ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ واقعی لاءِ اینڈ آرڈر پر جو بحث ہو رہی ہے یہ واقعی ایک اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔ کافی دوستوں نے اس پر روشنی ڈالی میں بھی اس پر کچھ کہوں گا جناب اسپیکر صاحب! امن و امان کا

مسئلہ ایک انہائی اہم مسئلہ ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں جو کچھ آج دنیا میں ہو رہا ہے آپ کے سامنے ہے انٹرنشنل حالات کو دیکھ لیں جہاں پر ہمارے بہت سے ترقیات ممالک ہیں ان ملکوں میں بھی امن و امان کا مسئلہ ایک پیچیدہ مسئلہ بن چکا ہے۔ اسیکر صاحب! آپ دیکھ رہے ہیں جو آج کل ہمارے جو سپر ممالک ہیں وہ بھی ان حالات کی وجہ سے کافی پریشان ہیں۔ اور وہ بھی ایک حد تک اسے روکنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر روک نہیں پاسکتے۔ جناب اسیکر صاحب! اسی طرح ہمارے ملک میں بھی دہشت گردی لاءِ اینڈ آرڈر کا ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس سے پہلے ہمارے جو ملک میں کئی ایک واقعات رونما ہوئے اس کے بعد جو ہمارے بلوجستان میں بھی بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے۔

جناب اسیکر صاحب! ہم بھی چاہتے ہیں کہ سنجیدگی سے بیٹھ کر اس کے بارے میں ایک solution طے کیا جائے کہ یہ جو حالات کا ہمیں سامنا ہے اسکے لئے کیا کیا جائے۔ اسیکر صاحب! میں آپ کو یقیناً کہتا ہوں جو ہمارے ملک میں لاءِ اینڈ آرڈر ایجنسیز ہیں یقیناً وہ اسکے لئے کوشش ہے اسی کا خاتمه ہو اور اسکو روکیں اسکا سد باب کیا جاسکے۔ جتنے بھی واقعات رونما ہوئے ہیں اس میں ہمارے لاءِ اینڈ آرڈر ایجنسیز کو کوشش کرتی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ان دہشتگردوں کو کپڑے اور انہیں سزا دلائیں مگر اسیکر صاحب! پہلے تو ہمارے ملک کے حالات بہت بہتر تھے آپ بھی جانتے ہیں مگر جو ایران کا انقلاب آیا اور افغانستان میں حالات بدل گئے ان کا اثر لا جئے حالہ اس خطے پر پڑا اور یقیناً جو حالات ہمارے ہمسایہ ممالک کے بد لیں وہ ڈائریکٹ یہاں ہمارے نقطے کو affect کیا۔ اسیکر صاحب! آپ جانتے ہیں کہ اس سے پہلے سارے پاکستان میں ہمارے بلوجستان میں جو حالات تھے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ جناب اسیکر! میں آپ کو ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ۱۹۷۲ء کے ۳۱ء ہمارے چاغی جو کہ گلنگور سے شروع ہو کر تفتان ایران بارڈر اور دوسری جانب افغانستان کی بارڈر تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ یقین کریں ریکارڈ گواہ ہے وہاں ایک بھی murder case کا کیس اندرج ہیں ہوا تھا۔ مگر خطے کے حالات ہمسایہ ممالک کے حالات بدلنے کے بعد وہاں اتنے افراد قتل ہوئے اسیکر صاحب وہ آپ کے سامنے ہیں تیس تیس آدمی مہاجر کیمپوں میں اکھٹے قتل ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے یہاں اسلحہ عام نہیں تھا۔ جب یہاں کلاشکوف کلچر پھیلا جو دوسرے یہاں باہر کے جتنے بھی کریمیں آئیں۔ وہ ہمارے

ہمسایہ ممالک ایران اور افغانستان سے آئیں۔ جس کی وجہ سے یہاں کے حالات بدل گئے۔ اپنے صاحب! جیسا کہ ہمارے معزز رکن امبروز جان نے کہا کچھ تو لاءِ اینڈ آرڈر کا مسئلہ ذریعہ معاش سے ہے۔ مولوی فیض اللہ صاحب نے کہا جو بڑے واقعات ہیں۔ ان کا یقیناً ذریعہ معاش سے تعلق نہیں اپنے صاحب! آپ دیکھ رہے ہیں ہمارے بلوچستان میں بھی حالات کو اور پاکستان میں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ جو ملتان کا واقعہ ہوا سیالکوٹ کا واقعہ ہوا اور ہمارے کوئی میں جو واقعہ رونما ہوا یقیناً ہمارے ملک کو اور بلوچستان کے حالات کو سوچ سمجھے منصوبے کے تحت یعنی کہ امن و امان کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ نہیں کہ خود بخود ہو رہے ہیں انہیں جان بوجھ کر آپ دیکھ رہے ہیں گواہ میں بم کا دھماکہ کرتے ہیں نوٹکی میں کرتے ہیں مستونگ میں کرتے ہیں یہ وہ عناصر ہیں جو چاہتے ہیں کہ یہاں کے حالات کو خراب کر کے جوان کے مقاصد ہیں وہ حاصل کر سکیں اپنے صاحب! ہم اپنے بھائیوں کو ہمارے لئے کوئی فرق نہیں ہے۔ چاہے وہ اپوزیشن کے دوست ہو یا ہماری ٹریشری پیپرز سے ہم چاہتے ہیں کہ وہ آئیں بیٹھیں جو بھی تجویز دیتے ہیں۔ جہاں جہاں خامیاں ہیں ہم انہیں دور کریں گے اور یقیناً اپنے صاحب! ہم کہتے ہیں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں۔ جو اہم واقعات ہوئے ہیں وہ سارے ملزم کپڑے گئے ہیں۔ کچھ باقی ہے ان کے پیچے پولیس لگی ہوئی ہے وہ بھی کپڑے جائیں گے۔ جہاں تک ہمارے معزز دوست زیارت وال صاحب نے کہا کہ تجارت ٹیکس، ہم بھی خوش ہے کہ یہاں کے لوگ تجارت کریں جس سے حکومت روپیوں collect ہو گا وہ یقیناً ہمارے فائدے کے لئے ہو گا مگر اپنے صاحب! ایکسپورٹ پر موشن بیورو کے لئے ایکسپورٹر زون ہے اس سے لوگ فائدہ حاصل کریں۔ جو لوکل ہے اس کے ہم بھی solution دیتے ہیں جام صاحب کو۔ جیسا کہ لوکل ہمارے کاروبار کرنے والے تفتان اور چن میں ہیں۔ انکے لئے اگر ایک خاص پکٹ دیا جائے تو بہتر ہے۔ ہمارے زیارت وال صاحب کہہ رہے تھے کہ افغان مهاجرین کی وجہ سے مسائل درپیش ہیں ہم تو پہلے ہی رورہے تھے کہ جو افغان مهاجرین ہیں ان کو کیمپوں تک محدود کیا جائے اور اس وقت ہمارے کچھ بھائی وغیرہ اعتراض کر رہے تھے۔ آج شکر ہے کہ ان کو بھی خیال آیا کہ مهاجرین کا جو مسئلہ ہے وہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ کوئی میں جو امن و امان کا مسئلہ ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں کہ وہ آج کا مسئلہ نہیں کافی عرصے سے چلا آ رہا ہے۔ ابھی کل پرسوں کی بات

ہے ڈھاڑر میں ایک نوجوان لڑکا عبدالمالک نام تھا موڑ سائکل اس کا چھینا گیا جب اس نے resist کیا تو اس کو بندوق سے مار دیا گیا اور اس کے دوسرا ساتھی کو بھی زخمی کیا گیا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایسے واقعات رونما نہ ہو۔ اور امن و امان کا جو مسئلہ ہے۔ جو ہمارے اپوزیشن کے دوست ہے ہم چاہتے ہیں ہم مل بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کر دیں اور جناب اپسیکر! امن و امان کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جہاں پاپولیشن ہو گی تو لا خ حوالہ کر انہر تو ہونگے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو کر انہر کا ریشو ہے وہ کم ہو بلکہ ختم ہو۔

میر شیر احمد بادینی: جناب اپسیکر! ہمارے ایک دوست قدوس بننجو صاحب آئے ہوئے ہیں ان کی حال ہی میں شادی ہوئی اور آپ کے توسط سے اسے مبارک بادپیش کرتے ہیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اپسیکر! حال ہی میں کراچی میں مولانا مفتی جمیل صاحب کو شہید کیا گیا ہے ان کے لئے اور ڈھاڑر میں جو عبدالمالک کو قتل کیا گیا ہے ان کیلئے بھی مغفرت کی دعا جائے۔

جناب اپسیکر: حافظ محمد اللہ صاحب مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے دعا مغفرت کریں۔

(ایصال ثواب کے لئے دعا مغفرت پڑھی)

جناب اپسیکر: جناب کچکوں صاحب!

کچکوں علی ایڈ ووکیٹ: جناب اپسیکر صاحب! آپ کو ہم آج پھر مبارکباد دیتے ہیں کہ ایک حساس مسئلے پر آپ نے بڑی صبر اور برداشت سے اسیبلی کو سنا اور سن رہے ہیں اور میں یہی موقع کر لو گا کہ منشیات کے سلسلے میں اسی طرح ایک دن مقرر کریں تعلیم کے سلسلے میں واٹر سپلائی کے جو ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں ہے وہاں کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اور لوگ پانی سے محروم ہیں یہ سارے ڈیپارٹمنٹس ہیں اس پر بات ہو لیکن جہاں تک لاءِ اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے اور جناب! کی خدمت میں یہ کہوں کہ یہ دو تحریک اتنا ہے ایک اکبر مینگل صاحب کی ہے اور ایک ہم لوگوں کی مشترک ہے اکبر مینگل صاحب کی یہ ہے کہ ہمارے لوگوں کو بغیر کسی جواز کے گرفتار کر کے لے گئے ہیں میرے خیال میں اس معاملے پر سارے ہمارے دوستوں نے ڈیپیل سے اتنی بحث کی ہے کہ مجھے مزید بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں البتہ جو قانونی حیثیت ہے میں اس پر آ جاؤ گا کیونکہ لاءِ اینڈ آرڈر کے لئے قانون اس کا علاج ہے ہمارے مذہبی شخصیات نے عالموں نے جو اپنی آراء اسلام کے حوالے سے مذہب کے حوالے سے دیں ہم ان سے کسی حد تک اتفاق کر لیں گے

لیکن بات یہ ہے کہ جو قانون کی حکمرانی ہے آیا اس مک میں قانون کی حکمرانی رہی ہے چچل برطانیہ کا ایک بہت معروف مشہور وزیر اعظم تھا جنگ عظیم دوئم کو یورپ میں جو جنگ چڑی تھی تو کسی نے کہا تھا کہ چچل برطانیہ کا کیا ہو گا اس نے کہا کہ جب تک برطانیہ میں قانون کی حکمرانی ہے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی چاہیے کیا برطانیہ میں ابھی تک قانون کی حکمرانی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں برطانیہ میں قانونی حکمرانی ہے تو اس نے کہا نہ ہمیں کوئی شکست دیگا نہ کوئی پریشانی کی بات ہے۔ جناب! ہماری جو اسمبلیاں ہیں یا پارلیمنٹ ہے ہماری دو تین ذمہ داری مقدس ہے جو ریاست ہوتی ہے اسکے تین ارگن ہوتے ہیں اور تینوں میں سے اعلیٰ مقننه ہے کہ مقننه کو یہ برتری حاصل ہے کہ یہ خالق ہے یہ قانون بناتا ہے یہ آئین بناتا ہے یہ ضابطہ بناتا ہے یہ روزنگ بناتا ہے اس کے بعد عدالت ہے کہ جو اس کی تشریح و تفسیر کرتا ہے اور اپنے عوام کو انصاف فراہم کرتا ہے تیسری جو یہ ہے کہ وہ ان قوانین، اصول اور پالیسیوں کو جو مقننه یا حکومت بنادیتی ہے وہ ان پر عمدراً مدد کر دیتا ہے پاکستان کی عمر بہت چھوٹی ہے اور ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ برطانیہ کا جو آئین ہے وہ خاتون جمہوریت کہتی ہے دنیا میں اس کا کوئی تحریری آئین بھی نہیں لیکن ہم لوگ ہر ہفتے میں ایک قانون بنادیتے ہیں اور وہ قانون کے بنانے والے مقننه بھی نہیں میں ادب کے ساتھ کہتا ہوں کہ پاکستان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ قانون یہاں کے یورکریٹ بنادیتے ہیں ہم سے صرف دستخط لے لیتے ہیں یہاں جو کرامنگر کی کاسکائیشن ہے میرے دوستوں نے کہا تھا بین الاقوامی ہے قومی لیول پر ہے پاکستان کے لیوں پر جو صوبہ جات ہیں ان میں ہے میں اس کو جو بیسک ہم لوگوں کا مسئلہ میں اس سے لوگا کہ انہوں نے جو پولیس آرڈر بنادیا ہے آیا پولیس آرڈر کو بشویں میں اس وقت جو تقریر کر رہا ہوں ہم نے اس کو سنجیدگی سے پڑا ہے وہ تو اپنی جگہ کہ اس کو کس نے بنایا ہے اس کا خالق ایک پولیس آفیسر ہے جو ہمارا سابقہ آئی جی پولیس تھا اور اس نے اس طرح ترتیب و تدوین کی ہے کہ پولیس کو اس نے آزاد رکھ دیا ہے جناب والا! جو ہمارے تھرڈ ولڈ ممالک ہیں یہاں جن لوگوں کو پاور ہونے نے ہم لوگ پاور کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں ہمارے ایم پی اے سے لیکر تھانیدار صاحب تک تھانیدار سے لیکر بڑے حکمرانوں تک میرا اپنا بحیثیت ایک جو نیٹ و کیل کے میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت جو پولیس آرڈر میں سارے اختیارات آپ کے نیشنل یورو پولیس کو دیے ہیں نہ یہ صوبے کے کنٹرول میں ہے اور ہم لوگ یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ

ناٹمین کے اختیارات میں ہے نہ یہ نائب ناظمین کے اختیارات میں ہے نہ یہ پرائم منستر کے اختیارات میں ہے پہلے زمانے میں پرائم منستر اگر کوئی آئی جی پولیس تبدیل کر دیتا تو یہ اس کو اختیار تھا ابھی ہمارا پرائم منستر باونڈ ہے کہ اگر وہ کسی آئی جی کو ٹرانسفر کرنا چاہتا ہے وفاقی حکومت میں جو وہاں کمیشن ہے نیشنل پیور و آف پولیس وہ باونڈ ہے کہ اس کو ریفر کرے اس کے سامنے اور سر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری پولیس کے پہلے بیہاں ہوا کرتے تھے DMG۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے جو تھانیدا آتا تھا تو اس طرح تھا کہ جبیسا ایک بلی پانی میں گرا ہوا اور اس کے سامنے کھڑا ہو میں ادب کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو ڈیشلی ۱۹۹۰ء میں عدالیہ سے الگ ہوا ہم لوگوں کا یہ بڑا ڈیماںڈ بھی تھا کہ عدالیہ انتظامیہ سے الگ ہو جائے لیکن عدالیہ نے پولیس کو قابو نہ کر سکا اس پر یہ کہ یہ جو پولیس آرڈر ہوا بھی تو وہ بے لگام ہے پولیس اس میں میں ایک متعلقہ جو آرٹیکل ہے اس کو میں جناب کی خدمت میں پڑھ لوں کہ اس میں کیا تماشا ہے کیا اختیارات صوبے کے ہیں کیا اختیارات ضلعی حکومت کے ہیں یہ آرٹیکل ہے ۳۳۔ Election of district police with zila nazim etc subject to the provision of this order head of district police shall be responsible to the zila nazim for police function under this order .But shall not include in the administration of district police investigation of crime cases and police function related to prosecution which shall rest with police proviso provided that zila nazim may visit police station to find out if any person is under unlawful detention and appropriate case may also direct action in accordance with law having record to the acts and circumstance of the case .In case of difference opinion between the zila nazim and provincia Government on any matter concerning the district police decision of the

provincial government shall be prevailed.

جناب والا! اگر یہاں پولیس جو بھی کرے جو پہلے ہمارے ڈی سی اونیس King ہوتے تھے ہم لوگوں نے وہ سسٹم کو تھوڑا لاؤ ڈی سی او کے سامنے کوئی گھاس ہی نہیں ڈالتا ہے ناظم کو تو وہ سمجھتا ہی نہیں ہے اس کو پتہ ہے کہ کل وہ پھر جائیگا ابھی یہاں جو خلاء ہے ہمارے ایڈمنیسٹریشن میں اس لئے یہاں لا اے اینڈ آرڈر روز بروز ابتر ہوتا جاتا رہا ہے یہاں کوئی چیک اینڈ میلننس ہی نہیں اور یہاں انہوں نے ایک مکینزم بنادیا ہے کہ صوبائی سفٹی کمیشن ہو وفاقی سیفٹی کمیشن ہو سر! اگر آپ جتنے اختیارات کو تقسیم کر دینے گے ہمارا ایک بڑا پولیٹکل تینکر ہے جان اسٹن وہ کہتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کبھی تقسیم نہیں ہو گا ابھی آپ پولیس کو جو ذمہ داری دینے گے اور انہیں آپ گروپوں میں تقسیم کر لینے گے پولیس ہر ایک کو نچا دیگا ہم یہ کہتے ہیں کہ اس وقت یہ جو پولیس آرڈر ہے اور اس کو جو رٹکشن دیا ہے آئین کے شیدول کے تحت اس کی پروٹکشن ہو جب تک اس کو amend نہیں کیا جائے یہاں لا اے اینڈ آرڈر یہ چوریاں اور پولیس کا جورو یہ ہے یہ ہوتے رہنے یہ ایک قابض ہے میں بحیثیت ایک جو نیز وکیل کے میرا یہ کہنا ہے دوسری سر! بات ہے کہ جیسا کہ ہمارے بزرگ نے فرمایا تھا کہ اسلام میں بھی جو بنیادی حقوق ہیں عقل سے لیکر مال و جان عزت تک مذہب نے انہیں پروٹکٹ کیے ہیں ہمارے آئین کا ایک چپڑ ہے اس چپڑ میں تمام حقوق تقریر کے سیاست کے لکھنے کے بولنے کے گھومنے کے سارے جو حقوق کے اس کے علاوہ دو اور بھی مشہور آرٹیکل ہے ایک آرٹیکل ۲۵ ہے اور ایک ۲۷، دستور پاکستان۔ جناب! ہمارے ہاں لوگوں کے جو بنیادی حقوق جو ضیاع ہو رہے ہیں پولیس پابند ہے ضابطہ فوجداری کے تحت جب کسی آدمی کو گرفتار کر لے گا چوبیں گھنٹے کے اندر اندر اس کو محسٹریٹ کے سامنے جو ڈیشل کر دے یا کہ ریزن ڈے کے بھے مزید اس کی تقیش کی ضرورت ہے۔

جناب والا! یہاں جو لفظ ہے ریمانڈ، ریمانڈ کا نہیں ہے کہ جا کر کسی آدمی کو مار کر ٹارچ کر کے لیکن ہمارے ہاں پولیس کا شروع سے یہ دہنہ ہے جناب! اور دوسری بات یہ کہ سر! پولیس کو چودہ دن سے زیادہ یہ ہمارے ایکٹ ہے ۱۹۹۲ء کے ایکٹ ہے کہ پولیس باوڈ ہے کہ چودہ دن کے اندر اندر ملزم کو جو ڈیشل کر دے جیل میں بچ ڈیں جناب والا! اس سلسلے میں ہمارے اپنے ہی عدالت کے میں ادب کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی کسی کھٹے میں گرے ہمارے کورٹ سمولوکیشن لیتے ہیں اس وقت بہت

سے ایسے آدمی ہے جو تین تین مہینوں سے مختلف جگہوں میں مختلف علاقوں میں ان پر تشدد کیا جا رہا ہے ان کو ذلیل کیا جا رہا ہے ان کے بنیادی حقوق پامال کیا جا رہے ہے ہیں اس سلسلے میں جناب والا! یہ ہمارے جسٹس بار روم نواب مری اور جسٹس جادید اقبال جواس وقت سپریم کورٹ کے نجح تھے اس میں انہوں نے سر! ۱۸ کے تحت کہ ایک آدمی کو جب گرفتار کر لینگے اس کے خلاف کوئی مواد ہو پولیس پاندھے کہ چودہ دن کے اندر اندر اس کو جیل بھج دیں اس وقت سر! جو خضدار میں ایک آدمی کو انہوں نے تو مارا باقی وہ دو آدمی کہاں ہے ہمارے اس وقت ڈیرہ بکٹی میں کتنے آدمی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے میں جناب والا! آپ کو زیادیہ کہوں کہ کاش ہمارا منستر ہوم یہاں ہوتے ہمارا آئی جی صاحب یہاں ہوتے ہمارا ہوم سیکرٹری صاحب یہاں ہوتے ان دونوں جھوٹ نے کیا کیا کہ اس جماعت کو کہ ہوم سیکرٹری کو لکھا ہے کہ اس کے مطابق بلوچستان میں انویسٹیگیشن ہو میں اس کو پڑھ لوں گا جناب والا! سنیں A copy of this order be sent to the secretary home department government of Balochistan and Inspector General of Police Balochistan with the direction that the above mentioned verdict should be followed in later and spirit and provision is contained in section 61 167 of عمل درآمد ہو Cr.P.C. should not be misused and it should be assured that success remand authorising physical custodoy of an accused person is discouraged .

ایک آدمی کو آپ پولیس کے ہاتھ دینے کے اس کوڈ ہنڑا دے اور پھر فون کرتا ہے اسکے آدمیوں کو آجائے مجھے دولا کھدے میں اس کو نہیں ماروں گا اور یہاں اس وقت کیا ہو رہا ہے کہ ہمارے لوگوں کے حقوق والکیڈ ہو رہے ہیں ہمارے لوگوں کو ٹارچ کیا جا رہا ہے ہمارے اپنے ہائی کورٹ کے جماعت ہے بلکہ ایک ڈویژن بیٹھ ہے وہ جھوٹ کا فیصلہ ہے جناب! یہ ہم کہتے ہیں کہ یہاں جو بنیادی ہمارے حقوق ہیں وہ متاثر ہو رہے ہیں اسی طرح جناب والا! جوانچارج پولیس ہے اگر زیاد نے جرم کیا ہے ایسا نہیں کہ اس کو تھانے سے نکال

کراور کسی جگہ لے جائے انسان کی ایک عزت نفس ہوتی ہے اسی تھانے میں اور بغیر اس انچارج پولیس کے کسی کو اختیارات جناب والا! نہیں نہ سی آئی اے کو اختیار ہے نہ کرامم برائج کو اختیار ہے نہ کسی کو اختیار ہے لیکن ہم یہاں دیکھ رہے ہیں میں قسمیہ آپ کو کہتا ہوں۔ خدا بخش بنجو کو انہوں نے خضدار میں گرفتار کیا ہے کہ گوار کے معاملے میں ہے اس نے گوار دیکھا نہیں ہے میں گیا ہوں کرامم برائج بحیثیت ایم پی اے کہ بھی مجھے اس کی ملاقات کرنے کی اجازت دے آئین میں قانون میں وہ پابند ہے کہ اس کا عزیز کوئی وکیل کوئی آدمی اس کے ملنے کے لئے جائے اس کو اجازت ہے اور اس کو گرفتار کیا ہے کسی تھانے کے نام اور کرامم برائج میں ہے اور سی آئی اے میں ہے میں اس سلسلے میں جناب والا! یہ ہماری ایک روشنگ ہے لاہور ہائی کورٹ کی کس طرح ایک آدمی کو گرفتار کر لیں گے اور تھانیدار کی کیا اختیارات ہیں اکہ وہ قیدی کو کہاں تک رکھے جناب! یہ ہے ہمارا PLD 95 اس میں سرا یہ

SP mentioned about it was Munir Ahmed ASI of C.I.A staff who had allegedly witnessed Iftikhar silent being in possession of a Kilanshankof He had allegedly recovered the same and sent complaint to P.S. Bukhari for registration of a case under section 13 the ordinance and there after own started investigation of this case . The Investigation according the provision of section 156 of Cr.P.C. it is only officer In charge police station.

سر! پولیس اسٹیشن کا انچارج کسی کو انو یسٹیگیٹ کر سکتا ہے کوئی سی آئی اے کا کوئی کرامم برائج کو اختیارات نہیں۔

who has authorised to investigate cognizable case ,the Provision of 157 of said code . However permit and depute of officer to conduct an investigation which he is authorised

to hold .It will therefore be noticed that the investigation of cognizable case can be conducted either by SHO in absence by those subordinate to police.

لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے لوگوں کی یہاں انویسٹیگیشن۔ اس میں تین ہے ایک آئی ایس آئی ہے کرام براخ والے اور ایم آئی والے آیا یہاں Fundamental right والے اٹھ رہے ہیں یا نہیں اور ہم یہ پکار کر کہتے ہیں اپنے ہائی کورٹ کو کیا بلوجستن کے لوگوں کے حقوق یہاں پامال نہیں ہو رہے ہیں آپ یہاں ہمارے آئین کے کسٹوڈین ہے ہمارے ساتھ جوز یاد تیاں ہو رہی ہیں ہم کو گھیست کر کن کن جگہوں میں ہیں ہم لوگ ۔ ہمارے اور دوست ابھی نہ مرد ہے نہ عورت ٹھیک ہے اگر کسی نے کرام کیا ہے اگر کسی نے جرم کیا ہے اس کا قانون کے مطابق ریمانڈ لیا جائے اس کی تقیش کی جائے قانون کے مطابق اس کو سزا دی جائے ایسا نہیں کہ اس کو قلی کمپ میں لے جائے اس کو ان جگہوں میں لے جائے جو تھا نہیں یہ سارے جو ہمارے fundamental right ہیں ان کی وائیلیشن ہو رہے ہیں اور یہ باتیں جو میں نے یہ رولنگ کورٹ کی یہ میرے نہیں تھے ہمارے کوئی کے دو جوں نے یہ فیصلہ دیا جناب والا! اور حکومت سے میری مودبانہ درخواست ہے کہ جو یہاں لوگوں کو بے دریغ گرفتار کیے جا رہے ہیں جو لوگوں کو مار دیے جا رہے ہیں ہمیں یہ قسم ہے کہ یہ جو شاہوانی کو انہوں نے مارتا ہا اگر ہمیں جان کا یہاں لاحاظ نہیں ہوتے اس مسئلے کو ہم پولیٹکلائز کرتے کہ ایک آدمی کو بغیر کسی جواز کے گھر سے اٹھانا اور اس کو مارنا اور پھر پولیس یہ کہیں کہ اگر میں پولیس کے خلاف ایکشن لوں تو پھر پولیس و دڑ راء کر لیگی تو بھی کل آپ کی پولیس یہ کہیں گی کہ میں کسی میلے پر بله بول دوں کل میں کسی کی جائیداد کو لوٹوں کل کسی کی بچی سر! کراچی میں ہے میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میں ٹیکسی میں سوار ہوں اور سبزی منڈی جانا ہے اور ٹیکسی والا ڈرائیور کہتا ہے کہ بابا خیال کرے پولیس سامنے ہیں اگر انہوں نے روکا اپنی گھٹری اور جیب کا خیال کریں میں تو حیران ہوا کہ یہ کیا ہے میں نے کہا کیوں کہ یہ آپ کی گھٹری بھی لے گا اور آپ کے پیسے بھی لیں گے جناب! اس کے علاوہ یہ پریشرائز دیا جا رہا ہے کہ آپ لوگ سارے یہ جو ہماری لیویز ہے اس کی جو کلچر اس کی عزت اس کی اپنانیت اس کو چھوڑ کر یہاں وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک پولیس اسٹیٹ بنادیں گے اس وقت

سینئر منسٹر صاحب، جام صاحب انہوں نے فلور پر کہہ دیا کہ بیہاں جو لیویز ہے اس کے سلسلے میں پریزیڈنٹ صاحب کا انہوں نے کہا تھا کہ بات کر لینگے میں یہ کہتا ہوں خدا کے لئے مزید یہ جو ہماری لیویز ہے اس کو convert کرے پولیس کی طرف ورنہ بیہاں ہمارے لئے بہت مشکلات ہوں گی۔ جناب والا! یہ تو ہوے ہمارے لیگل مسائل اگر ہمیں آپ بولنے کی اجازت دینے تو ٹھیک other wise لیکن ہمارے واجہ نے جو بولا تھا منسٹر ہیلیتھ نے اور ہمارے بزرگ نے دیکھے سر! ہم لوگ اپنے اردوگرد سے الگ نہیں ہے اس پیریڈ کو کہتے ہیں گلوبلائزیشن پیریڈ۔

اس پیریڈ کو کہتے ہیں consumption period اس پیریڈ کو کہتے ہیں materialism period بیہاں نفسانی ہے سامان سے مارکیٹیں بھری ہوئی ہیں ایک نفسانی کے عالم میں ہر ایک کہتا ہے جو سامان فرانس سے بھی آیا ہے جنمی سے آیا ہے مجھے ملے امریکہ کا سامان ہے وہ بھی مجھے ملے ان چیزوں نے جناب! ہماری جو values ہے پاکستان اور بلوچستان کی نہیں ساری دنیا کی انہوں نے ڈسٹریب کی ہے جناب! ہم اگر ٹریڈ پیریڈ کو دیکھ لیں برطانیہ میں سترا ہویں صدی میں تمام علوم کے جوابی مبانی ہی وہ بہت پرانے ہیں لیکن اکنامکس کا آغاز انڈسٹری کا جب سامان آیا اس وقت ہوا ٹریڈ کے سلسلے میں آدم سمتح نے یہ کہا تھا کہ برطانیہ کی جو کچھ برطانیہ کی جو تہذیب برطانیہ کا جو تمدن ہے اس کو مادی اشیاء ہیں community goods انہوں نے اس کو distrib کر دیا ہے ابھی اس کے اس کلاسک جملے کو چکائی ہمارا جو ایک بہترین رائیٹر ہے وہ اس کلاسک کو لے کر وہ کہتا ہے کہ The value have been changed the man want to gain money selfish بھائی سے پیسہ لینا ہے باپ سے پیسہ لینا ہے کوئی value نہیں کوئی قانون نہیں یہ جناب! ان سارے معاملات نے نفیات نے ہم پر بھی بگاڑ پیدا کی ہے اس سلسلے میں ہمیں قانون سازی کرنی ہے اس سلسلے میں ہمیں debate کرنے ہیں ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کے جو substantive Law the Holy Quran is the basic Law of our Islamic Law ہیں وہ country tradation is basic Law of our country. ہے وہ انگریزی قانون ہے procedure law adjudicative law

اب law sustentive کی implementation تو کر دیں امام غزالی میں کہتا ہوں کہ ہمارے ایک روشن خیال مفکر ہیں وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی ریاست ہو وہ بغیر اسلام کے چل سکتی ہے بغیر انصاف کے نہیں چل سکتی ہے آپ یہاں انصاف نہیں کر لیں گے اسی طرح میں نے جو یہاں رونگ پیش کی ہے یہاں ہمارے انفرادی حقوق متاثر ہوئے ہیں وہاں ہمارے قومی اور صوبائی حقوق بھی متاثر ہوئے ہیں ہمارے وسائل ہماری دولت ہمارا سمندر ہماری ماشینز ہماری گیس ہمارا پانی اس وقت تو ہوا کی ایک بڑی قیمت ہے یہ جو جہاز ہمارے space سے گزرتے ہیں یہ ٹیکس دے کر جاتے ہیں لیکن یہ ٹیکس ہم نہیں لے رہے ہیں ہم لوگ اس سول سو سائیٹ کے part and parcel ہیں یہ جو ایک نیشنل اسٹیٹ ہو نیشنل سٹیٹ میں جتنے نیشنلیز ہیں ان کے حقوق دیئے جائیں چاہے اسلام نے ان کی حضانت دی ہے چاہے کسی مہذب قوم نے دی ہے چاہے ہمارے آئینے نے دی ہے ہم انصاف چاہتے ہیں ہم نے کب یہاں نفرت کی بات کی ہے ہم تو خود ہی نفرت کے خلاف ہیں ہم انصاف چاہتے ہیں ہم حقوق چاہتے ہیں ہم انسانیت چاہتے ہیں اور میں جناب! کے توسط سے اور میری یہ روایت ہے سی ایم صاحب سے کہ یہ جو لوگ ہمارے دودو تین تین مہینوں سے معلوم نہیں کن کن کیمپوں میں ہیں کن کن جگہوں میں ہیں ہم اس کے نام جناب! کو دے دیں گے انہوں نے جو یہاں ایڈووکیٹ جزل کی بات یہاں کی ہے میں آپ سے روایت کر لوں گا کہ آپ اس کو بلا لیں کہ یہاں جو لوگوں کے بنیادی حقوق متاثر ہو رہے ہیں آپ بحیثیت ایک سرکاری ملازم کے ہمیں تجاویز دیں ہماری حکومت کو تجاویز دیں کہ ہم کیا کریں؟ جناب! ایک اور بات رہ گئی ہے کہ ہم لوگوں نے یہ جو debate کی ہے اس کو ایک قرارداد میں convert کر لیں جناب کی بڑی مہربانی ہوگی۔ شکریا!

جناب اسپیکر: مولانا واسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): شکریہ جناب اسپیکر! کہ آج ایک ہم موضوع پر بحث ہو رہی ہے تو وقت بھی مختصر ہے اور چیف منسٹر صاحب حکومت کی طرف سے اپنا موقف پیش کریں گے جناب اسپیکر! امن و امان ایک مسلم اور تسلیم شدہ چیز ہے جو بھی جس مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہوں جس بھی ریاست سے تعلق رکھتے ہوں تو ہر ایک حکومت اور حکمران چاہے وہ مذہبی ہو چاہے وہ سیکولر ہو چاہے وہ جس نام سے

بھی ہو لیکن ہر حکومت اور ہر مذہب اور ہر خطہ سب سے پہلے اپنے لئے امن و امان ضروری سمجھتا ہے اس لئے اسلام مسلمان اور مذہب کے حوالے سے حق حکمرانی وہ لوگ رکھتے ہیں جو سب سے پہلے امن و امان کے پر قابو پاسکیں۔ اور جس حکمران نے امن و امان پر قابو نہ پاس کا تو وہ حق حکمرانی نہیں رکھتے ہیں اور ان کے خلاف لوگ بغاوت کر سکتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! جب اتنا بڑا اور اہم مسئلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر میرے دوستوں نے میرے ساتھیوں نے اپوزیشن کی طرف سے جودوست تعلق رکھتے تھے انہوں نے ہر لحاظ سے قانون کے لحاظ سے بھی میرے دوست نے اسلامی نکتہ نگاہ کے حوالے سے بھی ہمارے حافظ محمد اللہ صاحب نے مولانا فیض محمد صاحب نے اور حیم زیارت وال صاحب نے اور کئی دوستوں نے یہ واضح کر دیا کہ امن و امان کی کتنی اہمیت ہے لیکن اس پر میں افسوس کہوں یا کیا کہوں کہ جن معاملے پر تحریک التوا پیش ہوئی ہے جو ہمارے صوبے کی مشکلات اور مسائل ہیں ان مشکلات پر نہ کسی نے بحث کی اور نہ کسی نے اس کے حل کرنے کے لئے کوئی تجویز پیش کی ہے۔ جیسے آپ نے بھی اس کا ذکر کر دیا۔ جناب اسپیکر! اگر آپ ملکی حالات پر نظر ڈالیں تو سارے ملک کے حالات خراب ہیں آپ دیکھ رہے ہیں کہ علماء کا قتل ہو رہا ہے مساجد میں دھماکے ہو رہے ہیں امام بارگاہوں میں دھماکے ہو رہے ہیں لیکن ان عوامل پر میرے جن دوستوں نے روشنی ڈالی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسباب اور عوامل کا بھی ذکر ہو چکا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم ملکی حالات پر آ جائیں اور اپنے صوبے کے حالات کی بنیاد پر۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے حوالے سے یہ دو تحریک التوا پیش ہوئی ہے اس کے دو پہلو ہیں ایک سرکار کی ناصافی اور ان کی ایجنسیوں کی طرف اشارہ ہے۔ دوسری عوام کی طرف سے یہاں جو مشکلات پیش ہوئی ہیں اس کی طرف اشارہ ہے جناب اسپیکر! میری نظر میں امن و امان اگر اس ایوان میں اس پر بحث ہو رہی ہے اور ایوان اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے کہ یہ مشترکہ مسئلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں ہر ایک اپنی ذمہ داری کے حوالے سے اپنی کمزوریوں کی بھی نشاندہی کرنی ہے اور ہر ایک اپنے آپ کو اس کا ذمہ دار سمجھنا چاہئے جو حزب اختلاف میں ہو یا حزب اقتدار میں ہو۔ جس جماعت پر بھی ذمہ داری عائد ہو تو وہ اپنی ذمہ داری قبول کر کے آگے بڑھے تو ہم پھر امن و امان کی طرف پیش قدمی کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے ہم اس کا جائزہ لیں کہ کیا جو ہمارے کوئی شہر میں دھماکے ہو رہے ہیں یہ ایک اچھا عمل ہے یا برا عمل ہے مجھے سارے

دوست بتائیں تو میں سمجھتا ہوں اس کو سارے دوست ایک برا عامل سمجھتے ہیں۔ اچھا عمل تو نہیں سمجھتے ہیں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اب اس کے حل کرنے کے لئے ہمارے پاس کیا تجاویز ہیں اور اب ہم اس کی نشاندہی کس طرح کر سکتے ہیں ان کی روک تھام ہم کس طرح کر سکتے ہیں اگر ہم ان کے اوپر ذمہ داری ڈالیں وہ میرے اوپر ذمہ داری ڈالے میں جام صاحب کے اوپر ذمہ داری ڈالوں جام صاحب زیارت والے کے اوپر ذمہ داری ڈالے تو میں سمجھتا ہوں اس سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے اگر ہم بیٹھ کے اور ان مسائل کی نشاندہی کریں کہ کوئی میں جو دھماکے ہو رہے ہیں یہ تمام سیاسی جماعتیں اگر بیٹھ کہ ہر ایک اپنی تجویز دے دیں تو اس کی نشاندہی بھی کر سکتے ہیں یہ فلاں فلاں شخص کرتے ہیں کیونکہ یہ بلوچستان کے لوگ ہیں باہر کا نہیں ہے یا میرے ساتھ ان کا تعلق ہو یا جام صاحب کیسا تھا ان کا تعلق ہو یا کچکوں صاحب کے ساتھ ان کا تعلق ہو لیکن جب ہم ایوان میں دو تین گھنٹے ضائع کر کے سارے فلسفے بیان کر کے تو کوئی کے دھماکوں کا مسئلہ حل تو نہیں ہوا اس لیے کہ پوری تجویز ہمارے سامنے نہیں آئی ان دہشت گردوں کی ہم نشاندہی نہیں کی اور اس کے حل کرنے کے لیے ہم نے کوئی نشاندہی نہیں کی جناب اپیکر! مذہبی مقامات پر جو دھماکے ہو رہے ہیں یا ہمارے نمازی اور دین دار مسلمان جوڑر کی وجہ سے جب مسجد میں جاتے ہیں تو واپس آنے کی امید نہیں رکھتے ہیں تو اسکی نشاندہی ہم نے نہیں کی اور ان دہشت گردوں کی نشاندہی ہم نے کبھی نہیں کی اور نہ ہم نے کہا کہ فلاں فلاں کیونکہ دہشت گرد تو اسی علاقے میں رہتے ہیں یا میری قوم یا قبیلے یا میری جماعت ہے کسی دوسرے کی جماعت ہے کسی دوسرے قبیلے سے تعلق رکھتے ہو نگے تو اگر ہم ان کے حل کے لیے نشاندہی کریں کہ یہ لوگ ہیں اور مساجد امام بارگا ہوں میں دھماکے اچھی چیز نہیں ہے جناب اپیکر! گوارمیں جو دھماکے ہو رہے ہیں خضدار میں فوجیوں پر حملہ ہو رہا ہے یا خضدار کے لوگوں پر ایف سی والے کر رہے ہیں تو یہ سارے ہمیں معلوم ہے اور میں بہت احترام کے ساتھ کچھ ان بزرگ شخصیات کا کہ انہوں نے اتنی وسعت نظری اور اتنی بڑی سیاست کرتے ہوئے تو اگر فوجیوں پر وہاں حملہ ہوتا ہے اور کوئی اس طرح سر عالم میڈیا میں کہتے ہیں کہ میں ان کی مذمت نہیں کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمیں ہمارے یہ بڑے بزرگ اور سیاسی قائدین ہم چھوٹے لوگوں کو یہ راستہ بتاتے ہیں تو پھر ہم امن و امان کس طرح قائم کر سکتے ہیں اور اگر ہم اپنے ڈولپمنٹ کے حوالے سے وہ کہتے ہے کہ ہم

اپنا حقوق مانگتے ہیں ابھی جوزیرا عظم صاحب آئے جزل پروردہ مشرف صاحب آئے تھے تو ہم نے اس ایف سی کے حوالے سے جنہوں نے ان باتوں کی نشاندہی کی میرے خیال میں میرے ساتھیوں نے ایک گھنٹے تک اس سے بات کی اور اس حد تک ہم نے کہا اور انہوں نے کہا کہ تجارت ایک سنت عمل ہے لیکن ہمارے دوستوں نے ان کو کہا کہ آپ کی پاک فوج اور آپ کی ایف سی نبی کریم ﷺ کے پیچھے ہوتا تھا وہ بھی پر عمل پورا نہیں کر سکتا تھا یہ آپ کی پاک فوج اور ایف سی کیا کرتے ہیں لیکن کسی کے سامنے اپنے حقوق کے بارے میں بات کرنا یہ آپ کا حق ہے یہ ہمارا جمہوری حق ہے اور یہ بات ہم نے کرنی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی سپاہی جاتے ہوئے راستے میں ہم ان پر گولی چلا میں اور اسکو کچھ بھی پتہ نہیں ہے اور ہم اس کی مذمت نہ کریں اسکا مطلب یہ بھی نہیں ہے جناب اسپیکر! زیارت وال صاحب نے جو نشاندہی کی ظاہر بات ہے کہ فلور پر تو ہم کہتے ہیں قلعہ عبداللہ کا یا اس علاقے کا جو مسئلہ ہے اس سے بھی میں اتفاق کرتا ہوں پشتونخواہ یا سیاسی پالیسیز سیاسی مخالفت اپنی جگہ لیکن ہماری ایجنسیاں ہمارے لوگ ہمارے سیاسی قائدین کو اس طرح دلدل میں پھنساتے ہیں کہ ان کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں جیسے انہوں نے کہا کہ محمود خان یا ان کے خاندان ہے جناب اسپیکر! یہ حالات ان کے لیے پیدا کئے گئے ہیں اس طرح نہیں کہ وہ حالات حادثاتی طور پر ہیں سوچ سمجھے منصوبے کے تحت لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہاں قلعہ عبداللہ کے جو مہاجر کمپ کے حوالے سے مسئلہ ہے۔ وہاں ایک دو جماعتیں جو میں اگر ساروں کا یہ اتفاق ہے کہ وہاں حالات یہ کمپ کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں تو ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اس کمپ کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کے لیے مشکلات ہیں اگر مسلم لیگ والے بھی یہ کہتے ہیں کہ اس سے مشکلات ہیں وہاں دوسری سیاسی جماعتیں وہ بھی یہ کہتی ہیں کہ پھر کوئی رکاوٹ ہے کہ وہ ہمارے اوپر بدمعاشی بھی کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر! تو یہ تلخ گھونٹ ہمیں پینا پڑے گا ہمیں کوئی کوئی دھماکوں کی نشاندہی بھی کرنا پڑے گی تو ایک کمیٹی بنائے کوئی گول میز کا نفرنس بلاۓ کوئی پارلیمانی ارکان کی ایک کمیٹی تشکیل دے دیں اور ہمیں مذہبی مقامات پر حملہ کرنے والوں کی بھی نشاندہی کرنا پڑے گی اور ہمیں، قلعہ عبداللہ، گوادر، خضدار ان علاقوں میں امن و امان خراب ہے ان لوگوں کی بھی نشاندہی کرنا پڑے گی پھر حکومت ذمہ دار ہے تو حکومت کی بھی گرفت ہو سکتی ہے اگر ہم ذمہ دار ہو جائے تو ہم اپنی طرف

بھی ایک انگلی کر دیں کہ ہم یہ کیوں کرتے ہیں تو اگر کوئی دھماکہ ہو جائے اور میں اپنے آپ کو اس مجاہد بناؤں کہ میں نے مسجد میں امام بارگاہ میں دھماکہ کر دیا اور اپنے لوگوں کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ میں نے کتنے شیعہ کو مار دیا یہ کتنے لوگوں کو میں نے مار دیا تو قومیت اور قوم پرستی کے حوالے سے باہر تو میں لوگوں کو یہی درس دیتا ہوں اور یہاں ہاؤس آ کر ان ان مظالم کی نشاندہی کرو نگا کہ یہ ہورہا ہے وہ ہورہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہو سکتا ہے اب بھی میں اس فلور پر تمام دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ جیسا ہماری جماعت کی طرف سے ایک گول میز کا نفرنس بنائی تھی اور اس آل پارٹیز کا نفرنس کا مقصد یہی تھا کہ بلوچستان اس وقت دنیا کی نظر میں ہے اور بلوچستان کے ساتھ جو پہلے نا انصافیاں ہوئی تھیں یا اب وجود نیا ان کے لیے ارادہ رکھتے ہیں اور یہاں ایک دوسرے کے ساتھ جو سازشیں ہو رہی ہیں مذہب کو قوم پرست کے ساتھ لڑاؤ اور قوم پرستوں کو مذہب پرست کے ساتھ لڑاؤ اور ایک قبیلے کو دوسرے قبیلے کے ساتھ لڑاؤ اور قبیلوں کے درمیان جو نفرت ہیں تو ان مسائل کے حل کرنے کے لیے ہم نے آل پارٹیز کا نفرنس بلائی تھی جو ہماری مشکلات آنے والے حالات ہیں اور ہمارے قائدین نے یہ محسوس کر دیا اب بھی میں دوستوں کو کہتا ہوں کہ یہ ضروری بات نہیں ہے کہ ہم نے آل پارٹیز کا نفرنس بنائی ہے آپ اس میں شامل ہو جائیں جو بھی سیاسی جماعت جو بھی سیاسی جماعت بلوچستان سے تعلق رکھتے ہو، ہم سب کو بلوچستان کے محبت وطن سمجھتے ہیں اور وہ آل پارٹیز کا نفرنس بلائے اور ہم جائیں گے اگر کے ساتھ اس کا نفرنس میں شرکت کریں گے لیکن اگر ان حالات میں ہم نے احساس نہیں کر دیا اور اس کا ادراک ہم نے نہیں کیا میں نے کہا کہ ایک راکٹ آ گیا کوئی ۲، ۵ زخمی ہو گئے میں زخمی نہیں ہو جاؤ گا تو کوئی پرواہیں ہے یا کوئی دھماکہ ہو گیا کسی مسجد میں میں پنج گیا یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن یہ کسی آنے والے بحران کا پیش خیمہ ہیں یہ اس طرح نہیں کہ حادثاتی طور پر ہوتا ہے یہ بڑے بحران کے پیش خیمہ ہے تو اس بحران کو ختم کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں میری رائے یہ ہے اور میں پارٹیment کو ایک تجویز بھی دیتا ہوں اپنی طرف سے پیش کش بھی کرتا ہوں تجویز یہ ہے کہ آل پارٹیز کا نفرنس اور تمام سیاسی جماعتوں پارٹیment سطح پر جو ہماری اس سبکی کے لیوں پر ہے ایک کمیٹی ابھی سے تشکیل دی جائے وہاں مرکز میں جو بلوچستان کے حوالے سے جو تشکیل شدہ کمیٹی ہے وہ کمیٹی دو سیاسی جماعتوں سے تو مذاکرات کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ

بلوچستان اسمبلی کی بھی تشکیل شدہ کمیٹی ہوا اور اس کمیٹی کے حوالے سے بلوچستان کا کیس ان کے سامنے ہاؤس کے حوالے سے پیش کر دیں سیاسی جماعتوں کے حوالے سے وہ تو سیاسی قائدین وغیرہ وہ اپنے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب وہ کمیٹی آئے گی تو ہم بلوچستان ہاؤس سے بلوچستان اسمبلی کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائیں اور یہ ایک مشترک کیس بنا کر اس کمیٹی کے سامنے ہم پیش کر دیں اور ہم بھی اس معاهدے کے ایک فریق اپنے آپ کو بنادیں بلوچستان میں جتنے بھی پارلیمانی گروپ ہیں اور یہ ہاؤس ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ امن و امان میں بھی یہ معاملہ معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور اسکے علاوہ جو اس امن و امان خراب کرنے کے جواب سباب ہیں وہ مرکزی حکومت کی طرف سے جن نا انصافیوں کا ہم ہر وقت نشاندہی کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ کام ہم آگے بڑھا سکتے ہیں اور اب بھی وقت ہے اگر ہم ایک دوسرے کی بات سنیں، ہم کہیں کہ کچکول صاحب نے یہ کیا ہے وہ کہیں کہ جی مولانا واسع نے یہ کیا ہے، ہم ایک دوسرے پر الزام تراشی بند کریں کیونکہ یہ اس وقت مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ مسئلے کا حل یہ ہے کہ میں بھی اپنی ذمہ داری قبول کروں اور کچکول بھی اپنی ذمہ داری قبول کریں اور مل بیٹھ کر مسئلے کا حل تلاش کریں میرے اندر کچکول کے اندر جام صاحب کے اندر یا زیارت وال صاحب کے اندر یا جو بھی سیاسی جماعت ہے اگر ہمارے اندر کوئی خامی ہے وہ تو ہم لوگ نکال دیں اور آئندہ کے لیے ہم لائج عمل طے کر لیں کہ آئندہ ہم بلوچستان کے لوگوں کو کس طرح امن و امان دے سکتے ہیں اور بلوچستان کے لوگوں کے حقوق کے اصول کے لیے ہم کیا فارمولہ طے کر سکتے ہیں کیونکہ اگر ہم اصول کا یہاں فارمولہ طے کر لیں تو وہ اس باب ختم ہو جاتے ہیں جن افراد کی وجہ سے امن و امان خراب ہے اندر کے جو ایک دوسرے کی غلط فہمیاں ہیں یا وہ ہم اس کمیٹی کی صورت میں تشکیل کر سکتے ہیں تو اگر دوست اس سے اتفاق کرتے ہیں تو بھی سے کمیٹی تشکیل دی جائے اگر نہیں کرتے ہیں تو پھر دوستوں کی اپنی مرضی و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

جناب اسپیکر: جام صاحب آپ بولنا چاہتے ہیں؟

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! point of order

جناب اسپیکر: جی اختر حسین صاحب!

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہونگا مولانا صاحب نے ہمارے

پارٹی کے قائد کے اوپر انگلی اٹھا کر کہا کہ انہوں نے تعزیت نہیں کی۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب نے کسی کا نام نہیں لیا۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس لیڈر کاٹی وی پے انڑو یو چھپا ساری دنیا کو پتہ ہے کہ وہ کون تھا میں صرف ایک بات کی وضاحت چاہونا کہ اس لیڈر جس نے اس واقعہ کی تعزیت کرنے سے انکار کیا آیا اس لیڈر کے جواں سال بیٹھے سردار اسد جان کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش تک غائب کر دی گئی آج تک اس باپ کو یہ پتہ نہیں کہ میرا بیٹا کہا پر دفن ہے آیا ان سے کبھی کسی نے تعزیت کی تربت میں جو قتل عام کیا گیا ان سے کسی نے تعزیت کی وڈھ میں ہمارے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے سرعام انگوگو لیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اکبر مینگل کی تحریک التوابی موجود ہے آیا ان سے کسی نے تعزیت کی اگر ان سے کسی نے تعزیت نہیں کی گئی آج اعلانیہ میں اس فلور پر کہتا ہوں کہ ہم بھی ایسے واقعات کی کبھی مذمت نہیں کریں گے اور نہ ہی کو رکمانڈر کے دروازہ کھلانٹھائیں گے۔

جناب اسپیکر: اکبر مینگل صاحب! آپ تشریف رکھیں اختر صاحب نے بول دیا مہربانی جی رحمت بلوچ!

رحمت علی بلوچ: جناب! ظاہر ہے امن و امان پر بات ہو رہی ہے میرا ایک اور مسئلہ ہے جب لیڈر آف دی ہاؤس بات کر لیں گے تو اسمبلی پوسٹ پون ہو گی۔

جناب اسپیکر: اسی حوالے سے ہے ہم نے ابھی تو لا اینڈ آرڈر پر تین گھنٹے ضائع کئے اب پرلاست ہے۔

رحمت علی بلوچ: جناب! ہمارے لئے ایم پی اے ہاٹل میں مسئلہ پیدا ہو رہا ہے اس حوالے سے کہ ایک تو ٹیلیفون نہیں ہے، ہم لوگ عوامی نمائندے ہیں ہمیں رابطہ کرنا ہوتا ہے علاقے میں پہلے ٹیلیفون سہولت تھی لوکل کا بھی ہم سے چھین لیا گیا یہاں پی سی او چل رہا ہے، ہم لوگ لائن میں کھڑے ہیں رات کو آپ آ جائیں ایم پی ایز کو دیکھ لیں ان کی کیا حالت ہے؟

جناب اسپیکر: اس کا تعلق میرے ساتھ ہے میرے چیمبر میں آ کر بات کریں۔

رحمت علی بلوچ: ایم پی اے ہاٹل ہے ایک ہوٹل بننا ہوا ہے، ہم لوگ جاتے ہیں سندھ جاتے ہیں پنجاب جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ چھوڑو چیمبر میں آ جاؤ یہ کوئی ضروری مسئلہ نہیں ہے۔ اب جام صاحب کی تقریر سے پہلے

میں ایک چیز کی وضاحت کر دوں جیسے زیارت وال صاحب یا مولانا واسع صاحب یا ہمارے حافظ صاحب نے بھی نشاندہی کی کہ ایک تو وہ ارکان ہیں جو شہر سے باہر ہیں وہ تو چھٹی پر ہیں لیکن جو کوئی میں موجود ہیں اور اسیبلی میں نہیں آتے ہیں ایسے افراد بھی میں نے دیکھے ہیں کہ اسیبلی کی باونڈری کے اندر پھر رہے ہیں اسیبلی میں نہیں آتے ہیں تو میرے پاس صرف دو طریقہ رہ گئے ہیں یا میں ان کی قیادت کو لکھوں گا مسلم لیگ کے بارے میں کہ آپ کے ایم پی اے کا یہ کردار ہے اگر اس نے بھی اس کو نہیں کنٹرول کیا تو میں پر لیں کافر نہیں میں کہوں گا کہ جو کوئی میں ہے وہ کم از کم اس ذمہ دار ادارے میں اپنا روں ادا کرے۔ دوسرا جو مولانا واسع صاحب نے بات کی ہے جام صاحب پہلے میں یہ کہوں گا جو پارٹیاں ہو گئی ان کا اپنا طریقہ کار ہو گا لیکن بلوچستان اسیبلی کی اپنی کوئی حیثیت ہے یہاں کوئی لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہو چاہے پانی کا مسئلہ ہو جو بھی مسئلہ ہو سب سے بڑی ذمہ داری بلوچستان اسیبلی بلوچستان کی حکومت پر عائد ہوتی ہے باقی اپنے طریقے سے مذکرات کرتے رہیں لیکن جیسے ہم نے آج لا اینڈ آرڈر کے لئے ایک دن رکھا اس طرح ہر مسئلہ کے لئے رکھیں گے اور اس میں بلوچستان اسیبلی کا اپنا کوئی روں ہو گا۔ جو بھی کمیٹی مرکز سے آئے گی بلوچستان اسیبلی اپنے طور پر بھی ان سے رابطہ کرے گی اور آخر میں میں جام صاحب سے رکوئیٹ کرتا ہوں کہ وہ اس پوری کارروائی پر اپنی روشنی ڈالیں اور ساتھ ہی یہ رکوئیٹ کرتا ہوں کہ اتنے اہم اور ضروری ٹاپک پر آج بحث ہو رہی تھی نہ ہوم منستر موجود ہیں نہ آئی جی پولیس اور نہ ہوم سیکرٹری صاحب موجود ہیں تو جام صاحب پھر اس کا نوٹس لے لیں۔ جی جام صاحب!

جامع میر محمد یوسف (قاائد ایوان): شکریہ مسٹر اسپیکر! میرے خیال میں آج آپ نے نوٹس لیا ہے اور میں تو پہلے ہی نوٹس لے چکا ہوں لیکن ہوم منستر اور ہوم سیکرٹری وزیر داخلہ کی میٹنگ میں گئے ہیں اور اس میں آئی جی بھی شریک تھا یہ بہتر ہوتا آج ہوم منستر یہاں ہوتے تو لا اینڈ آرڈر کے بارے میں بہت ساری باتیں کرتا۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ آج مجھے موقع ملا ہے کہ بہت ساری ایسی باتیں جو اپوزیشن کی طرف سے اور ہماری اپنی جماعت کی طرف سے آئی ہیں۔ لا اینڈ آرڈر کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ لا اینڈ آرڈر ہی ملک کے لئے سب سے بڑا مسئلہ ہے جیسا کہ مولانا واسع نے کہا کہ اگر اس کے علاقے میں یا اس کے صوبے میں اگر امن برقرار نہ رہا تو وہ حکومت ہر ایک کاششانہ بن جاتی ہے اور یہ نظروں میں

بھی آ جاتا ہے کہ اس کی فعالی اس کی اچھائی یا اس کی برائی۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ ان برائیوں کو حنم دینے کے لئے کونے عوامل ہیں کونے افراد تھے جنہوں نے یہ سلسلے جاری کئے آج وہ بلوچستان میں جو امن کا گھوارہ ہے وہ بڑی طرح متاثر ہو رہا ہے میں یہ کہوں گا کہ صرف بلوچستان ہی نہیں ہے بلکہ پاکستان کے سارے صوبے اس کی لپیٹ میں ہیں۔ پنجاب کو دیکھا جائے سندھ کو دیکھا جائے نسبتاً اتنے برے نہیں ہیں لیکن بات صرف اتنی ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ مختلف مقامات پر اکٹ فائز ہوتے ہیں میں اس کا تجزیہ دو طریقے سے کروں گا ایک تو سیکھیرین ہے دوسرا ہے ٹیکاریزم۔ ٹیکاریزم کی بات میں کرتا ہی نہیں ہوں میں صرف اتنی بات کہوں گا اپنی جماعت کے لوگوں سے بھی اور تمام یہاں پار لیمیٹرین بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور جنہوں کی کاوشیں اور کوششیں اپنے علاقے میں بہت زیادہ ہیں اور نمائیاں ہیں اور مجھے خوشنی ہے کہ اس لا اینڈ آرڈر میں مختلف تباویزیں دی گئیں۔ اب لا اینڈ آرڈر کی ایک بات آتی ہے پولیٹکل گورنمنٹ میں بہت سارے ایسے اشوز ہوتے ہیں جو مجبوری سے ہم اپنے نمائدوں سے اپنے لوگوں سے اپنے ساتھیوں سے۔ تو ظاہر ہے جب لا اینڈ آرڈر میں آتا ہے لا اینڈ آرڈر ایک بہت ہی ثابت اور ایک بہت ہی مختلف چیز ہے جس ضلع میں یا جس علاقے میں لا اینڈ آرڈر ہو کوئی میں ہو یا بلوچستان کے مختلف علاقوں میں ہو مجھے اس کوختی سے یا شدید سختی سے اس سے نہ مٹا جائے تو وہ کبھی بھی لا اینڈ آرڈر برقرار نہیں رہتا۔ اور اب یہ ایک سیاست کا ایک ادوار ہے جو good governance کا کچھی بھی کوشش ہو کے stability of administration اچھی طرح اس ملک کو چلا سکتی ہے۔ میرے دوست کچکوں صاحب نے کہا ایک سنیئر پولیٹکل پولیس آفیسر نے جو تمام پولیس آرڈیننس جس کے آرکٹیکٹ رہے ہیں اور اس پر آج پولیس enforcement act جس کے چل رہا ہے لیکن میں یہ بتاتا چکوں کہ کچھ ماہ پہلے یہ تمام جو پولیس ایکٹ تھے ان تمام کو ہم veto کر چکے ہیں لیکن اب حکومت کا وہ فرض ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کا کہ وہ کتنی جلدی نیشنل اسمبلی میں پیش کرتے ہیں اور اگر یہاں توجہ پولیس ایکٹ govern کرتا ہے پیٹی اوکا وہ شاید نہ کر سکے بلکہ یا مرکز میں پرائم منستر کر سکے۔ اور اس وقت چاروں چیف منسٹروں کا اتفاق تھا جب یہ ایکٹ پولیس کا آیا تھا اس میں بہت ساری ایسی تباویزیں جو مانے کے لئے تیار بھی نہیں تھا لیکن میں یہ

کہوں گا کہ صوبہ پنجاب کے اور سرحد کے چیف منسٹر اور سندھ کے اور بلوچستان بھی ان کے ساتھ تھا تو اس میں ہم نے مجموعی صورت میں جتنے بھی پولیس ایکٹ تھے جو گورنر govern کرتے تھے وہ پولیس آرڈیننس کے تحت کرتے تھے ان ایکٹ کو ہم لوگوں نے vet کیا ہے اور اگر اسے اسمبلی میں پیش کیا گیا تو جو آرڈیننس ہے پولیس ایکٹ کا ہے اس میں آپ کو اب مختلف پہلو نظر آئیں گے اور شاید آپ لوگوں کو یہ ضرور خوشی ہو گی کہ جو پولیس کی بالادستی تھی۔ جو پولیس کی بات یوں لائنز یشن ہوا کرتی تھی وہ شاید اس بل کو بحث ہونے کے بعد پولیس اتنی طاقتور نہ رہے جو آج پولیس اپنی من مانی کرتی ہیں بلکہ کے بارے میں میرے دوستوں نے کہا ریاستی دہشت گردی کے بارے میں کہا کہ پولیس بہت سارے ہمارے پلٹیکل پارٹیوں کے جو cadres ہیں یا ان کے ورکرز ہیں ان پر ظلم اور تشدد کر لی ہے اور بہت سارے نام محترم جناب تریائی صاحب نے، زیارت وال صاحب نے، کچوں صاحب نے، اکبر مینگل صاحب نے اور اختر لانگو نے بتائیں اسمبلی میں اور اس نے یہاں تک کہا کہ وہ افراد جو راستے سے گزر رہے تھے اسے بلاوجہ get up کیا گیا اور انہیں ایف سی والوں نے بعض افراد کو اٹھا کر کچھ ایسے مقامات لے گئے جو آج تک پتہ نہیں کچھ لوگوں کو ambush کر کے مار دیا گیا ہے بعض پلٹیکل آدمی جس طرح کہ ہمارے معزز ارکان اسمبلی نے کہا کہ چند ایسی ایجنسی ہیں جن کے وہ حوالے ہیں اور وہ دہشت گردی میں مختلف جرم ان پر عائد کر کے ان پر investigation کر رہے ہیں ان کی custody میں ہے اور different ہیں ایجنسیاں ان کی تحقیقات کر رہی ہیں investigation کر رہی ہیں میں اپنے دوستوں کو یہاں تاتا چلوں کے بعض ایسے افراد ہیں جو کچھ بھی گئے ہیں لیکن میں صرف اسمبلی میں بتانا نہیں پاہتا ہوں کہ جن کی اسیٹمنٹ میں یہ نہیں کہوں گا کہ انہیں مار پیٹ کر statement دلایا گیا ہے یا شاید وہ ایسے statement ہونا کہہ سکے لیکن یہ ضرور میں یہ کہوں گا کہ یہ ذمہ داری ہماری اپنی ہے اور آپ کی بھی ہے اور سارے اس ارکان اسمبلی کے جو لوگ ہیں جو elected ہو کر آئے ہیں تو ہر ایک چاہتا ہے کہ اسکے علاقے میں development ہو اور کام ہو وہ بھی نہیں چاہیں گے کہ بلاوجہ ان کے علاقوں میں کمران، وڈھ میں یا دوسری جگہ کو ہلو، ڈیرہ بگٹی کے ایریا میں راکٹ فائر ہو پائپ لائن پھٹے اور ایف سی کے اوپر بلاوجہ فائر ہو یہ میں ضرور کہوں گا کہ بعض ایسے مقامات پر آپ بھی اعتراض ضرور کریں

گے کہ بلا وجہ حکومت کے اسٹینشنوں پر فائز کیے گئے اخبار خود آپ کی گواہی دیں گے کہ وہ ہر صبح کے وقت اگر آپ اخبارات پڑھ لیں تو آپ کو کوہلوکی فائز نگ کے بارے میں تراشے ضرور نظر آئیں گے ڈیرہ بگٹی کے بارے میں بہت ساری ایسی جگہ ہے جو بلوچستان میں ہے جیسا کہ کوئی سب سے بڑا ہمارا علاقہ ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے صوبہ کا دارالخلافہ ہے اور جو راکٹ آتے ہیں یہ کون کرتا ہے یا تو پھر یہ ہے کہ یہ دگاری کے بارے میں میرے دوست کہہ رہے ہیں ہر ایک افراد پر وزگاری ایک واحد عنصر ہے جس سے لوگوں کو مجبور کیا جا رہا ہے یا نوجوان نسل ہماری مجبور ہوتی ہے ان کے پاس کوئی دوسرا استثنہ نہیں ہے اور دوسرے کھینے والے یہ گھناؤ نے کھیل کھینے کے لیے ان کو پیسے بھی دیتے ہوئے اور وہ راکٹ فائز کرتے ہے جناب اپسکر! اگر آپ اس کا تجزیہ کر لیں راکٹ کے لیے stages اور راکٹ فائز کا میرے خیال میں اکبر صاحب بھی جانتے ہوئے اور اختر لامگو صاحب اسکی category اگر راکٹ فائز کا تجزیہ کریں عام آدمی کے دو میل اور تین میل سے attack نہیں کرتا اور یہ راکٹ فائز جو آتے ہے ۱۲۰ اور ۲۵ کلومیٹر سے آتے ہیں تو خود آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پولیس ہو یا یویز ہو اسکو کس طرح counter کیا جا سکتا ہے جو ۲۰ میل سے اگر راکٹ چھوڑا جائے اور آ کہ کوئی کسی بھی جگہ میں گرے اس پر پہلا تو یہ عالم تھا صرف یہ quickle stage ہیں صرف پھٹنے کی آواز سنی جاتی تھی لوگ خوفزدہ ہو جاتے تھے لوگ یہ کہتے تھے کہ اس سے کوئی نقصان لوگوں کا نہیں ہوتا لیکن آج کچھ دنوں کے بعد وہ بجائے کوئی نقصان اٹھا رہے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے میں آپ لوگوں سے یہ سوال نہیں cracker چاہتا بلکہ میں تمام اپنے دوستوں سے یہ سوال کروں گا کہ یہ تمام چیزیں جو آج ہو رہی ہیں اس کو کس طرح قابو کیا جائے گا ظاہر ہے پولیس اسکو نینڈل نہیں کر سکتی یا پولیس اس کو نکنٹرول نہیں کر سکتی تو مجبوراً تیسرا عنصر جو ہمارے پاس ہے وہ ایف سی ہے اگر ایف سی بھی اسکو نکنٹرول نہیں کر سکتی اگر فوج کو طلب کیا جاتا ہے تو لوگ یہی کہتے ہیں کہ جی ان میں صلاحیت نہیں جو عوام کو اور دہشت گردوں کو نکنٹرول کرنے کے لیے اور ہر وہ political animal ہو گا قطعاً نہیں چاہے گا کہ دہشت گردی کا بازار عالم سڑکوں پر پھیلا ہیں وہ کوشش یہ کریں گے کہ کسی طرح بھی جو پلٹیں کل لوگوں کو نقصان نہ پہنچانے کے ہاتھوں سے تو جناب والا! بت آ جاتی ہے law and order اپر یہ ملک بدترین حالات سے گزر رہا ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ

اسکو کرنے والے کون ہے کیا بہر کے ملک ہے جو نہیں چاہتے کہ بلوچستان میں امن و امان ہو اور سب سے بہتر انداز تو ڈائیلاگ ہی کا ہوتا ہے کسی بھی پولیٹیکل پارٹیز ہو یا کسی بھی جماعت ہو کسی کو اگر صوابی حکومت سے اعتراض ہے یا مرکزی حکومت سے اعتراض ہے تو یہ خوشی کی بات ہے کہ آج حکومت پاکستان جو ہماری سینٹ کمیٹی نے دو کمیٹیاں فارم کی ہیں ایک relate constitutional matter کو کرتی اور ان کو دیکھیں کہ باقی کون سے constitutional parameters ہیں جو ہمارے نیشنلٹ اور ہمارے پاکستان کے لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں constitutional change کو کیا جائے تو وہ کمیٹی ایک بہتر کمیٹی ہو گی جو elected لوگ ہونگے اور سارے پولیٹیکل لوگوں کے افراد میرے خیال میں شامل بھی ہیں جائے۔ یہ آپ کی pertaining to current matter کے لئے گوار کی development کے لئے یا سوئی کے matters کے لئے گوار کی development کے جواہر ہیں یا یہ contonment A area to be converted to B area یہ current chapter ہے جو مشاہد حسین کے حوالے کئے گئے اور وہ بڑے اچھے پولیٹیکل آدمی بھی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کی سربراہی میں اگر یہ میٹنگیں ہو میں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے نتائج بہت ہی اچھے نکلیں گے اور ہمارے جو جتنے بھی پولیٹیکل دوست ہیں جو آج اس بلوچستان کے اشوز پر بہت reservation رکھتے ہیں اور بڑے concerned matters کو بڑی دلچسپی سے لے رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ڈائیلاگ میں بہت سی ساری باتیں آسکتی ہیں جہاں ان issues کو اس پر اعتراض کر سکتے ہیں کیونکہ بہت سارے افراد اس کمیٹی میں شامل ہیں اور مجھے موقع بھی یہی ہے کہ اگر افہام و تفہیم میں بیٹھ کر ان مسائل کو اگر جلت سے نہیں بلکہ بہت ہی دانش مندی سے بیٹھ کر اگر اس کا ہم نے مظاہرہ کیا اور نہیں کہ ہر ایک بات پرواک آؤٹ کر کے نکل گئے اور ہر ایک بات کو ہم ماننے کے لئے تیار ہوئے تو میں سمجھوں گا کہ یہ مسئلہ حل ہونا چاہئے تھا وہ شاید حل ہو سکے مجھے موقع ہے کہ یہ جو کمیٹی بنائی گئی ہے اور اس کمیٹی میں ثابت فیصلے ہونگے جس میں تمام پولیٹیکل پارٹیوں کے elected representative تعلق رکھتے ہیں لیکن جناب! بات آجاتی ہے اس لائنڈ آرڈر پر۔ تو وجہ کیا ہے پہلے لوگ یہ تھے کہ وہ مختلف انداز پر جرم کرتے تھے لیکن آج مختلف انداز پر ایک

terrorism کا ایک انداز دوسرا ہوتا جا رہا ہے آج کل سائیکلوں کے راذ میں پورے بم بھر کر اس سے دھما کر کرتے ہیں جس سے میں یہ کہوں گا کہ جتنے بھی افراد اگر زخمی ہوئے ہیں یا ان پر شدید ضریب آتی ہیں تو آپ کے ہی علاقے کے رہنے والے ہیں ہمارے کوئی نہ کہنے کے بندے ہیں تو کیوں نہ ہم اس پر ایک سختی کا اظہار کریں آخرون لوگ ہیں باہر کے افراد ہیں وہ پاکستان کو یا بلوچستان کو کمزور دیکھنا چاہتے ہیں وہ اس پولیٹیکل نظام کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اگر ان کی ہلاکت ہوئی تو ان کی وجہ کیا تھی یہ سب تھا کہ چائینیز کیوں جا کر پورٹ بنائیں میں خود ہی کچکوں صاحب کو یہ remind کرنا چاہوں گا کہ پچھلے ادواروں میں decades میں شاید آپ لوگ اس اپوزیشن میں ہوں لیکن محترم جو نیشنل پارٹی کے جو افراد تھے وہ اسی حکومت میں شامل تھے اور development کا کسی نے اعتراض نہیں کیا تو نہ ہی آج کوئی development کے لئے کوئی ایسا شخص ہے جو اس کو رد کرنا چاہے یا اعتراض کرے۔ لیکن بات میں صرف اتنی ضرور کہوں گا کہ وہ reason کیا ہے جو چائینیز کو مارنے کے لئے۔ آج کوئی بھی گواہ کا آدمی کسی بھی ہوٹل میں جا کر بیٹھتا ہے اور شام کو دھماکہ ہوتا ہے کرانے والے کون ہیں؟ باہر کے تو لوگ نہیں آتے ہیں وہاں چندالیسے آدمی ہونگے یا تو بے روزگاری کا مسئلہ ہو گا وہ کہیں گے کہ جی لوگوں کو روز گار نہیں مل رہا ہے اور اسی پیانے پر یہ احتجاج ہے ان لوگوں کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دور خالصتاً ایک ترقی پذیر دور ہے کوئی بھی بلوچستان کا آدمی اس کو یہ نہیں کہے گا کہ میں اس activities کو اگر پولیٹیکل activities میں دوسرے بھائیوں سے دور ہوں۔ یہ کوئی فرد بھی نہیں چاہے گا۔ میں معافی چاہتا ہوں میں سارے دوستوں کے جواب دینے کی کوشش کر رہا ہوں حالانکہ مجھے یہ پتہ نہیں تھا کہ میں ہی تمام اپنے بھائیوں کے دوستوں کے مہربانوں کے جو اظہار کر پچکے ہیں ان کو بخشش چیف منسٹر اس لائینڈ آرڈر کی اس آخری تقریر کو سمیٹ کر آپ سے یہاں بحث میں حصہ لوں گا۔ لیکن آج بہت ساری ایسی باتیں ہیں جہاں پشتوں خواہ نے بھی اور محترمہ نے بھی بہت ساری ایسی باتیں کی ہیں جو اس چیز کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اب اس ملک میں کوئی ایسا مقام ہی نہیں بچا ہے جہاں لوگوں کی عزت محفوظ ہو اور لوگ اپنے گھروں سے باہر جاسکیں سیر و تفریح کے لئے یا امام بارگا ہوں تک وہ نہیں جاسکتے ہیں اور مجدوں کے اندر وہ نہیں جاسکتے ہیں اور ظاہر ہے کہ موت ایک ایسی چیز ہے کوئی فرد نہیں

چاہے گا کہ میری کسی وجہ سے موت آجائے۔ اور یہ جتنے بھی دوستوں نے بہت ساری ایسی چیزوں کی نشاندہی کی ہے جو influx جو اس دس یا بیس سال میں ہوئے ہیں جو غیر مقامی لوگ تھے جن کو افغان کہا جائے یا افغانستان کے لوگ کہا جائے وہ جب influx بلوچستان میں آئے کیا انہوں نے یہ اثرات مرتب کئے تو یہ ہر ایک کو پڑتے ہے اور کتنے وہ ہمارے مقامی آبادی کو affected کیا اور کہاں تک ہم لوگوں نے اس کا احتجاج کیا اور ہم نے کہا کہ ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو نکالا جائے ان کو ہٹایا جائے۔ جیسا کہ میرے ایک دوست نے فرمایا کہ جیسے گردی جنگل ایک بہت ہی بڑا جنگل ہوا کرتا تھا اور چند ہی سالوں میں اجڑ چکا یہ تو ۹/۱۱ کا جو سلسلہ تھا یہ جو افغانستان کے لوگوں نے جو بلوچستان میں بھرمار کی ہے بلوچستان میں آ کر ۹/۱۱ سے شارط ہوا ہے اور گردی جنگل تو ایک بہت paradise ہوا کرتا تھا ایک کلاشنکوف کا اور اسلحہ کا۔ اور آج بھی کلاشنکوف کلپر میں سمجھتا ہوں کہ بری چیز نہیں ہے آپ war history کو دیکھیں ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۸ء کی جو عالمی جنگ تھی ۳۰۳ کلپر بلوچستان میں introduce ہوا پھر لوگ ۳۰۳ کی رائلیں بنانے لگے تو اس دور کی ایجاد میں یہ اس وقت کا ہمارا بڑا کلپر تھا۔ لیکن کلاشنکوف آج کا کلپر نہیں ہے یہ بھی ۱۹۷۲ء کا کلپر ہے اور آج تک اُسے ہم as a culture کلاشنکوف کلپر کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے لیکن آج یہ دوسری دنیا میں تو یہ بالکل obsolete ہو چکا ہے۔ اس سے مزید جو weapon جو ایجاد ہوئے ہیں وہ ان سے زیادہ طاقتور ہیں۔ زیادہ light ہیں زیادہ affective ہیں۔ زیادہ hit کرتی ہیں target کو۔ تو یہ فطرت انسان کی اپنی ہے چاہے آپ جس معاشرے میں رہتے ہیں کہ اگر وہ معاشرہ آپ کو خراب کرتا ہے، اور مذہب اور دین اور اخلاقیات اور مذہبی اخلاقیات سے ہٹ کر وہ کوئی دوسری بات سوچتا ہے تو پھر یہ تمام چیزیں جو جرم ہیں وہ اپنالیتا ہے چاہے وہ یک جائے اپنی ضمیر کو بیچ چاہے اپنے master mind لوگوں کے خلوت میں آ کر اُن کے مشوروں میں وہ لوگوں کی جانوں کو نقصان کر لیں جیسا کہ میرے محترم دوست نے امام غزالی کی بات کی کہ اُس نے فرمایا کہ اسلام کی یہ بھی ریاستیں چل سکتی ہیں انصاف موجود ہو۔ میں اُس کو ایک اور امام غزالی کی بات بتاتا ہوں جب شیطان اُس کے پاس آیا۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کی ۹۹ صفتیں بتائیں۔ تو اُس نے کہا کہ جی میں ان کو مانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ تو مسلم مفکر۔۔۔ میں معافی چاہتا

ہوں، ہمیشہ مذہب۔۔۔ اور مذہب کو ساتھ لے کر اقتدار علیٰ کو آگے بڑھاتے رہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی پاکستان میں اُس انداز میں چاہے ہمارے دینی علماء ہوں چاہے jurist ہوں ۔ یا اگر اس طن کو اگر واقعی انصاف دینا چاہتے ہیں۔ تو بہت سارے ایسے political jurist ہوں۔ جہاں reformer کے اندر muslim thoughts ہیں جن کے نام scholars کے اندر oriental thoughts کے اندر بھی آپ کو بہت ساری باتیں ملیں گی۔ تو اپنا نے کے لئے آج بھی ہم اپنے اُنہی PDL کے اشاروں پر ہر وہ چیز فصلہ دیتے ہیں جو کہ دیئے ہوئے ورثہ میں ہم لوگوں کو باہر سے ملے ہیں۔ اور اگر ہم اپنے ویسے یہ تمام چیزوں کو ایک طرف رکھ کر اگر خود اپنی اخلاقی اور اور اپنے اُن Islamic jurisprudence کی value کو رکھا جائے تو آپ خود ہی جانیں گے کہ ان میں بہتر اسلام کے زیادہ اسکالروں کی اہمیت زیادہ ہوں گی۔ لیکن آج وہ ڈریں ہے کہ ہر ایک آدمی بے بسی میں آ کر کسی آدمی کو مارتا ہے۔ اور پوچھا جائے تو پھر لوگ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ جی یہ نا انصافی ہے۔ killing ہو رہی ہے۔ اب جیسے کہ شاہوانی کی جی بات آئی ایس پی کی۔ وہاں مکران میں یا تربت میں۔ اُس آدمی کو مار دیا گیا۔ اب جیسا کہ میرے دوست نے کہا کہ جی حکومت اُس کے بارے میں سب کچھ جانتی ہے۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ جی آپ ہمارے ساتھ cooperate کریں۔ اگر اس میں پاکستان مسلم لیگ اور دوسری جماعتوں کا ہاتھ ہے۔ یا ہمارے نیشنل الائنس کا ہاتھ ہے۔ اس drug abuses میں اور گندگی میں اور دوسری چیزوں میں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم اُن کو کیفر کر دار تک بھی لا پہنچائیں گے۔ لیکن بشرطیکہ آپ کی پولیٹیکل پارٹی اور ہمارے لوگ انصاف کا دامن نہ چھوڑیں اور ہمارے ساتھ ہوں۔ جہاں ہم غلط ہیں ہم کہیں گے جی غلط ہیں۔ جہاں اُن کے افراد اور اُن کے بڑے مختلف انداز میں بیان دیتے ہیں۔ تو میں آپ لوگوں سے ضرور یہ گزارش کروں گا آپ بھی اُن کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک بہتر پیانہ نہیں ہے۔ چونکہ میں معدرت سے کہتا ہوں کہ ظاہر ہے کہ بات سُنْنَتِ پُرِّے گی اس سیاسی ماحول میں رہتے ہوئے ہمیں ایک دوسروں کو برداشت کرنا پُرِّے گا جیسا کہ میرے دوست اختر لانگو نے کہا کہ وہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ جی ہمارے اگر لیڈروں کو اگر آپ نے اس انداز میں کہا تو ہم بیٹھ کر برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ زیارت وال صاحب نے کہا

کہ جی ہمارے لیڈروں نے انگریزوں سے بھی لڑے ہیں۔ ہر ایک کی پاکستان کے independence کے لئے اگر اُس کا میرے خیال میں chapter کھولا جائے تو دودھ اور پانی صاف آپ کو نظر آجائیں گے کہ کن کن لوگوں نے اس تحریک آزادی میں اور جدوجہد میں حصہ لیا۔ تو اُس کی میں بات کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ لیکن جہاں تک law and order کی بات ہے۔ یہ میرا بھی مسئلہ ہے اور آپ کا بھی مسئلہ ہے۔ اب جیسا کہ آرمی کے لوگوں پر جوفائز نگ ہوئی میں صرف یہ پوچھتا ہوں دُرست ہوئی ہے تو پھر ہم ساری اسمبلی کہیں کہ واقعی یہ دُرست ہوئی ہے اگر بے گناہ ایک آدمی کو مار لیا جاتا ہے پھر اُس کو پناہ بھی دیا جاتا ہے اور پھر لوگ وہاں کے یہ بھی کہتے ہیں کہ واقعی یہ افراد یہ تو پھر کیوں وہ آدمی کو قانون کے انداز میں انہیں سامنے لاایا جائے court میں لاایا جائے اور کہیں کہ جی میں نے یہ جرم کیا ہے اور اس جرم سے میرا تعلق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ social reason میں ambiguity پائی جاتی ہے۔ پولیس بھی غلط کام کرتی ہے۔ پولیس بھی ہر ایک آدمی تو فرشتہ تو نہیں ہے اُن کی بھی تو سُر خاب کے پُر نہیں لگے ہوئے ہیں۔ بعض ایسے پولیس والے ہوں گے جو کہ واقعی غلط انہوں نے ایف آئی آر درج نہیں کیے ہوں آپ لوگوں کے۔ جہاں قتل و غارت ہوتی ہے آپ لوگوں نے جا کر کہا ہوا یہ آئی آر درج نہیں ہوئی اور کیوں پولیس والوں نے درج نہیں کی۔ تو یہ بیٹھ کر ہم آہنگی پیدا کریں۔ میں سمجھوں کہ اگر میں غلط کام کر رہا ہوں تو مجھے آپ ٹوکیں۔ اگر لاءِ اینڈ آرڈر کو کوئی آپ کی جماعت اگر خداخواستہ میں یہ نہیں کہتا ہوں اگر آپ کی جماعت کے افراد یا کچھ لوگ واقعی یہ کرتے ہیں تو اُن کو بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ آپ اُن کو کہیں کہ جی یہ time نہیں ہے اس طرح کا۔ تو مودلیلیٹیز ہماری اگر بہت ہی احسن طریقے سے بیٹھ کر اگر ہم اپنے weak points کو دیکھیں اور اُس کا تلافی کریں تو پھر میرے خیال میں میں کچکوں صاحب کو بھی برداشت کر سکتے صاحب مجھے بھی برداشت کریں گے اور مولانا واسع صاحب کو میرے بھائی اختر لانگو بھی برداشت کر سکتے ہیں۔ تو یہ برداشت کا جو میں کہوں گا کہ جو خمیر ہے وہ اتنا زیادہ ہونا چاہیے کہ جو ہم اچھی باتیں سُنیں اور بُری باتیں بھی سُنیں۔ اور نہ صرف یہ ایک پہلو ہے ہمارے اسمبلی کا کہ صرف law and order پر بات ہماری ہو بلکہ جس طرح کہ کچکوں صاحب نے کہا ہے کہ اس پر health کی بھی باتیں ہونی چاہئیں اس

میں political بات بھی ہونی چاہئے اسیں پینے کے پانی کی جو لوگوں کو نہیں مل رہا ہے یہ جو بلوجختان بہت متاثر ہو چکا ہے اسیں کیا مشتبہ کام ہم لوگوں نے کیئے ہیں۔ political جیسا کہ آپ نے کہا کہ یہ نظام وہ صرف DCO کے حوالے۔ میں یہ کہوں گا کہ DCO تو بالکل ایک ادنی سا ایک آدمی ہے جو contract کے انداز میں جس طرح کہ وہ چاہتا ہے کہ کہاں کہاں اُن کو فائدہ پہنچ جی۔ بلکہ law and order تو اُس کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے جی۔ آج اگر کسی district میں بھی کہیں بھی یہ گناہ ہوتا ہے یا جرم ہوتا ہے وہ DCO تو کوشش یہی کرے گا کہ جی میں پُھپ جاؤں یا کہیں بھاگ جاؤں۔ کیونکہ وہ اُس کے زمرے میں ہی نہیں آتا۔ اور جو زمرے میں آتا ہے وہ افراد ہیں جو وہ سراسر ناظم کے اختیار میں ہیں۔ ناظم کہتے ہیں کہ جی ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور حکومت کی جتنے بھی مسائل ہیں وہ ناظم کے حوالے ہیں۔ تو اس کو دیکھنے کے لئے پھر ہمیں اور آپ کو political جتنے بھی دوست ہیں وہ سوچنا پڑے گا ہمیں کہ کون نے وہ اسباب ہیں کیوں ایسے اسباب پیدا ہوئے ہیں کون کرانے والے آدمی ہیں۔ کیا یہ مناسب ہے کہ یہاں راکٹ فائرنگ ہوتی رہی۔ نیشنل گیمز ہورہی تھیں تو اُسی رات کو ایک راکٹ فائر آ کے وہاں land کیا۔ کیا یہ درست تھا یہ اچھی بات تھی؟ اگر یہ بالکل کسی ایسی جگہ میں جا کے گرتا تو اُس کی responsibility یہی ہوتی کہ جی حکومت اس کو control نہیں کر سکتی۔ تو میں زیارت وال سے پوچھتا ہوں کہ جو چیزیں میں سے اگر یہ راکٹ آتا ہے تو یہ کون لاتا ہے۔ کون اسے launch کرتا ہے۔ صح کو پتہ چلتا ہے کہ جی بیٹریاں اس کی پڑی ہیں یا wire پڑے ہوئے ہیں۔ اور آدمی بھاگ کے چلا گیا۔ یا تو ایجنسیاں کراتی ہیں آپ لوگ کہو گے یہی الزام گا گے کہ جی بلا وجہ ہم پر شک و شبہ وہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ ضرور میں کہوں گا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ political parties ساروں کا ہاتھ ہے لیکن ضرور کوئی نہ کوئی ایسے افراد ہیں جو نہیں چاہتے ہیں کہ بلوجختان میں امن ہو۔ اور اُس کا نتیجہ آپ دیکھیں بہت سارے ایسے ۔۔۔۔۔ جہاں تک drugs کی بات ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس ملک کے اندر جب نو کریاں نہیں ہوں گی اور بے بسی کا عالم ہو گا تو لوگ drugs کے پیچھے جائیں گے۔ اور لیکن drugs بھی میں یہ کہوں گا کہ صرف آپ لوگوں کے خالصنا علاقوں کے اندر drugs کی cultivations ہو رہی ہیں۔

poppies کی ہو رہی ہیں اور آج بھی میں یہی کہوں گا کہ زیادہ تر drugs آپ کے کوئی سے شروع ہوتی ہے تو قلعہ عبداللہ سے لیکر پتہ نہیں کہاں سے کہاں تک۔۔۔ تو کون کرانے والے ہیں۔ کیوں رکاوٹیں نہیں ڈالی جاتی ہیں۔ پولیٹیکل لوگ کیوں اُسے روکتے نہیں ہیں۔ اور last time بھی یہی ہوا تھا کہ بہت سارے لوگ مارے گئے تھے۔ F.C. نے اس پر بڑا مثبت کردار ادا کیا تھا لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ بہت بہتر ایک اچھی یا خوش آئندہ حرکت تھی جو حکومت بلوچستان نے کی حالانکہ ہر جگہ نہ مت لوگوں نے کی۔ لوگوں نے بندوقیں اٹھائیں۔ لوگوں نے فائرنگ کیں۔ تو جناب! جیسا کہ مالیاتی بات ہوئی یا چورلوٹ مار کرتے ہیں اور terrorist court پھر ان کو سزا میں نہیں دیتے پتہ نہیں ڈر کی خاطر نہیں دیتے ہیں۔ اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہاں تک کہا کورٹ کو کہا کہ آپ custodian ہیں اور آپ کو ہوش ہونا چاہئے کہ یہاں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ تو کچھ صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ الیہ اور اتنے افراد جو بچارے مارے گئے۔ ان کے بچے یقین ہو گئے۔ جس طرح آپ لوگوں نے اپنی تقریروں میں کہا آج ان کی یہ ڈیماڈ ہے کہ یہ افراد کو سزا موت دیجائے۔ اور ہم ان کو سزا موت دے نہیں سکتے کیونکہ پرویز ہر ہے constitutionally اور کوٹ کو اختیار ہے۔ کہ کورٹ ہماری بات سننے یانہ سننے اگر اس کو سزا آتی ہے تو پھر ہائیکورٹ اسکی بات سننی ہے۔ اگر ہائیکورٹ اسے سزا دی جاتی ہے تو پھر سپریم کورٹ اس کی stay کر لیں۔ تو یہ جو reforms ہے constitution کے یا کورٹ کے reforms کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا۔ لیکن میں ضرور یہ کہوں گا۔ اس میں بیٹھ کر آپ لوگوں کیسا تھا ان ایشوز پر بات کرنی ہو گی اور جیسا کہ آپ لوگوں نے کہا کہ جی واسع صاحب نے کہا ہے کہ جی ایک کمیٹی بنائی جائے تو ہم تیار ہیں۔ آپ جب بھی چیف منسٹر ہاؤس آئیں ساری سیاسی پارٹیاں بیٹھ کر ان basic issue پر بات کر لیں جو داعی بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ایشوز شاید آپ کے نیشنل فارم میں بھی بیٹھ کر ان پر بات کر لیں جہاں تک بلوچستان کے ایشوز ہیں ہمارے سے وابستہ ہیں ہم آپ سے بیٹھ کر بات کر لیں گے اگر آپ کہتے ہیں کہ پولیس میں کچھ differences ہیں آپ کے تو آپ ہمیں بتائیں جہاں ہماری کوشش ہو گی اسے ہم آپ لوگوں کو بیٹھ کر اعتماد میں لیں گے اور کوشش ہماری یہ ہو گی کہ اگر واقعی پولیس،

ایف سی یا کسی فرد نے غلط طریقے سے یہاں کے کسی بلوچ کو پٹھان کو یا کوئی بھی رہنے والے کو ناجائز مارا ہو تو میرے خیال میں اس کے خلاف ہم ضرور کہیں گے اور پڑھی کہیں گے اور صدر پاکستان کو وزیر اعظم کو بھی کہیں گے ہماری پارٹی کے جو صدر چودہ بڑی شجاعت انہیں بھی کہیں گے کہ یہ چیز انہیں درست کیا جائے۔ لیکن وہ بیٹھ کر جہاں ہمیں پتہ چلیں کہ کون سے کون آپ کے ایشوز ہیں اگر ہم آپ کو یہ کہیں کہ جی ہمارے reservation یہ ہے۔ یہ افراد اور یہ شخص اور یہ چیز کرچکے ہیں آپ کیا کہہ سکتے ہیں واقعی یہ درست ہے یا غلط ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک بیٹھ کر ہم اپنے دامن کو بھی دیکھیں اور میں نہیں کہوں گا کہ گریبان کو دیکھیں بلکہ میں کہوں گا کہ آپ کچھ جھانک کر دیکھیں کہ واقعی اگر ان میں آپ کے پویٹکل افراد ظاہر نہیں کہ آپ ہو بلکہ بہت سارے ایسے افراد ہوں گے آپ کو پتہ ہی نہیں ہوگا۔ جو اس کام میں مصروف ہوں گے روکاٹ ڈالنے کے لئے جیسا کہ آپ لوگوں نے گواہ کے بارے میں کہا کہ گواہ کے رہنے والے آپ لوگ ہیں آپ کی پارٹی بھی وہاں ہے تو وہ کیوں کنٹرول نہیں ہوتا۔ وہاں بم کیوں پہٹ رہے ہیں۔ کیوں ایئر پورٹ پر راکٹ آر ہے ہیں۔ اور یہ نقصانات ہمارے ہوں گے کل ہماری مائیں بہنیں اگر کسی جہاز میں بیٹھ کر جائیں گے تو یہ کہیں گے کہ جی ہم جہاز کی سواری نہیں کرتے کہ نیچے سے کوئی راکٹ آ کر اسے لگے۔ پھر وہ برا وقت بھی آ سکتا ہے۔ کہ ایک پی آئی اے کو ایک سہولت ملی تھی وہ بھی آپ لوگوں نے گناہ دیا ہم چاہتے ہیں کہ بیٹھ کر آپ کے جو بھی مسائل ہیں لاءِ اینڈ آرڈر کے بارے یا بجٹ سے متعلق آپ کی شکایتیں ہو کوئی بھی شکایت ہو بیٹھ کر broad basis پر ہم ایسے احسن طریقے سے سوچ سکتے ہیں۔ کہ اس کا کیا حل ہونا چاہئے۔ آیا یہ مناسب ہے کہ بیٹھ کر آپس میں اڑنا یا بیٹھ کر ڈائیلاگ میں اگر ثابت فیصلے اس بلوچستان کے ایشوز پر ہوں کون یہ کہے گا کہ آپ لوگ بلوچستان کے لئے غلط کام کر رہے ہو ظاہر ہے کہ ہم ہی اپنے بلوچستان کے بہتری اور اچھائی کے لئے اپنے ہی بڑوں کو کہیں گے کہ جی یہ ثابت راستے ہیں جس سے بلوچستان میں ہم ثابت رزلٹ دے سکتے ہیں۔ تو میں اپنے تمام محترم۔۔۔ میں یہ نہیں کہوں گا جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ قوم پرست خود ہی اپنے کو۔ بلکہ سارے بلوچستان کے مفاد میں ہر ایک اتنا ہی پیمانہ رکھتا ہے ظرف کا کہ وہ اپنے علاقے کے لئے بھی سوچتا ہو اور میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ الگ تلگ ہیں ہم سے یا ہم آپ سے الگ تھلگ ہیں۔ ہمارا جینا مرنا آپ لوگوں کے

ساتھ ہے۔ اکٹھے ہیں اس بلوچستان کے لئے اور اس میں اگر ایک ثبت انداز میں اس علاقے کے بارے میں بلوچستان کے بارے میں سوچیں تو میں صحبوں گا وہ دن دور نہیں کہ جو ہماری اپنی کلپریا روایات ہیں وہ ہمیں خود اجازت نہیں دیتی کہ جی ہم آپس میں دست و گریبان ہو چھوٹی چھوٹی باتوں یا چھوٹی چھوٹی چیزوں میں اور آخر میں بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو میں دورانہ نہیں چاہتا ہوں کیونکہ جو پلیٹکل فلاسفی اور اس کے reason ہے۔ ہر ایک کے اپنے انداز بیان ہوتے ہیں ہر ایک اپنی انداز فکر سے بات کرتا ہے۔ آپ لوگوں کے اپنے انداز بیان ہونگے آپ لوگوں کی اپنی concept ہونگے آپ دوسرے انداز میں بولنا چاہیں گے ہماری جماعت مختلف ہوگی اور ہماری الائنس پارٹیوں کا ایک دوسرا انداز ہو گا۔ تو یہ قطعاً ہر ایک کے اپنے انداز ہوتے ہیں۔ اور ہمارے اپنے پلیٹکل ایشوز ہیں اور اس سے کبھی ہم ہٹ نہیں سکتے اور ہمارے اپنے ایشوز ہونگے جو ہم اپنے پلیٹکل پارٹی کو دیکھتے ہوئے ان ایشوز پر چلیں گے چاہے جس طرح heart or cool ہو ہم اسی انداز میں چلیں گے جس طرح کہ آپ لوگ چلتے ہیں آپ اپنے بڑوں کی باتیں مانتے ہیں اسی طرح ہماری جماعت بھی اپنے ہی جوڈا ریکٹو ہمیں آتے ہیں ہم اس کے پابند ہیں تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ جو لاءِ اینڈ آرڈر کے بارے میں سارے دوستوں نے ذکر کیا۔ اور اسی لاءِ اینڈ آرڈر پر بات آئی ہے۔ تو میں آپ سے یہ ضرور درخواست کروں گا۔ کہ اس کی broad basis پر سارے پارٹیمیٹری فارم کی کمیٹی بنائی جائے اور اس ایشوز پر پیٹھکر سب سے پہلے یہ ایشوز کا ہم فیصلہ کر لیں گے کہ آیا بلوچستان میں مستقبل میں یہ چیزیں ہونی چاہئیں کہ عام آدمی کو مارا جائے چاہے اس میں بلوچ ہو یا غیر بلوچ ہو چاہے یہاں کے سیطیں بھی ہو۔ چاہے گورنمنٹ کے جو سویلیں ہو چاہے آفیشل ہو۔ آیا یہ ضروری ہے کہ یہ چیزیں ہونی چاہئیں جب ہم ایک پیرامیٹر میں آ جائیں گے تو میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ جس کا پھر ہم لوگ خدشہ ظاہر کر لیں کہ جی اس پر آپ ہمیں اعتراض کریں کہ یہ ریاستی دہشت گردی ہے۔ کہ ہمارے ورکروں کو قلی کمپ میں یاد و سری جگہ رکھا جا رہا ہے۔ بغیر FIR کے۔ کئی ایسے دوست ہیں جو گرفتار ہو چکے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس میں پیٹھ کر ہم لوگ ان تمام چیزوں پر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اچھائی کی طرف امن کی طرف بہتری کی طرف اور بلوچستان کی بہتری کی طرف۔ ہماری نیتیں ایک ہو سیاسی انداز آپ لوگوں کا اپنا ہے۔ وہ آپ کے اختیار میں اس کو

آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن ایک فیصلہ ضرور ہم یہ کریں کہ آیا۔۔ اور یہ message سارے بلوچستان کی طرف سے ان جماعتوں کا ہونا چاہیے ان چیزوں سے اجتناب ہونا چاہیے ہاں اگر شیعہ اور سنی کا مسئلہ ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اور بلوچستان میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں اور جو کرانے والے ہیں یہ وہ افراد ہیں جو ہم سمجھتے ہیں کہ مذہبی اغفار سے بھی نہ ہم ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اگر وہ یہ کام بھی کرتے ہیں تو اس کی ابدی زندگی بھی اسی جہنم میں ہو گی تو مجھے توقع ہے کہ آپ بھائیوں سے اور تمام اپوزیشن کے دوستوں سے جو اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں اور خاص طور پر مولانا عبدالواسع صاحب اور اس کی اپنی جماعت ہے وہ بیٹھ کر اس مسئلے پر غور کر لیں گی اور آپ سے ہم بیٹھ کر جن ایشوز پر بات کرنا چاہیں گے جن ایشوز پر آپ لوگوں کو واقعی feel irritant کرتے ہیں آپ کی اس پر بڑی observation ہے یا observe کر رہے ہیں کہ ہم پر زیادتی ہو رہی ہے تو اسی پہلوں کو لیکر ہم پہلے گفتگو کریں گے۔ اور اسے ختم کرنے کی کوشش کریں گے میں آخر میں اپنے تمام خاص طور پر آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں سمجھتا ہوں میرے پاس لاے اینڈ آرڈر کے بارے میں صرف اتنا ہی ہے کہ اگر نیت ہماری صاف ہو اور ہم نہ چاہیں یہ چیزیں کرنے کے لئے تو پھر ہم ہر ایک کا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ اپنے بڑوں کا بھی محاسبہ کر سکتے ہیں۔ جب واقعی ہم میں جدت ہو بلوچستان میں امن لانے کے لئے شکریہ!

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر! قائد ایوان کی تقریر کے بعد مجھے کہنا نہیں چاہیے لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے تو خصوصاً ہماری جو مشکلات تھیں۔

جناب اسپیکر: ایک تجویز میرے ذہن میں ہے۔ آپ تشریف رکھیں چونکہ آج پورا دن اسی ایک موضوع پر بہت تفصیل سے بحث ہوئی اور وہ تو اچھی روایت بھی ہے میرے خیال میں ایک اس قسم کی کمیٰ ہو جو اپس میں بھی بیٹھے اور مرکز کے ساتھ بھی جو مسئلہ ہے وہ وہی کمیٰ بات کرے اور اس میں وہ لوگ ہو جو نام بھی دے سکیں اور سمجھتے بھی ہو اور قلب بھی اس کے سینے میں ہو یعنی تین چار لوگ جو میں اپوزیشن میں دیکھ رہا ہوں اس میں سے ہو اور حکومت میں سے ہو اور یہ کمیٰ ایک دویٹنگ چیف منسٹر ہاؤس میں خود کرے جو جو بھی آپ لوگوں کے خدشات ہیں جو ادھرنوٹ کیا ہے سارا ریکارڈ میں آچکے ہیں اس میں اور یا اگر مرکز سے جو کمیٰ آئی ہے اس کی کمیٰ اس سے بات کرے اس حوالے سے تو اگر آپ لوگ اتفاق

کرتے ہو تو وہ کمیٹی ٹھیک رہیگی۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈ ووکیٹ: جناب اسپیکر! اس میں آپ کی بات کمیٹیاں بنانا یا وہ جو آپ کرتے ہو وہ اپنی جگہ پر اور فوری طور پر جو مسئلہ درپیش ہے نمبرا یہ شالا باعث والا chain ہے جام صاحب کی بھی نوٹس میں ہے یہ بند ہو جاتی ہے اور جو بھی صورتحال ہو آپ جان بیس سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یعنی آپ کہتے ہیں کہ رات کے دس بجے سے صبح سات بجے تک بند ہے۔

عبد الرحیم زیارت وال ایڈ ووکیٹ: بالکل مکمل بند ہے اس کو کھولنا چاہیے کس بنیاد پر بند کیا ہے ملک کے اندر چین کو بند کر کے اور اپنے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے اور یہ جو دوست گرفتار ہیں جن کا کوئی پتہ نہیں ہے ان کے بارے میں جناب اسپیکر یہ تو Immediate مسئلہ ہے اور یہ جنگل پیر علیزی کا کیمپ بدترین اذابنا ہوا ہے اس کو اور دو تین ایسی چیزیں ہیں کہ اس پر جام صاحب بھی -----۔

جناب اسپیکر: مولا نا واحد صاحب کمیٹی کے بارے میں بھی اور یہ جو شالا باعث چین والا اس بارے میں۔

عبدالمجيد خان اچھزی: جناب اسپیکر صاحب! پہلے بھی ہم نے ایک ریکویسٹ کی تھی کہ ہمارے ضلع میں سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے اگر اسی کو قرارداد کی صورت میں آپ تبدیل کر دیں میرے خیال میں جو یہاں پر آج چھ یا سات گھنٹے جتنی بھی بحث ہوئی ہے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا ہے تو یہ تین ہمارے مسئلے ہیں ایک شالا باعث چین والا، جنگل پیر علیزی والا اور نورک سلیمان خیل والا اور باقی ہمارے اکبر مینگل صاحب کے جو ساتھی ہیں ان کے بارے میں۔ اس میں قرارداد کی صورت میں اگر کوئی طریقہ اس کے لئے بنایا جائے۔

جناب اسپیکر: یہ تو مجموعی طور پر تمام بلوچستان کے لاءِ ایڈ آرڈر کے حوالے سے بحث ہو رہی تھی تو آگر آپ

قرارداد کی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو آپ تجویز پیش کریں اس کے سامنے۔

مولانا عبد الواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! تحریک التوا پر بحث ہو گئی ہے مسائل کی نشاندہی ہو چکی ہے اور اگر دوست یہ مناسب سمجھتے ہیں جیسا قائد ایوان نے بھی ذکر کر دیا اور وہاں کے دوستوں کی طرف سے بھی ہو گیا تو ایک یہ شالا باعث والا معاملہ جو بند ہے یہ اب ہمارے نوٹس میں ابھی اور جام صاحب کو بھی پتہ نہیں ہے ابھی پوچھ رہا ہے کہ یہ کس طرح معاملہ ہے میرے خیال میں اگر یہ ہو تو یہ کھولنا چاہیے قرارداد

پاس ہو یا نہ ہو یہ تو جام صاحب ان کو ہمیں گے لیکن بات یہ ہے کہ قرارداد یا جو بھی پکھ ہو قراردادوں کا تو ہمیں بھی پتہ ہے ان کو بھی پتہ ہے قرارداد یہ صرف اخبارات کی زینت تک اگر ہم بناتے ہیں تو ٹھیک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اصل مسئلے کی طرف اگر آ جائیں کیونکہ اس موقع پر کمیٹی اگر یہ امن و امان کا مسئلہ نہ ہوتا تھا یہ تحریک التوانہ آ جاتی تو میرے ذہن میں یہ تھی کہ وہاں جو مرکز سے کمیٹی آ رہی ہے وہ بلوچستان کے مسائل اور ان پر غور کر رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک موقع ہے کہ اس ایوان بالا سے ایک کمیٹی آ رہی ہے اور ہمارا بھی ایک نمائندہ ہاؤس ہے اور اس سے بھی ایک کمیٹی ہو اور ہم اپنے مسائل ان کے توسط سے اگر وہاں پہنچا دیں تو یہ قرارداد سے بھی بہتر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع کے لحاظ سے بہت ضروری ہے کہ کمیٹی بن جائے پھر جو بھی مسائل ہو تجویز آ جاتی ہے شالا باغ ہو یا جو دوسرا ہو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بہتر کمیٹی ہے۔ عبدالجید خان اچکزئی۔ جناب اسپیکر ایک توفیقی لیول پر جو کمیٹی بنی ہے وہ تو آ رہی ہے اس میں تو ہمارے ساتھی بھی ہیں وہ ایک صوبائی لیول کا مسئلہ ہے یہ ہمارے مولانا واسع صاحب خود ہی گورنر صاحب کے پاس گئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ مسئلہ ہے ہمارے لئے تو یہ میری پرنسل ریکویسٹ بھی ہے اور ہمارے باقی ساتھیوں کی طرف سے سب نے تقریباً کہا تھا کہ ہمارے ان تین نقطوں کو قرارداد کی صورت میں لائے ساتھیوں نے وعدہ بھی کیا ٹریٹری پیغزاں والوں نے بھی یہ کہا تھا کہ اس میں ہم آپ کا ساتھ دینگے۔

جناب اسپیکر: تو یہ تین نقطے ان کے ہیں جو انہوں نے مجھے لکھ کر ادھر بھیجے ہوئے ہیں یہ میں بیان کر لیتا ہوں ایک تو شالا باغ والا ہے اور ایک جنگل پیر علیری گیمپ ختم کرنا ہے اور ایک نورک سلیمان خیل کمپ۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): یہ شالا باغ والا مسئلہ ایک مسئلہ ہو سکتا ہے لیکن لاءِ یمن آرڈر جس چیز کو کہتے ہیں یہ جو بم بلاست ہو رہے ہیں یا یہ جو راکٹ لانچر جو فائر ہو رہے ہیں یا مختلف لوگوں کا ایف سی کے ہاتھوں قتل ہو رہا ہے یہ معاملہ سب سے سنجیدہ معاملہ ہے لیکن شالا باغ کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے کو جام صاحب حل کر سکتے ہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے تو اس پر کمیٹی تشکیل ہو جائے بس بہتر صورت یہی ہے۔

عبدالجید خان اچکزئی: اس مسئلے میں کہاں تک امداد کر سکتے ہیں۔ امن قائم کرنے کے لئے ہم اپنی پارٹی کی طرف سے بھی آپ کی امداد کریں گے مطلب ہم نے کبھی اس کو سپورٹ نہیں کیا ہے، ہم نے اس فلور پر بھی

کہا ہے کہ ہم اس چیز کو سپورٹ نہیں کرتے ہیں کہ بے گناہ لوگ مارے جائے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ کا اپنا ایک چینن مسئلہ ہے مطلب افغان ریفیو جیز چلے گئے وہاں پر اب بدمعاشوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ہر روز ایک واقعہ ہوتا ہے ہر روز ایک سلسلہ چلتا ہے۔ ہماری ایک ریکویسٹ ہے کہ قرارداد کی صورت میں اس کو تبدیل کر کے سرانان میں افغان ریفیو جیز کا کمپ ہے وہی سرانان میں جو افغان نجی گئے ہیں ان کو سرانان شفت کیا جائے جنگل سے اور نورک سلیمانخیل سے ہماری جان چھڑائی جائے۔

جناب اسپیکر: جہاں تک کمیٹی کی بات ہے میرے خیال میں کمیٹی پر توافق ہے؟

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: کمیٹی کی بات اور ہے جناب! یہ Immediate مسئلہ ہے اور اخبارات آپ کو دکھاتے ہیں ہر روز اس آڈے سے چس فلانی چیز اور اس قسم کے کرائم نہیں جو لوگ ہیں یہاں جا کے چپ جاتے ہیں آپ کی فورسز جاہیں سکتیں اور اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: تمام کم ہے عصر کی نماز بھی ہو رہی ہے مولانا عبدالواسع صاحب ایک تو شالا باغ چین والا مسئلہ ہے اور ایک یہ دو کمپوں کی بات کر رہے ہیں کہ یہ کمپ خالی ہے اس کو ختم کرنا ہے اس مسئلے میں آپ لوگوں کا کیا موقف ہے؟

مولانا عبدالواسع (سینیٹر وزیر): ایک تو نورک سلیمانخیل کا مسئلہ مجید خان ذکر کر رہا ہے تو یہ صوبائی حکومت کا معاملہ ہے اور چیف منستر صاحب نے یقین دہانی کرادی ہے اور اب بھی چیف منستر صاحب اس معاملے کا جائزہ لیتے ہوئے یہ ختم کر دیتے ہیں یہ معاملہ اس میں کیا قرارداد ہے قرارداد پاس کر کے تو کس کو کہیں گے جب چیف منستر ان کو یقین دہانی کرتے ہیں اور حکومت ان کو کہتی ہے کہ یہ معاملہ جب پولیس کے ہاتھوں سے ہو یا جس کے ہاتھوں سے ہو، ہم ختم کر دینگے۔ یہ وہ معاملات ہیں جو ہمارے بلوچستان کے ان مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ کہ ان کا کچھ تعلق مرکز سے بھی ہے اور یہاں بلوچستان کے کچھ اس حوالے سے نشاندہی بھی کوئی سیاسی جماعت نہیں کر سکتی ہے کہ معاملہ کچھ گھم بیر نظر آ رہا ہے تو کمیٹی میں بیٹھ کر ہم ایک دوسرے کی بات سنیں اور اس کے علاج اور اس کے تدارک کے لئے سب سے بہترین راستہ یہ کمیٹی بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: تو کمیٹی پر توافق ہے؟

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: کمیٹی پر اعتراض نہیں ہے واسع صاحب۔

عبدالمجید خان اچنی: مولانا صاحب! آپ خود گئے تھے گورنر کے پاس اور وند بھی لے گیا تھا اپنے ساتھ مطلب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے -----

عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ: جناب! اس وقت مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ آپ کوپتہ ہے حافظ محمد اللہ صاحب کوپتہ ہے کہ باقاعدہ دن دھاڑے پورے روڈ پر امن و امان نہیں ہے اس کمپ کی وجہ سے نہیں ہے اس میں دس خاندان بھی نہیں رہتے ہیں اس کو جہاں بہترین کمپ آپ نے بنائی ہے اس کو شفت کروادو اور اس کو ختم کر دونہ کوئی آئے نہ کوئی جائے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! صح سے ہم لوگ آئے ہوئے ہیں سب نے بحث کی وہ تو سب کے سامنے بات آگئی دوسری اس کے بعد یہ ایک اسمبلی کا قانون اور اس کی بھی بات ہے تو اس میں میں نے صح بھی آپ کو کہا تھا کہ رول اور ریگولیشن ہے اسمبلی کے وہ کسی ایک فرد کے لئے ہوتے ہیں یا پورے ہاؤس کے لئے ہوتے ہیں اس میں جب قائد ایوان نے بات کی تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی اب وہ بحث دوبارہ چڑھی ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! میں رحیم زیارتوال سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ کمپ والا معاملہ ہے یا کوئی اس طرح معاملہ ہو تو اگلے دن کے اجلاس ہے اس پر باہر ہم بیٹھ کے قرارداد بنانے پر بھی مشورہ کر کے تو چودہ تاریخ کو اجلاس آرہا ہے اس اجلاس میں اگر جو بھی قرارداد ہم بنائیں گے تو چودہ تاریخ کو پیش کریں گے کیونکہ ابھی اس پر مشورہ ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، اچھا کمیٹی بھی ابھی بناتے ہیں میرے خیال میں اگر میں کچھ نام لے لوں اور اگر آپ اپنی تجویز دیتے ہیں تو ٹھیک ہے یہ جو کمیٹی مستقل لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے اور مرکز کی کمیٹی سے بات چیت کرنے کے لئے۔

چکوں علی ایڈوکیٹ: آپ نے ہمیں جو لیٹر دیا ہے ۱۶ تاریخ کو جو کمیٹی ہے اس میں لاءِ اینڈ آرڈر کا مسئلہ ال ریڈی ہے بات یہ ہے کہ ایسے جو ایشور ہونگے یہی ایم صاحب کو چاہیے کہ جتنے ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں انکی میٹنگ طلب کر لے ہم لوگ جو پارلیمانی لیڈر ہیں اپنی پارٹی کے دوستوں سے بات کر لیں گے

جو ہماری grievances ہیں جو ان کی grievances ہیں اس کو اس طرح لے۔

جناب اپیکر: کمیٹیاں تو جب تک پارلیمنٹ ہو گی کمیٹیاں بنتی رہیں گی میں کہتا ہوں کہ یہ جو کمیٹی بنے گی اس میں چار اپوزیشن سے میرے ذہن میں یہ تھا کہ آپ ہونگے زیارت وال صاحب ہو نگے نواب اسلام رئیسانی صاحب ہو نگے اور سردار شناع اللہ زہری ہو نگے اور ایک جمہوری وطن پارٹی سے کوئی ہو۔ اور مرکز سے جو کمیٹی آئیگی ان سے بھی بات کر کیگی اور اپنے درمیان جو کچھ ہو میٹنگیں کرتے رہنگے تو یہ ایک اچھا ثابت اقدام ہے تو انہوں نے سپورٹ بھی کیا۔

کچکول علی ایڈوکیٹ: سر! اس پر میں سی ایم کے ساتھ آپ سے ڈسکس کر کے پھر ایک کمیٹی بنادیں گے اگر اس کو ہم لوگ connect کر لیں فیڈرل سے اس پر ہمیں سوچ بچا کرنا ہے۔

جناب اپیکر: زیارت وال صاحب آپ کا کیا موقف ہے؟

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: جناب اپیکر! کچکول صاحب کہہ رہے ہے کہ مرکز کی جو کمیٹی بنی ہے اس کے سامنے بہت سے ایشوز ہیں اور ان میں آئین کے بھی نقاط ہیں کہ آئین میں بعض نقااط کو بعض دوستوں کو جو grievances ہیں اس پر بھی بات کریں گے ہماری جو کمیٹی ہو گی یہ تو لا ایڈ آرڈر سے متعلق ہے۔

جناب اپیکر: ضروری نہیں ہے، ابھی جو مرکز کا جو ایوان بالا ہے وہ ہمارے صوبے کے حوالے سے جو کمیٹی آئیگی تو یہاں پر بھی ایک اسمبلی موجود ہے اس اسمبلی کی بھی کمیٹی ہونی چاہیے وہ اور ایشو پر بات کریں گے، ہم لا ایڈ آرڈر کے حوالے سے بات کریں گے، ہم این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے کریں گے، ہم ایف سی کے حوالے سے کریں گے کہ ہمارے لئے جو مرکز سے متعلق مسائل ہیں ان کمیٹی کے سامنے رکھیں گے۔

عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ: اس میں جناب اپیکر! ذاتی طور پر یا پارٹی کے طور پر ہمیں اعتراض نہیں ہے کچکول صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں ہم آپ کو بتا دیں گے۔

جناب اپیکر: او کے، اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۲۳ء صبح دس بجکرتیں منٹ تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی پانچ بجکرتی لیس منٹ پر اختتام پزیر ہوا)
